# شانِ خطابت

حضرت مولانا محمد مصلح الدین قادری

رضوی کتاب گھر (رجسٹرڈ)

Scanned by CamScanner

بیاد گار

خلیفہ اول حضور تاج الشریعہ استاذالعلماء سعدی زماں شان معرفت شیخ طریقت مفتی
الشاہ محمد حنیف القادری رضوی المعروف بہ "حنیف ملت" نوراللہ مرقدہ

پیش کش

# حنیف ملت لائبریری

قریۃ العلماء گلاب پور سسواکٹیا، ضلع مہوتری نیپال

## بانی

مولانا حافظ محمد سمیع الدین برہان القادری گلاب پوری و
مولانا حافظ محمد نعیم الدین قادری کنز مصلحی گلاب پوری

موبائل نمبر

9621982722/8172925892

تزئین: کنز مصلحی 8172925892

# شانِ خطابت

خطیب

حضرت مولانا قاری مصلح الدین صاحب قادری

بن حافظ محمد تسلیم قادری

صدر مدرس مدرسہ حبیبیہ لال گوپال گنج، الہ آباد (یوپی)

ناشر

Razavi Kitab Ghar

رضوی کتاب گھر رجسٹرڈ

۴۲۵، اردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی فون: 3264524

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق ناصر محفوظ

کوئی صاحب بھی بلا اجازت عکس نہ لیں

نام کتاب : شانِ خطابت

مولف : قاری مصلح الدین صاحب قادری

ناشر : رضوی کتاب گھر دہلی

باہتمام : (حافظ) محمد قمر الدین رضوی

کمپوزنگ : رضوی کمپیوٹر پوائنٹ

پروف ریڈنگ : مولانا اشرف عالم

صفحات : ۱۲۸

مطبع :

قیمت : 30/=

مہاراشٹر میں اہلسنّت کا مرکزی کتب خانہ

رضوی کتاب گھر رجسٹرڈ

۱۱۴، غیبی نگر، بھیونڈی، ۴۲۱۳۰۲، ضلع تھانہ مہاراشٹر فون: 55389

یوپی میں ملنے کا پتہ

رضوی کتاب گھر رجسٹرڈ

مقام و پوسٹ: صالح پور، ضلع سنت کبیر نگر، یوپی

Scanned by CamScanner

# عرضِ ناشر

ہم نے تصانیف اہلسنت کی اشاعت کا بیڑہ اس وقت اٹھایا تھا جب پاس نہ کوئی سرمایہ تھا نہ ہی استعداد وصلاحیت تھی نہ ہی اس فیلڈ کا کوئی تجربہ تھا اور نہ ہی بظاہر اتنے بڑے سرمایہ کی فراہمی کی صورت نظر آتی تھی۔لیکن ایک چیز ضرور پاس تھی جسے عزم اور حوصلہ کہتے ہیں۔نیت میں اخلاص اور محنت ولگن کو ہی اپنا سرمایہ تصور کرتے ہوئے اپنے اشاعتی مشن کو لے کر آگے بڑھ گیا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے طفیل اپنا فضل فرمایا۔راہیں ہموار ہوتی گئیں۔اشاعتی سلسلہ دراز ہوتا رہا۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے مسلک حق وصداقت کی ترویج واشاعت کو اپنا نصب العین بنایا۔اور فتاویٰ رضویہ جلد اول سے اپنے اشاعتی سفر کا آغاز کیا۔ثانیاً کشف المحجوب، مکاشفۃ القلوب، سبع سنابل شریف وغیرہ کی طباعت کا شرف حاصل کرتے ہوئے اپنی ایک منفرد پہچان بنائی۔مختلف موضوعات پر مشتمل علماء ومشائخ اہل سنت کی کتب کو از سر نو کمپیوٹر کتابت سے مزین کر کے منظر عام پر لایا۔تین ضخیم جلدوں پر مشتمل امام احمد رضا اور علم حدیث اہل علم تک پہنچ چکی ہے۔چوتھی جلد بہت جلد آنے کی امید ہے۔ علامہ شیخ اسماعیل حقی حنفی ترکی قدس سرہٗ کی تفسیر موسوم بہ روح البیان (مکمل تیس پارے) کو پندرہ جلدوں میں دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ شائع کیا اور اہل ذوق کی علمی تشنگی کو کچھ حد تک دور کرنے میں زبردست کامیابی حاصل کی۔مفتی احمد یار خاں نعیمی اور علامہ مشتاق احمد نظامی علیہما الرحمہ کی طباعت شدہ تمام تصانیف کو از سر نو خوبصورت انداز میں کتابت کرکے بہت جلد ہم ارباب علم ودانش کی خدمت میں پیش کریں گے۔

دین اسلام اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ واشاعت مختلف انداز میں علماء ومشائخ کرام نے اپنے اپنے مخصوص طرز پر کیا ہے۔کسی نے تحریری اسلوب کو اپنایا اور خلق خدا کو راہِ راست پر لانے کی سعی کی، کسی نے اللہ جل جلالہٗ کی عطا کردہ صلاحیت کے مطابق تقریر ووعظ سے اللہ کے بندوں کو اپنے مالک حقیقی کی بندگی واطاعت کا سبق پڑھایا۔

ہمارے علماء کو یہ بات سمجھ میں آئی کہ جو بیان کرتے ہیں اسے تحریر کر کے محفوظ کر لیا جائے تاکہ بعد کے ادوار میں آنے والی نسلیں بھی مستفید ہوسکیں۔لہٰذا اہم تقاریر کا شاندار گلدستہ "شانِ خطابت" کتابی شکل میں کمپیوٹر کی نئی کتابت کے ساتھ پیش کررہے ہیں۔فاضل جلیل حضرت علامہ مفتی ابو الفصیح محمد مصلح الدین صاحب قادری زید مجدہٗ کی اجازت سے ان کے تمام خطبات "شان خطابت" کے علاوہ "نور خطابت"، "جان خطابت"، "روح خطابت" انشاء اللہ اسی انداز میں بہت جلد منظر عام پر آجائیں گے۔قارئین حضرات سے گزارش ہے کہ دعا فرمائیں۔آمین

آپ کا خادم

(حافظ) محمد قمر الدین رضوی

Scanned by CamScanner

# فہرست عناوین


| عنوانات | صفحہ |
|---|---|
| انتساب | ۶ |
| اظہارِ حقیقت | ۷ |
| مصنف کا مختصر تعارف | ۸ |
| تقریظِ جلیل | ۹ |
| **عید میلاد النبی** (پہلی تقریر) | ۱۱ |
| ذکرِ مصطفیٰ کی عظمت | ۱۳ |
| رسولِ اعظم کا ممتاز ہونا | ۱۴ |
| ذکرِ مصطفیٰ پر خوشی منانا | ۱۵ |
| خاموش اعلان | ۱۷ |
| ربیع الاول کی بارہویں تاریخ | ۱۸ |
| آفتابِ رسالت کی ضیا پاشیاں | ۲۰ |
| میلادِ مصطفیٰ کا احسان | ۲۲ |
| سرورِ کونین آغوشِ حلیمہ میں | ۲۴ |
| میلاد النبی دافعِ شرک ہے | ۲۵ |
| **خلق عظیم** (دوسری تقریر) | ۲۷ |
| تمہیدی کلمات | ۲۸ |
| خلقِ عظیم کی تشریح | ۳۰ |
| قرآن رسول کا خلق ہے | ۳۲ |
| فتح مکہ کے دن خلقِ عظیم کا اعجاز | ۳۳ |

| عنوانات | صفحہ |
|---|---|
| اخلاص کا حسین پیکر | ۳۵ |
| خلقِ عظیم کا فیض | ۳۶ |
| خلقِ عظیم کے فائدے | ۳۸ |
| قوم مسلم سے ایک سوال | ۳۹ |
| اخلاق نبوی اور انسان | ۴۰ |
| عظیم الشان اخلاق | ۴۱ |
| **فضائل اولیاء اللہ** (تیسری تقریر) | ۴۲ |
| تمہیدی کلمات | ۴۳ |
| ایک تمثیل | ۴۶ |
| حضرت جنید بغدادی کی کرامت | ۴۶ |
| علماء کرام اور اولیاء عظام | ۴۸ |
| غوثِ اعظم کی نگاہِ ولایت | ۴۹ |
| حضرت بشر حافی کی کرامت | ۵۱ |
| سلاسل اربعہ کی شان | ۵۳ |
| غوثِ اعظم کے لئے بشارت | ۵۵ |
| حضرت بہاء الحق زکریا ملتانی کی کرامت | ۵۷ |
| پیری مریدی | ۵۹ |
| **فضائل شہداء کرام** (چوتھی تقریر) | ۶۰ |
| فضائل شہداءِ کرام | ۶۱ |


Scanned by CamScanner

| عنوانات | صفحہ |
|---|---|
| فلسفۂ شہادت | ۶۳ |
| فضائل اہل بیت | ۶۷ |
| تقابل | ۷۰ |
| چھ مہینہ کا مجاء شہید | ۷۲ |
| شہزادۂ اسلام کی شہادت | ۷۴ |
| **بشریتِ مصطفیٰ** (پانچویں تقریر) | ۷۷ |
| تمہیدی کلمات | ۷۸ |
| خوشبودار پسینہ | ۷۹ |
| رسول کا دیکھنا | ۸۱ |
| جنگ موتہ | ۸۲ |
| جامع الصفات | ۸۳ |
| رسول خدا اور شرعی احکام | ۸۴ |
| دستِ نبوت کا اعجاز | ۸۶ |
| رسول اعظم کا جسم بے سایہ | ۸۸ |
| مصطفیٰ کی بشریت دافع شرک ہے | ۸۹ |
| اعلیٰ تحقیق | ۹۲ |
| **فضائل نماز** (چھٹی تقریر) | ۹۳ |
| نماز کی غرض وغایت | ۹۴ |
| طہارت اور امام | ۹۵ |
| فضائل وضو | ۹۶ |
| عبادت کیا ہے | ۹۷ |

| عنوانات | صفحہ |
|---|---|
| نماز کیا ہے | ۹۸ |
| نماز کا فلسفہ | ۹۹ |
| آفتاب رسالت کی نماز | ۱۰۱ |
| ایک سوال اور جواب | ۱۰۲ |
| جماعت کا فلسفہ | ۱۰۳ |
| جماعت کے بعد دعا | ۱۰۵ |
| یہ نماز محبت ہے | ۱۰۶ |
| پچاس نمازیں | ۱۰۷ |
| بزرگوں کی نماز | ۱۰۹ |
| بے نمازی کا انجام | ۱۱۰ |
| **عید معراج النبی** (ساتویں تقریر) | ۱۱۱ |
| رحمت عالم کی شانِ عبدیت | ۱۱۲ |
| معراج النبی کی حکمت | ۱۱۳ |
| معراج کا واقعہ | ۱۱۴ |
| رسول خدا بارگاہِ خدا میں | ۱۱۵ |
| لفظ معراج کی توضیح | ۱۱۷ |
| سدرہ کا مقام نور | ۱۱۸ |
| معراج اور علم غیب | ۱۱۹ |
| نجم نبوت کی قسم | ۱۲۰ |
| دعاء | ۱۲۱ |
| نعت شریف | ۱۲۲ |
| سلام | ۱۲۳ |


Scanned by CamScanner

# انتساب

اس پاکیزہ ذات کے نام جس کے روحانی فیض
سے کائنات کا ذرہ ذرہ شاداب ہے۔

## یعنی

پیر پیران میر میران غوث اعظم
سیدنا عبدالقادر محی الدین جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الہیٰ یا مُبارک کی صدا آتی تھی خلوت میں
یہ دربار الٰہی میں ہے رتبہ غوثِ اعظم کا
شفا پاتے ہیں صدہا جاں بلب امراض مہلک سے
عجب دار الشفا ہے آستانہ غوثِ اعظم کا

مولانا مصلح الدین قادری

# اظہار حقیقت

خدا کی رضاء چاہتے ہیں دو عالم

خدا چاہتا ہے رضاءِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عرصہ سے تمنا تھی کہ تقریر کا شاندار مرقعہ شائقینِ تقریر کی خدمت میں پیش کروں گا، لیکن کچھ ناگزیر مشاغل کے باعث نہ کر سکا تھا، اب توحید و رسالت پر کلی اعتماد کے ساتھ سات تقریروں کا حسین گلدستہ ہدیۂ ناظرین کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، ہزاروں میلادِ مصطفیٰ کے جلسوں میں شرکت کی، سیکڑوں وعظ کی کتابیں پڑھی درحقیقت میری یہ پیشکش انہیں کا لب لباب اور مغز ہے ''شانِ خطابت'' میں اندازِ خطابت میں، زور بیان، پند و نصائح بہترین الفاظ اور سیکڑوں نکات ملیں گے، لہٰذا بلا مبالغہ عرض پرداز ہوں کہ اس کا حافظ ہو جانا بہترین مقرر ہونے کی ضمانت ہے، یقین ہے کہ ''شان خطابت'' کا مطالعہ تقریر کی جملہ کتابوں سے مستغنی کر دے گا۔ چونکہ شعلہ بیانی، جدتِ اسلوب اور ندرت اس کے ہر جملہ میں جڑ دی گئی ہے اور موقع محل کے مناسب اشعار نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے، کیف و سرور کے بحرِ بیکراں میں ڈوب جاؤں گا جب اسٹیج کی دنیا میں ''شان خطابت'' خراج تحسین و تبریک حاصل کرے گی، ''عیاں راچہ بیاں'' اوراق الٹیے اور لطف و لذت کی پر بہار دنیا میں مستغرق ہو جائیے۔

ابوالفصیح القادری

# مصنف کا مختصر تعارف

نام ...... محمد مصلح الدین قادری

والد گرامی ...... حافظ محمد تسلیم قادری

جد امجد ...... جناب امیر الدین (مرحوم)

متوطن ...... گلاب پور سسوا اکٹیا جلیشور ضلع مہوتری نیپال

تولد ...... ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹۵۵ء

تعلیم ...... فاضل درس نظامیہ، منشی، کامل، عالم،

فاضل دینیات عربی فارسی بورڈ الہ آباد

مشغلہ ...... تدریس وتقریر

پیرو مرشد ...... تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم

علامہ مصطفیٰ رضا خانصاحب علیہ الرحمہ

خلافت ...... مفتی اعظم ایم پی مظہر اعلیٰ حضرت برہان ملت

علامہ برہان الحق صاحب علیہ الرحمہ

فراغت ...... جامعہ عربیہ سلطانپور ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۹۷۷ء

اساتذہ ...... حضرت مولانا محمد حنیف صاحب قادری، علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی،

علامہ معین الدین اعظمی، علامہ کلیم الدین رحمٰن پوری

مخلص احباب ...... فاتح القادری حضرت مولانا عبد المنان کلیمی فاضل اشرفیہ،

حضرت مولانا نجم الدین، قادری بیلاوی حضرت مولانا ظہیر القادری

مالک رضا بکڈپو پریہار چوک، حضرت مولانا نسیم اختر صاحب

Scanned by CamScanner

# شانِ نیپال، خلیفہ حضور برہان ملت، استاذ العلماء، سلطان الادباء، شیخ طریقت

ہیرا چمک رہا ہے زمانے کی دھول میں
خوشبو اچھل رہی ہے محبت کے پھول میں

(از قادری میخانہ)

کچھ شخصیتیں اتنی مقبول اور بافیض ہوتی ہیں کہ ان کی حیثیت انجمن، ادارہ اور تحریک کی ہوتی ہے ان کا تشخص گرچہ انفرادی ہوتا ہے لیکن ان کے عظیم کارنامے، ان کے کردار وگفتار، نگارشات کی شکل وصورت میں اجتماعیت لیے ہوئے ہوتے ہیں انہیں شخصیات کی نمایاں اور بابرکت قطار میں حضرت مصلح ملت کا شمار ہے ان سے اخذ فیض کے لیے حضرت کا مختصر تعارف مندرجہ ذیل میں چمک رہا ہے۔

نام : مصلح الدین قادری

ولدیت : حافظ تسلیم الدین قادری (تسلیم ملت)

تولد : مدرسہ تعلیمی بورڈ لکھنؤ اتر پردیش سند کے لحاظ سے تاریخ پیدائش ۱۱ر نومبر ۱۹۵۹ء ہے

**حصول تعلیم کے مراحل :** ۵ر سال کی عمر میں رسم تسمیہ خوانی حضور حنیف ملت کے مبارک کلمات سے مدرسہ مظہر العلوم گلاب پور سسوا کٹیا نیپال میں ادا کی گئی اور وہیں ناظرہ، اردو، فارسی، ابتدائی عربی وغیرہ کی تعلیم حاصل کی علاوہ ازیں مندرجہ ذیل درسگاہوں سے علمی تشنگی بجھائی :

مدرسہ شمس العلوم باڑا ضلع سیتامڑھی

دار العلوم قادریہ مصباح المسلمین علی پٹی ضلع مہوتری نیپال

مدرسہ انوار العلوم کما ضلع سیتامڑھی بہار

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ یہاں کی آب و ہوا ناموافق ہونے کے باعث منظر حق ٹانڈہ کی پر نور علمی فضا میں باقی ماندہ تعلیم کی تکمیل کی۔

**سن فراغت :** ۱۱ر شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ میں جامعہ عربیہ سلطان پور کے سالانہ اجلاس کے موقع پر ہندوستان کے مشاہیر مشائخ طریقت وعلماے اہل سنت کے مقدس ہاتھوں بالخصوص حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ رئیس اڑیسہ کے دست اقدس سے

Scanned by CamScanner

دستار عظمت و سند فضلیت آپ کو تفویض ہوئی۔

**اساتذۂ کرام :** حضور حنیف ملت، تسلیم ملت گلاب پور سوا کنیا

حضرت علامہ شمس الحق رضوی باڑا ضلع سیتا مڑھی بہار

حضرت علامہ کلیم الدین قادری رحمن پوری مصباح العلوم علی پٹی نیپال

فخر نیپال حضرت علامہ مفتی محمد اسرائیل رضوی مصباح العلوم علی پٹی

بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مبارکپور اعظم گڑھ

محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری گھوسی ضلع مئو

سلطان الواعظین حضرت علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی گھوسی

شیخ المعقولات والمنقولات حضرت علامہ معین الدین فتح پور تال نرجا ضلع مئو

حضرت علامہ نجم الہدیٰ گاوی وغیرہم

**بیعت و خلافت:** ۲۴؍ ربیع الثانی ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر آپ شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔ اور خلافت و اجازت حضور برہان ملت علیہ الرحمہ جبل پوری سے حاصل ہوئی۔

**علمی لیاقت :** درس نظامیہ کے علاوہ عربی و فارسی بورڈ الہ آباد سے منشی، کامل، مولوی، عالم، فاضل دینیات، فاضل طب کے امتحانات دے کر سندیں حاصل کیں۔

**تدریسی کارنامے:** بعد فراغت بے لوث خدمات کے زریں نقوش مندرجہ ذیل درس گاہوں میں چھوڑے:

| | |
|---|---|
| دار العلوم اہلسنت جبل پور | نائب شیخ الحدیث |
| بحر العلوم مئو | صدر مدرس |
| الجامعۃ الامجدیہ بھیونڈی | صدر مدرس |
| ضیاء العلوم ادری ضلع مئو | مدرس |

ان دنوں ضلع الہ آباد کی مشہور ترین اسلامی درس گاہ مدرسہ حبیبیہ اسلامیہ لعل گوپال گنج میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز المرام ہیں۔

فروغ رضویات (یعنی فروغ سنیت اور فروغ حقانیت ہے) کے لیے مصلح ملت کی پوری زندگی وقف ہے۔ تحریر، تقریر، تدریس، تصنیف وغیرہ میں اس کا لحاظ ہے بلکہ حضرت کی یہی حاصل زندگی ہے۔ ہمہ وقت اس میں مصروف رہتے ہیں اور اپنے تلامذہ کو مصروف رہنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ یقیناً یہ کام رضویات کی ترجمانی پر دلالت کرتا ہے اس کے پیش نظر رضویات کے فروغ کے لیے حضرت مصلح ملت نے فتاویٰ رضویہ کے مطابق لعل گوپال گنج و جوار اور پڑوسی ضلع پرتاب گڑھ کی

Scanned by CamScanner

تقریبا ۵۲ مساجد جہاں تمام مسجدوں میں جمعہ کی اذان ثانی اندورون مسجد ہوتی تھی۔ نہ جانے یہ کب سے رائج تھا لیکن مصلح ملت نے اپنے طور سے ہر مساجد میں اذان ثانی خارج مسجد دلوائی حالاں کہ آپ کو کئی جگہوں سے مزاحمت کرنی پڑی اس کے باوجود رضویات کو فروغ دیتے ہوئے اذان ثانی خارج مسجد دلوائی اور آپ کامیاب رہے، اور آج بھی اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ یہ مصلح ملت کی محنت شاقہ اور مذہب و ملت پر شدت کے ساتھ عمل کرنے کا نتیجہ ہے۔ مصلح ملت کی شخصیت ہمہ جہت ہے تصنیفی میدان ہوں یا درس گاہی ماحول خانقاہی شب بیداری ہو یا مساجد کی عبادت گزاری، آپ نے ہر ماحول میں رضویات کو فروغ دیا ہے، اور کئی مناظرے بھی کیے ہیں اور علمی خدمات کے تحت کئی کتابیں تصانیف بھی فرمائی ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

**مناظرہ بہار:** مصلح ملت نے دور تدریسی میں کئی ایک تاریخی مناظرے کیے ہیں جن میں قصبہ بہار ضلع پرتاپ گڑھ یوپی کا تاریخی مناظرہ اہمیت کا حامل ہے اور یادگار مناظرہ ہے۔ یہ مناظرہ ۱۷ ر مارچ ۱۹۸۷ء میں ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ایک فاضل (جس جا نام ضیغم ندوی تھا) سے ہوا اس مناظرہ کا موضوع "بیٹھ کر تکبیر سننا" متعین ہوا۔ اس مناظرہ میں جو کچھ کیا اپنے فریق کو اعلاء کلمۃ الحق کے لیے اور احقاق حق کے لیے نتیجہ فریق ثانی کو ہزیمت اور شکست فاش کا منحوس چہرہ دیکھنا پڑا اس شہادت پورا قصبہ بہار ہے۔ اور وہ شکست سے دو چار ہو کر دور تک بھاگتا رہا اور عوام اسے پکڑنے کے لیے دور تک تعاقب کرتے رہے اور ابھی تک دوبارہ قصبہ مذکور میں لوٹ کر نہیں آیا حالاں کہ اس کا آبائی وطن قصبہ بہار ہی تھا۔ (از سوانح مصلح ملت )

**مناظرہ اوجھنی:** یہ مناظرہ ماہ اپریل ۱۹۸۴ء اوجھنی ضلع کوشامبی میں ہوا۔ محمد انیس بھائی ساکن اوجھنی کی دعوت پر تشریف لے گئے تھے، یہاں کے کچھ لوگ دیوبندی اور کچھ لوگ اہل حدیث تھے، صرف چند لوگ سنی بریلوی تھے، چند دیوبندی علما پرانے اور گھسے پٹے سوالات دہراتے رہے جس کے جوابات بارہا سنی علما مناظرے میں دے چکے ہیں۔ مصلح ملت نہایت سنجیدگی اور متانت کے ساتھ ہر ایک کے جوابات مدلل و مفصل انداز میں دیتے رہے اور سنی موقف کو خوب خوب ظاہر فرماتے رہیں۔ اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل احمد امبیٹھوی وغیرہ علمائے دیوبند جنہوں نے اپنی اپنی کتابوں میں کفر لکھا، کفر چھاپا اور کفر کی تشہیر کر کے پوری دنیا میں پھیلایا حضرت مصلح ملت نے انہیں بھی برا کہا اور خوب مذمت کی دلائل و براہین سے دیوبندی علما کو لاجواب کر دیا۔ ختم مناظرہ کے بعد سامعین کا تاثر تھا کہ حضرت نے جس سنجیدگی اور خوب صورتی کے ساتھ لوگوں کو سمجھایا، ایسا پہلی بار سننے کو ملا اور ہم لوگوں کو سمجھ میں آگیا چناں چہ سب کے سب دیوبندیت سے تائب ہو کر پکے سنی بن گئے۔

**قصبہ پریہار کا مناظرہ:** یہ مناظرہ ۱۹۷۸ء میں پریہار کے جامع مسجد میں ہوا تھا اس مناظرہ میں اہل سنت و جماعت کی جانب سے حضرت علامہ مفتی عبد المنان کلیمی بحیثیت مناظر تھے اور حضرت مصلح ملت بحیثیت صدر مناظر و معاون مناظر تشریف فرما رہے اور دیوبندی کی جانب سے ظہیر احمد ساکن مونگیر پر ساحال مقیم پریہار اور معاون کے طور پر اشرف العلوم کنہواں کے جملہ اسٹاپ شریک مناظرہ تھے۔

صلوۃ و سلام مع قیام کے موضوع پر مناظرہ ہوا تھا جس میں سنیوں کو فتح مبین ہوئی اور دیوبندیوں کی شکست ہوئی، بعد مناظرہ حضرت مصلح ملت نے اس کی تفصیلی روداد تحریر فرمائی جو "قصبہ پریہار کا فیصلہ کن مناظرہ" کے نام سے چھپا اور لوگوں کی

Scanned by CamScanner

پسندیدگی کے سبب اس کا دوسرا ایڈیشن فخر ملت فاونڈیشن، نیپال کی جانب سے چھپ کر منظر عام پر آگیا ہے۔

تصانیف: خطابت کی دنیا میں مصلح ملت کی کتابیں لاجواب ہیں جو تقاریر کے تمام تقاضوں کو پورا کرتی ہیں، اردو ے معلی کے ادیب بناتی ہیں، وہ شان خطابت، روح خطابت، نور خطابت، جان خطابت، تاج خطابت ہیں۔

مصلح ملت نے اعلیٰ حضرت محدث کی عشق رسول پر مشتمل نعت و منقبت کی مشہور کتاب حدائق بخشش سے اشعار محبت موقع محل کے لحاظ سے منتخب فرما کر مذکورہ کتابوں کو مزین فرمایا ہے اور اس طرح سے رضویات کے فروغ میں حصہ لیا۔ مذکورہ کتابوں سے جان خطابت میں امام اہل سنت پر بھی ایک خوب صورت تقریر شامل کتاب ہے اس لیے اس کی کچھ تفصیل بھی پیش خدمت ہے۔

جان خطابت: اس کی اشاعت ۲۰۰۹ء میں ہوئی جو ۳۰۴ صفحات پر مشتمل ہے یہ کتاب مصلح ملت کی رشحات قلم کا انمول ہیرا ہے جو اپنے خزانے کو الفاظ و نقوش کی شکل میں قرطاس ابیض پر بکھیر دیے ہیں اس کتاب میں مندرجہ ذیل بارہ خطبات کا شاندار مرقع ہے۔

{۱} ایمان و عمل {۲} عظمت توحید {۳} شان رسالت {۴} یا غوث اعظم {۵} روزہ کا فلسفہ {۶} عید قرباں {۷} اسلام کا فلسفہ {۸} صراط مستقیم {۹} انفاق فی سبیل اللہ {۱۰} فیضان اعلیٰ حضرت {۱۱} فضائل درود و سلام {۱۲} مابعد کربلا

قادری میخانہ: مصلح ملت نے شعر و شاعری کی دنیا میں خوب صورت اشعار نظم کیے ہیں، ایک ایک مصرع اردو ادب کا شاہ کار ہے حمد، نعت، منقبت، لکھے ہیں خاص طور سے نعت گوئی کے جملہ شرائط و آداب کا پورا پورا لحاظ کیا ہے۔ منقبت کے ضمن میں امام اہل سنت اور آپ کے افراد خاندان پر بھی منقبت تحریر فرمائی ہے جو آپ کے فروغ رضویات کی ایک کوشش ہے۔

کنزالایمان کی تصحیح: مصنف بہار شریعت صدرالشریعہ حضرت علامہ مفتی حکیم امجد علی علیہ الرحمۃ اعظمی کے داماد اور مہاراشٹر کا مشہور سنی ادارہ الجامعۃ الامجدیہ بھیونڈی کے بانی و صدر مجلس شوریٰ حضرت علامہ عبدالشکور علیہ الرحمۃ مصلح ملت سے کہنے لگے مولانا صاحب کنزالایمان کو مختلف سنی کتب خانہ اپنے اپنے طور پر شائع کیا لیکن عدم توجہ کی بنیاد پر ہر اشاعت میں کچھ نہ کچھ خامیاں اور فروگذاشت نظر آتی رہیں۔ بد عقیدہ لوگ اسی کو دلیل بنا کر کنزالایمان کی تضحیک اور اعلیٰ حضرت محدث بریلوی کی توہین کرتے ہیں۔ مزید مولانا عبدالشکور کہنے لگے میں چاہتا ہوں کے کنزالایمان کی ایک اشاعت ایسی ہو جو تمام طرح کے اغلاط سے منزہ اور پاک ہو اس سلسلہ میں مسلک رضویت کے ترجمان حضرت علامہ مبین الدین صاحب امروہوی کا تصحیح کردہ کنزالایمان معتبر اور اغلاط سے پاک و صاف مانا جاتا ہے۔ میں نے نایاب ہونے کے باوجود بمشکل تمام اسے حاصل کر لیا ہے۔ روزانہ مغرب و عشاء کے درمیان آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں تاکہ ہم دونوں مل کر کنزالایمان کی تصحیح کر لیں اور اسے شائع کر کے منظر عام پر لے آویں۔ آپ کو بھی فرصت نہیں اور میں بھی مصروف رہتا ہوں کام بہت اہم ہے، لہٰذا ہم نے سوچا ہے کہ ایک سے پندرہ تک تصحیح ہم اور آپ مل کر کر لیں اور ۱۶ پارے سے ۳۰ پارے تک تصحیح میرے لخت جگر و دارالعلوم محمدیہ کے صدر مفتی محمد اختر صاحب کر دیں تاکہ یہ کنزالایمان جلد از جلد اشاعت پذیر ہو جائے۔ یقیناً یہ کام بہت ہی اہم اور با برکت ہے چناں چہ دوسرے دن یہ کام شروع ہوا............. (بقیہ صفحہ ۲۶۸ پر)

Scanned by CamScanner

کبھی مصلح ملت پڑھتے تو مولانا عبد الشکور صاحب سنتے اور کبھی مولانا عبد الشکور صاحب پڑھتے تو مصلح ملت سنتے۔ حضور مصلح ملت اپنے ہاتھ میں قلم اور کاپی لیے ہوتے تھے یقین مانیے کہ صرف چند پارے ہوئے تھے کہ دو موٹی کاپی غلطیوں سے پر ہو گئی۔ ان دونوں کو تعجب ہو رہا تھا کہ سب سے صحیح اشاعت حضرت علامہ مبین الدین کی مانی جاتی ہے لیکن یہ بھی غلطی سے پاک و صاف نہیں ہے حد تو یہ ہے کہ خزائن العرفان میں اغلاط تھے ہی اور قرآن کی کچھ آیات پر غلط اعراب لگ گئے تھے (از سوانح مصلح ملت)

تصحیح کا یہ سلسلہ رواں دواں تھا کہ مدرسہ حبیبیہ اسلامیہ لعل گوپال گنج سے مصلح ملت کا بلاوا آگیا، اور مصلح ملت الجامعۃ الامجدیہ بھیونڈی سے مستعفی ہو کر مدرسہ حبیبیہ اسلامیہ لعل گوپال گنج ضلع الہ آباد آگئے۔ کاش کہ یہ کام مکمل ہو گیا ہوتا تو جملہ قارئین کے لیے محبت کا سامان اور اغیار کے لیے منہ توڑ جواب ثابت ہوتا۔

انوار حبیب خدا: مدرسہ حبیبیہ اسلامیہ لعل گوپال گنج کے زیر اہتمام شائع ہونے والا سہ ماہی مجلہ بنام (انوار حبیب خدا) جو مسلسل آٹھ سال تک شائع ہوتا رہا اور ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں اپنا فیض تقسیم کرتا رہا۔ بہت سے قلم کاروں نے اس کی نقل کی اور بہت سے اشاعتی اداروں نے مصلح ملت سے اجازت لیکر اپنی نشریات میں شامل فرمایا۔

حبیب نماز: انجمن رفاہ المسلمین مدرسہ حبیبیہ اسلامیہ لعل گوپال گنج الہ آباد کے زیر اہتمام منصہ شہود پر آنے والا رسالہ جس میں دائمی اوقات نماز پنجگانہ، سحری و افطار، تفصیل کے ساتھ لکھے گئے ہیں، اور ضلع الہ آباد و لعل گوپال گنج کا دائمی ٹائم بہت خوبصورت اور صحیح انداز میں سیٹ کیا گیا ہے۔ یہ مصلح ملت کے قلم حقیقت رقم کی کرامت ہے۔ اس کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس کے دائمی اوقات کی ترتیب لعل گوپال گنج کے دائمی اوقات کے لحاظ سے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی و علامہ ظفر الدین ملک العلماء بہاری، شمس العلماء حضرت علامہ مفتی نظام الدین الہ آبادی وغیرہ کی کتاب سے مترشح ہے۔

Scanned by CamScanner

# تقریظ جلیل

جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب کلیمی مدظلہ العالی
شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم بھوجپور، مراد آباد

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اسلام وسنت کی تبلیغ واشاعت کا ایک بہترین ذریعہ وعظ ونصیحت اور تقریر وخطابت بھی ہے، بہت سارے ایسے لوگ جو ناخواندہ ومصروف ترین ہیں اور مستقل درس وتدریس اور کتب ورسائل کے ذریعہ اسلامی احکام ومسائل سے روشناس نہیں ہوسکتے ہیں ان کے لیے محفل وعظ ونصیحت اور جلسہ وتقریر وخطابت نہایت اہم اور مفید وکارگر ثابت ہوتا ہے، اسی کے پیشِ نظر علماء کرام تقاریر فرماتے اور نونہالانِ اسلام کے اندر تقریری صلاحیت پیدا کرنے کے لئے کتابیں لکھتے ہیں۔

انہیں امور کو ملحوظ فرماتے ہوئے فاضلِ جلیل حضرت علامہ مفتی ابو الصبیح محمد مصلح الدین صاحب قادری زید مجدہ نے چند اہم اسلامی عناوین پر تقاریر کا ایک عمدہ مجموعہ مرتب فرمایا ہے۔ مولانا موصوف درس نظامیہ پر مکمل عبور رکھتے ہیں اور ان کا شمار صوبہ بہار اور ملک نیپال کے مشاہیر علمائے اہل سنت میں ہوتا ہے قارئین کرام کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوگی کہ فتاوئی امجدیہ دوم کی ترتیب وتبویب میں موصوف نے میرا کافی ہاتھ بٹایا اور تسوید وتبییض کی روح فرسا صعوبتوں سے بچاتے ہوئے ہر موڑ پر علمی اعانت فرما کر میری بھرپور حوصلہ افزائی فرمائی، تبلیغی سفر اور علمی وتدریسی مصروفیات کی بنا پر مولانا کے قلم حقیقت رقم سے نکلی ہوئی اس کتاب ''شانِ خطابت'' کا میں مطالعہ نہیں

Scanned by CamScanner

کرسکا لیکن مولانا کی علمی وفکری صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے مجھے قوی امید ہے کہ یہ کتاب تقریر وخطابت کے تقاضوں کو ضرور پورا کرے گی۔ اور علماءِ اہل سنت اور مدارس کے طلباء کے لئے اسم بامسمیٰ ثابت ہوگی۔ اس مجموعہ کی ترتیب پر مولانا اور ان کے تمام احباب واعوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ ربِ کریم اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل اس کتاب کو مقبول انام بنائے اور مولانا کو سعادتِ دارین وجزائے خیر سے سرفراز فرمائے اور نظر بد سے محفوظ رکھے اور اسلام وسنت کی زیادہ سے زیادہ خدمات لے۔

آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

فقیر عبدالمنان کلیمی عفی عنہ

جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم بھوجپور، مرادآباد

بتاریخ ۴ر صفر ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۹؍ اکتوبر ۱۹۸۶ء


**مصنف کی کئی اہم**

**تقاریر کی کتابیں بہت جلد**

**رضوی کتاب گھر**

**سے شائع ہو رہی ہیں**

**پہلی تقریر**

# عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیْ کِتَابِہِ الْعَظِیْم وَخِطَابِہِ الْقَدِیْم اَمَّا بَعْد فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ

بیشک تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول تشریف لے آئے

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ صَلُّوْ عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْ تَسْلِیْماً اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا حَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا وَمَاوَانَا وَمَلْجَانَا وَ طَبِیْبِ قُلُوْبِنَا وَشِفَاءِ صُدُوْرِنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمْ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

آئی ہے دنیا میں جب جب عید میلاد رسول
کھوئی ہے دنیا کا سب غم عید میلادِ رسول
ایک پلّے میں وہ دونوں ایک پلّے میں یہ ایک
دونوں عیدوں سے ہے افضل عید میلادِ رسول

Scanned by CamScanner

کسر باقی نہ رکھی بزمِ امکاں جگمگانے میں
عرب میں چاند نکلا چاندنی پھیلی زمانے میں
کسی شئے کی تمنا ہی نہیں ہم کو زمانے میں
مدینہ لکھ دیا جائے ہمارے آب ودانے میں
حرا کے غار سے شمعِ نبوت کی کرن پھوٹی
اجالا ہی اجالا ہوگیا ہر سو زمانے میں
محمد مصطفیٰ کے نام نے طوفاں کا رخ پھیرا
ذرا سا فاصلہ تھا دل کی کشتی ڈوب جانے میں
امیر کارواں بننا تھا ان کو نوجواں ہوکر
لڑکپن جن کا گذرا بھیڑ اور بکری چرانے میں
سیاہی آیتِ واللیل کی کاکل میں بکھری ہے
اجالا سورۂ والنور کا ہے مسکرانے میں
بصد انداز یکتائی بغایت شانِ زیبائی
امیں بن کر امانت آمنہ کی گود میں آئی

بادۂ توحید کے متوالو، شمعِ نبوت کے پروانو، اولیاءِ امت کے جاں نثارو، بھیک دینے والے داتا جو سبل السلام کا مرشدِ اعظم ہے مظلوموں کا چارہ گر ہے، شکستہ دلوں کا کارساز ہے، روحانی کرب واضطراب کا مسیحا ہے، دن جس کے درِ دولت کا رومی غلام ہے، رات جس کے آستان عرش نشاں کی حبشی کنیز ہے۔ زمین جس کے قدوم میمنت لزوم سے شرفیاب ہے، آسمان جس کے تصدق سے سرفراز ہے، عرش مجید جس کی منزل ہے، کہکشاں جس کا غبارِ راہ ہے۔ اوج سکندری جس کا معمولی معیار ہے اور نگ شہنشاہی جس کی غلامی کا ادنیٰ اعجاز ہے، آبِ حیات کا چشمہ جس کے لعل نوش خند کا پیمانہ ہے، کوثر وسلسبیل جس کے صہبائے چشم رحمت کے دو جام ہیں۔ سعادتوں کا رشتہ جس کی ذات سے منسلک ہے، دونوں جہان کی آبرو جس کے مہر نبوت سے متعلق ہے، ملاءِ اعلیٰ کی مقدس محفل میں جس کا ذکر ہے، شمس بازغہ جس کے درِ دولت کا طواف کرتا ہے، بدرِ

کامل جس کے در کا بھکاری ہے۔ فرش و عرش پر جس کی امامت کا پرچم لہرایا جاتا ہے۔ عشق و مستی کی نگاہ میں جس کی مدح و ثنا کی جاتی ہے، انبیاء سابقین جس کے نغمہ سرا ہیں۔ سدرہ کے مکیں جبریلِ امین جس کے ہمنشین ہیں۔ اس عالی مرتبت بارگاہ بیکس پناہ میں عقیدت و محبت کے ساتھ درود و سلام پیش کرنے کی سعادت حاصل کیجئے اور جھوم جھوم کر پڑھئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ماضی و حال مستقبل ہیں تیرے زیرِ نگیں
وقت کی قید سے آزاد شریعت تیری
تیرا میلاد ہے ہر فتنۂ باطل کی وفات
عصرِ تازہ کی ولادت ہے ولادت تیری۔

## ذکرِ مصطفیٰ کی عظمت

آج ہم مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے آئے ہیں، سب سے پہلے مصطفیٰ کا ذکر کبریا نے کیا، اور سارا عالم خطاب الٰہی کا مخاطب تھا، گویا سارا عالم اجتماعِ عظیم ہے اور اور خدا میلادِ مصطفیٰ کا ذکر فرما رہا ہے، معلوم ہوا کہ کسی مجمع میں مصطفیٰ کا ذکر کرنا خدا کی سنت ہے اور مصطفیٰ کا ذکر انمٹ چیز ہے اس کو کوئی مٹا نہیں سکتا دوسری بات یہ ہے کہ ذکر کرنے کے لیے ذاکر کی ضرورت ہے جس طرح کوئی فعل فاعل کے بغیر وجود میں نہیں آسکتا اسی طرح کوئی ذکر ذاکر کے بغیر نہیں ہوسکتا، ایک ہے ذکر خدا ایک ہے ذکر مصطفیٰ خدا کا ذکر مخلوق کرتی ہے اور مصطفیٰ کا ذکر خالقِ کائنات کرتا ہے، اور ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جس دن سب فنا ہو جائیں گے۔ نہ ذاکر رہے گا نہ ذکر رہے گا، ارشاد ربانی ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَام۔ ساری کائنات فنا ہو جائے گی باقی رہنے والی خدا کی ذات ہے۔ تو نتیجہ نکلا کہ ساری کائنات فنا ہو جائے گی لیکن مصطفیٰ کا ذکر باقی رہے گا۔ اس لیے مصطفیٰ کا ذکر کبریا کر رہا ہے جو باقی ہے اور باقی رہے گا پتہ چلا کہ نہ خدا مٹ سکتا ہے نہ ذکر مصطفیٰ

مٹ سکتا ہے۔ بلکہ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے والا خود ہی مٹ جائے گا۔

مٹ گئے، مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

مصطفیٰ کا ذکر اذانوں میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر نمازوں میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر عبادت میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر ریاضت میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر حقیقت میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر قرآنِ عظیم میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر توریت کے اوراق میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر زبور کے صفحات میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر انجیل کے پاروں میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر جنت کی بہاروں میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر دنیا کے نظاروں میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر آسمان کی بلندی میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر زمین کی پستی میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر پہاڑ کی چوٹیوں پر ہے، مصطفیٰ کا ذکر دریا کی روانی میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر موجوں کی طغیانی میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر سمندر کی سیلانی میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر کائنات کے ذرہ ذرہ میں ہے، مصطفیٰ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہا ہے، ہمیشہ ہوتا رہے گا، مصطفیٰ جانِ رحمت کا ذکر مٹانے کیلئے، اذان کو مٹانا ہوگا، مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لیے نمازوں کو مٹانا ہوگا، مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لیے سمندر کو مٹانا ہوگا، مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لیے ملائکہ کو مٹانا ہوگا بلکہ مصطفیٰ کا ذکر مٹانے کے لیے خدا کو مٹانا ہوگا۔ اور قرآن کا مٹانا غیر ممکن ہے، نمازوں کا مٹانا غیر ممکن ہے، خدا کا مٹانا غیر ممکن ہے تو معلوم ہوا کہ مصطفیٰ کا ذکر مٹانا بھی غیر ممکن ہے۔ مصطفیٰ کا ذکر ہمیشہ ہوتا رہا ہے، ہمیشہ ہوتا رہے گا۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

## رسول اعظم کا ممتاز ہونا

رسول کا ذکر خدا کا شکر ہے، یوں تو خالقِ عالم نے بہت سی نعمت عطا فرمایا ہے لیکن تمام میں افضل عید میلاد النبی کا شکر ہے، میرے مصطفیٰ سے جس کو جس کو نسبت ہوتی گئی وہ زمانہ میں سب سے ممتاز ہوتا گیا۔ رسول کا مذہب اسلام تمام مذہبوں میں ممتاز ہے، رسول کی امت تمام امتوں میں ممتاز ہے، رسول کا زمانہ تمام زمانوں میں ممتاز، امتِ

رسول کے ولی تمام ولیوں میں ممتاز، رسول کے صحابی تمام صحابیوں میں ممتاز، رسول کی زبان تمام زبانوں میں ممتاز، صدیقِ اکبر صداقت میں ممتاز، فاروق اعظم عدالت میں ممتاز، عثمان ذوالنورین سخاوت میں ممتاز، مولیٰ علی شجاعت میں ممتاز، امام اعظم امامت میں ممتاز غوثِ اعظم کرامت میں ممتاز، امتِ رسول کے علماء علم میں ممتاز اپنے تو اپنے غیر بھی ممتاز ہیں۔ زمانہ رسول کے کافر بھی کفر میں ممتاز ہیں۔ ابوجہل ابولہب نے فرعون اور نمرود سے بڑھ کر عداوت کی ہے، فرعون ڈوبتے وقت عذابِ الٰہی کو دیکھ کر بول اٹھا تھا۔ اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُوْسیٰ وَهَارُوْنَ میں موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لے آیا، مگر ابوجہل جنگ بدر میں مرتے مرتے وصیت کر گیا کہ اے سر کاٹنے والے میرا سر ذرا نیچے سے کاٹنا تاکہ فی النار ہونے کے بعد بھی معلوم ہو کہ کسی سردار کا سر ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کرنا آسان ہے، دریا کا رخ بدل دینا آسان ہے مگر بگڑی ہوئی قوم کا دل بدل دینا آسان نہیں ہے۔ یہ رسول ہی کا اعجاز تھا کہ بت پرستوں کو خدا پرست بنا دیا اور بے دینوں کو دین دار بنا دیا۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

## ذکرِ مصطفیٰ پر خوشی منانا

ہم مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کرتے ہیں اور ذکر مصطفیٰ کی خوشی بھی مناتے ہیں، ہم میلادِ رسول بھی کرتے ہیں اور میلاد رسول کے لیے خوشی کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ رب کا احسان عظیم ہے کہ ہمارے لیے خوشی کے بہت سارے مواقع آتے ہیں اور ہر موقع پر ہم مختلف طریقے سے خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ بچہ کی پیدائش پر عقیقہ کرنا بھی ایک خوشی ہے، شادی کے موقع پر ولیمہ کرنا بھی ایک خوشی ہے اور ہونا بھی چاہئے اس لیے کہ اس کو نسبت ہے رسول کی سنت سے پھر بعض خوشی شخصی ہوتی ہے جو ایک آدمی کو خوش کرتی ہے، بعض خوشی خاندانی ہوتی ہے جو پورے خاندان کو خوشی کرتی ہے۔ بعض خوشی سماجی ہوتی ہے جو پورے سماج کو خوش

Scanned by CamScanner

کرتی ہے، بعض خوشی شہری ہوتی ہے جو پورے شہر والوں کو خوش کرتی ہے۔ بعض خوشی ضلعی ہوتی ہے جو پورے ضلع کو خوش کرتی ہے۔ بعض خوشی صوبائی ہوتی ہے جو پورے صوبہ کو خوش کرتی ہے، بعض خوشی ملکی ہوتی ہے جو پورے ملک کو خوش کرتی ہے۔ بعض خوشی بنی نوع انسان کی ہوتی ہے جو پورے انسان کو خوش کرتی ہے۔ بعض خوشی اجنہ کی ہوتی ہے جو جناتوں کو خوش کرتی ہے لیکن اسی آسمان کے نیچے اسی زمین کے اوپر ایک عام خوشی تھی جس کو پوری کائنات نے مل کر منایا بلکہ خالق کائنات نے بھی منایا۔ ایسی خوشی نہ اس سے پہلے منائی گئی نہ اس کے بعد منائی جائے گی، مسلمانو جانتے ہو وہ کون سی خوشی ہے وہ ہے "سید الانبیاء" کی پیدائش کی خوشی وہ ہے میلاد النبی کی خوشی یا رسول اللہ

تیرا میلاد ہے ہر فتنۂ باطل کی وفات
عصرِ تازہ کی ولادت ہے ولات تیری

ابھی آپ خوشی کی دنیا کی سیر کر رہے ہیں دعا ہے کہ آپ ہمیشہ خوش رہیں غور کیجئے میں اب خوشی کی لائف کی طرف لے چل رہا ہوں، خوشی کی عمر بھی مختلف ہوا کرتی ہے، کوئی خوشی ایک ساعت کی ہوتی ہے، کوئی خوشی دن بھر کی ہوتی ہے کوئی خوشی ہفتہ بھر کی ہوتی ہے، کوئی خوشی مہینہ بھر کی ہوتی ہے کوئی خوشی سال بھر کی ہوتی ہے کوئی خوشی صدی کی ہوتی ہے مگر میلاد النبی کی خوشی ہمیشہ منائی گئی اور ہمیشہ منائی جائے گی۔

ماضی وحال مستقبل ہیں تیرے زیر نگیں
وقت کی قید سے آزاد ولادت کی خوشی

جس طرح میرے نبی کی خوشی زمانہ کی قید سے آزاد ہے اسی طرح میلاد النبی کی خوشی زمانہ کے ساتھ محدود نہیں ہے۔ "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِی وَ كُلُّ الخَلَائِق مِنْ نُورِی وَاَنَا مِنْ نُورِ اللّٰه".

رسول فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا اور کائنات کو میرے نور سے پیدا کیا گیا اور میں اللہ کا نور ہوں۔

ایک بات اور بتادوں میلاد النبی کے حسین موقع پر عالم خوش تھا۔ خالقِ عالم خوش تھا لیکن شیطان غمگین تھا اور آج ذکر نبی کے موقع پر رحمٰن والے خوش ہیں نبی والے خوش

ہیں، شیطان والے غمگین ہیں۔ رحمٰن والے رحمٰن کی سنت ادا کرتے ہیں۔ شیطان والے شیطان کی سنت ادا کرتے ہیں۔

سلطان جہاں محبوبِ خدا تیری شان وشوکت کیا کہنا
ہر شئے پہ لکھا ہے نام تیرا تیرے ذکر کی رفعت کیا کہنا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ

## خاموش اعلان

جس طرح سورج نکلنے سے قبل سارے جہان میں خاموش اعلان ہوجاتا ہے، کوئی پکارتا نہیں اور شور نہیں مچایا جاتا ہے مگر دنیا سمجھ لیتی ہے کہ نیر افلاک طلوع ہونے والا ہے۔ مشرق کی جانب پوہ پھٹتی ہے جو پھیل کر سارے آسمان کو بقعۂ نور بنادیتی ہے تمام جھلملاتے ستارے چھپ جاتے ہیں۔ شبِ دیجور کی سیاہی کافور ہوجاتی ہے۔ چاند پھیکا ہوکر بے نور ہوجاتا ہے۔ کہکشاں غائب ہوجاتی ہے۔ نسیم سحری چلنے لگتی ہے۔ درخت کی شاخوں پر پرندے قسم قسم کے نغمے گانے لگتے ہیں۔ زمین پر اذان ہونے لگتی ہے۔ نماز فجر کے لیے نمازی مسجد کی طرف روانہ ہوتے ہیں یہ سب کچھ شاہِ خاور کی آمد کے لئے خاموش اعلان ہوتا ہے۔ بلا تمثیل رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل خاموش اعلان کرایا جاتا ہے۔ تمام انبیاء کے چراغ گل ہوجاتے ہیں۔ آسمان نبوت کے چاند تارے دامن نور الٰہی میں روپوش ہوجاتے ہیں۔ معمار کعبہ اولوالعزم پیغمبر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ دعا فرماتے ہیں:

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَیُزَکِّیْھِمْ اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔

سیدنا عیسیٰ روح اللہ آمد کا مژدہ سناتے ہیں اور میلادالنبی کا خطبہ اس طرح پڑھتے ہیں: "وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ" میں اپنے بعد آنے والے رسول کی بشارت سناتا ہوں ان کا نام احمد ہے۔

اہل کتاب کے علماء لوگوں کو ہوشیار کرتے ہیں، دنیا بھر کے نجومی اور کاہن شور مچاتے ہیں۔ ابرش اہل مکہ کو آگاہ کرتا ہے خدا کی رحمت آرہی ہے۔ نوشیرواں کے محل میں زلزلہ آتا ہے شاہی محل کے چودہ کنگرے منہدم ہوجاتے ہیں، کعبہ کے بت منہ کے بل گرتے ہیں۔ ایک ہزار سال سے روشن پارسیوں کا آتش کدہ اچانک بجھ جاتا ہے۔ تین سال کے قحط سے پریشان دنیا شاداب ہوجاتی ہے۔ نور کی بارش برستی ہے، ارزانی آتی ہے گرانی جاتی ہے۔ ایمان کا پانی آتا ہے کفر کی آگ بجھ جاتی ہے۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر رہ گیا

## ربیع النور کی بارہویں تاریخ

ربیع الاول کی بارہویں تاریخ ہے، دوشنبہ کا مبارک دن ہے، صبح صادق کا سہانا وقت ہے، عبدالمطلب طواف کے لیے حرم شریف میں آگئے ہیں، حضرت آمنہ خاتون گھر میں اکیلی ہیں اچانک نشان ولادت ظاہر ہوتا ہے، آپ تنہائی سے کچھ گھبراتی ہیں اور خیال کرتی ہیں کاش اس وقت خاندان عبد مناف کی کچھ عورتیں ہوتیں، مگر کس سے کہیں کیسے بلائیں، نوعمر ہیں شرم دامن گیر ہے، ناگاہ نگاہ اٹھتی ہے تو دیکھا کہ حسین عورتوں سے دولت کدہ بھرا ہوا ہے، آپ پوچھتی ہیں آپ لوگ کون ہیں؟ کہاں سے آئی ہیں؟ ایک خاتون جواب دیتی ہے بی بی آمنہ مبارک ہو سرورِ کونین جلوہ گر ہونے والے ہیں۔ میں ام البشر حوا ہوں۔ دوسری نے کہا میں فرعون کی بیوی آسیہ ہوں۔ تیسری بولتی ہیں میں کنواری بتول مریم ہوں اور یہ سب کی سب حوران بہشتی ہیں۔ آج کونین کا دولہا آنے والا ہے، عالمین کے داتا کی آمد آمد ہے۔ رسول کائنات کے استقبال کے لئے اور آپ کی خدمت کے لئے ہم سب حاضر ہیں، آمنہ آج تمہارا گھر نور وعرفان سے معمور ہے، ذرا دروازہ سے باہر نظر ڈالو ہر طرف فرشتوں کا میلہ لگا ہوا ہے، آج نور کی موسلا دھار بارش تیرے گھر پر جھما جھم برس رہی ہے۔ عرشِ الٰہی کے سائے میں ملائکہ مقربین سر جھکائے کھڑے ہیں۔ اسی مابین حجاب عظمت سے آواز آتی ہے ملاء اعلیٰ کے

Scanned by CamScanner

تمام فرشتے زمین پر جمع ہو جائیں۔ وہ سرزمین جو میرے جلال و جبروت کا گھر ہے اور اہل زمین کا قبلۂ عبادت ہے۔ آج باعثِ ایجادِ عالم کا ظہور ہونے والا ہے، مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک بحر و بر و خشک و تر میں منادی کرادی گئی کہ کونین کا تاجدار آرہا ہے۔ لہٰذا ان کے خیر مقدم کے لئے نگاہوں کا فرش بچھا دیا جائے مکہ کی وادیوں میں ام القریٰ کے کہساروں میں فردوس کی بہاروں کا غلاف چڑھا دیا جائے، حرم کے بام و در کو سلیقہ سے سجا دیا جائے، سیار افلاک کے پہرے دار آفتاب کے چہرے سے نقاب نہ اٹھائے، ستاروں کی انجمن میں اعلان کرادیا جائے کہ آج کی رات اپنی مجلس شبینہ برخواست کر کے فرشِ زمین پر اتر آئیں۔ مکہ کی فضاؤں میں چراغاں کر دیا جائے اس لیے کہ خسرو کائنات کی طلعت زیبا سے خاکدانِ گیتی کا ذرہ ذرہ منور ہونے والا ہے۔

ادب سے سر جھکا لو آسماں والو زمیں والو
سواری آئی ہے خیر البشر کی فخر آدم کی

یہ شاہی فرمان سنتے ہی تمام فرشتے سجدہ ریز ہو گئے، رات بھر قدسیانِ فلک کے قافلے زمین پر اترتے رہے، صبح ہونے سے پہلے کنگرۂ عرشِ بریں سے گل کدۂ فردوس کی ساری زیبائش وادیٔ حرم میں سمٹ آئی، جونہی صبح صادق کا اجالا چمکا مکہ کی فضا رحمت و نور سے بھر گئی نقیبوں کی صدا سے دشت و جبل گونج اٹھے، گلی گلی حوران جنان کے آنچلوں کی خوشبو سے مہک اٹھی۔ ہوا نے اس مقدس نام کی تسبیح پڑھی، خوش رنگ پھولوں نے مکہ کی خاک اپنی آنکھوں سے ملی کائنات کا چپہ چپہ شادمانی سے ہم آہنگ ہوا، آتشِ نمرود کے ذرات نے پھولوں کا لباس پہن کر دعائے ابراہیم کو سر پر رکھا، صانع حقیقی نے اپنی خلقت پر فخر کیا، احسن الخالقین نے اپنی خلقت پر ناز کیا، رحمِ و کرم کی حسین وادی خلق و مروت کا حسین گلدستہ ہاتھوں میں لیے عبداللہ کے گھر نمودار ہوئی، آسمان فرطِ مسرت سے اچھل پڑا، زمین اپنی خوش نصیبی پر فخر کرنے لگی، کائنات کا ذرہ ذرہ عید میلاد کا نعرہ لگانے لگا، سدرہ کے مکیں جبرئیل امین ایک سبز پرچم لے کر خانۂ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے اور حضور شاہی میں سلام نیاز پیش کرنے لگے۔ اَلصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ۔

حرم محترم کی جھکی ہوئی دیواریں ایستادہ ہوگئیں، کشورِ نبوت کا شہنشاہ اس شان سے تشریف فرما ہوا کہ اکناف عالم کا گوشہ گوشہ مرحبا کی مقدس آواز سے گونج اٹھا اور آپ جلوہ گر ہوگئے۔

سلام اے آمنہ کے لعل اے محبوب سبحانی
سلام اے فخر موجودات فخرِ نوع انسانی
سلام اے آتشیں زنجیر باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے
تیرے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں
شریک حال قسمت ہوگیا پھر فضل ربانی

## آفتاب رسالت کی ضیا پاشیاں

آفتابِ رسالت کے ظہور سے قبل عرب کا ذرہ ذرہ بت پرستی میں چور تھا، پوری دنیا ظلم وعدوان کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، جہالت کا دور دورہ تھا، انسانیت نے درندگی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا، ہر طرف کفر وشرک کی زہریلی ہوا چل رہی تھی۔ کمزوروں کو ستایا جاتا تھا، غریبوں کو تکلیف دینا فخر سمجھا جاتا تھا، شراب نوشی عام ہو چکی تھی، زنا کا بازار گرم تھا، انسان نفسانیت کے بیڑے میں سوار ہو کر ضلالت کے گرداب میں مبتلا ہو چکا تھا حرم محترم کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے، کالے گورے کا امتیاز برتا جاتا تھا، امیر غرور تمکنت کے سبب غریبوں سے رشتہ ترک کر چکا تھا صنفِ نازک عورتوں کے ساتھ ظلم وستم کا برتاؤ کیا جاتا تھا، اس چار حرفی ذات کا عالم تو یہ تھا کہ اگر کسی کے پاس جوتے نہ ہوتے تو جوتوں کے عوض اپنی عورت کو غیر کے ساتھ کر دیتا تھا ساتھ ہی عورتوں کے عدت گذارنے کا طریقہ شرمناک تھا۔ چنانچہ ابو داؤد شریف کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ

جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تھا یا طلاق دے دیتا تھا تو اس عورت کو آبادی سے باہر کسی تنگ و تاریک مکان میں رکھ دیا جاتا تھا اور دورانِ عدت ٹاٹ کا لباس پہنایا جاتا تھا۔ ایک سال تک اس عورت کو غسل اور پاخانہ پیشاب کے لئے پانی نہیں دیا جاتا تھا جس کی وجہ سے وہ عورت غلاظت کا مجسمہ بن جاتی تھی، سال بھر تک بغیر نمک کے کھانا کھلایا جاتا تھا، سال پورا ہونے کے بعد اس عورت کی گود مینگنیوں سے بھر دی جاتی تھی اور گدھے کی ننگی پیٹھ پر بٹھا کر سارے شہر میں گشت کرایا جاتا تھا۔ وہ عورت ان مینگنیوں کو لوگوں پر پھینکتی تھی جس سے لوگ سمجھ جاتے تھے کہ آج اس کی عدت پوری ہوگئی ہے لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور مامتا کی ماری ماں اپنی لاڈلی بچی کو سانس کی آخری ہچکی لیتے ہوئے دیکھتی تھی اور کلیجہ تھام کر رہ جاتی تھی بربریت کا ننگا ناچ ناچا جاتا تھا۔ سرِ راہ چلتے ہوئے دو شیزاؤں کی عصمت لوٹ لینا محبوب مشغلہ تھا، بربریت نقطۂ عروج پر پہونچی ہوئی تھی۔

دریا کی بیقرار لہروں کے سامنے بندگی کی جاتی تھی، چاند سورج معبود بنا لیے گئے تھے، عقلِ انسانی دینِ ابراہیمی کی شناخت سے عاجز آچکی تھی، اخلاقی عظمت کا فقدان تھا، غم گساروں کے نالہ و شیون آسمان دنیا پر دستک دے رہے تھے، حقیقی بھائی کی تلوار دوسرے بھائی کی گردن کاٹنے کے لیے بے نیام رہتی تھی، معمولی باتوں کے لئے کشت و خون کی ہولی کھیلی جاتی تھی، اپنی ماں سے تکمیل خواہشات میں ننگ و عار نہیں محسوس ہوتا تھا۔ عربی بولتے تھے مگر جھوٹ بولتے تھے کھاتے تھے مگر حرام کھاتے تھے، پیتے تھے مگر شراب پیتے تھے خلاصہ یہ ہے کہ پوری انسانی آبادی گناہوں کے بار سے دبی ہوئی تھی۔

انصاف لٹ چکا تھا ایمان مٹ چکا تھا
مفلس کی تھی مصیبت کمزور پٹ رہا تھا
ظلم و ستم کے جھنڈے ہر سمت گڑ گئے تھے
حیوانیت کے پردے عقلوں پہ پڑ گئے تھے

ایسے بھیانک وقت میں ضرورت تھی ایک رہبرِ اعظم کی، ضرورت تھی ایک مونس و غمخوار کی آخر کار۔

Scanned by CamScanner

کفر پر ایک دن مشیت کو جلال آ ہی گیا
میرے آقا کی ولادت کا سوال آ ہی گیا
صورتیں تسکین کی نکلی دل سیماب سے
ایک کرن پھوٹی اچانک چرخ پر مہتاب سے

تشریف لے آیا وہ رسول، مادر گیتی کا ذرہ ذرہ جس کا منتظر تھا اس کے میلاد سے خاکدان گیتی پر عظیم انقلاب برپا ہو گیا، ظالموں کا ظلم موت سے ہم آغوش ہو گیا، وحشت دم توڑنے لگی بہیمت کا مصنوعی محل تخت و تاراج ہو گیا۔

نسیم سحری خرام ناز سے چلنے لگی، کفر و شرک کا تراشیدہ خدا بلبلا اٹھا۔ آنے والا آیا تو امن و آشتی کا پیغام لایا، ساری کائنات کے لئے رحمت بن کر آیا، اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ساتھ لایا، مصلح اعظم بن کر آیا۔ معلوم ہوا کہ انسانی سماج میں جب جسم کا مزاج خراب ہوتا ہے تو ضرورت پڑتی ہے ڈاکٹر کی اور انسانی سماج میں جب روح کا مزاج خراب ہوتا ہے تو ضرورت پڑتی ہے پیغمبر کی۔

محمد مصطفیٰ کے نام نے طوفاں کا رخ پھیرا
ذرا سا فاصلہ تھا دل کی کشتی ڈوب جانے میں
ایک پلے میں وہ دونوں ایک پلے میں یہ ایک
دونوں عیدوں سے ہے افضل عید میلاد رسول

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔"

## میلاد مصطفیٰ کا احسان

کسی بادشاہ کے گھر بیٹا پیدا ہوتا ہے، اس کے نوکر سمجھتے ہیں یہ کمائی کا سیزن ہے۔ کچھ بہانہ کر لو بہت کچھ پا جاؤ گے، چنانچہ درزی جوڑا تیار کر کے لاتا ہے، مالی پھولوں کا گجرا پیش کرتا ہے، نائی کنگھا آئینہ لے کر پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ جس سے جو بھی بن پڑتا ہے پیش کرتا ہے۔ حضور! یہ خوشی کا دن ہے یہ جوڑا، یہ ہار، یہ کنگھا شہزادے کی

خدمت میں نذر ہے بادشاہ ان کا اخلاص و محبت دیکھ کر جوش میں آتا ہے اور اپنے حوصلہ کے مطابق اعزاز بخشتا ہے، کیوں کہ ایسے زرین موقع پر سخی بادشاہ لانے والے کے نذرانے اور قیمت کو نہیں دیکھتا بلکہ حوصلہ اور خلوص دیکھتا ہے بلا تمثیل رَبُّ الْعٰلَمِیْن سخی بادشاہ ہے لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ نہ کسی کا بیٹا ہے نہ کسی کا باپ ہے، البتہ ایک محبوب رکھتا ہے، اسی محبوب کی ولادت کی خوشی ہے اور امتی محبوب کے غلام ہیں اور تولدِ محبوب کی خوشی میں ابوالبشر سیدنا آدم ملائکہ کے مسجود بنا دیئے جاتے ہیں، موسیٰ کلیم اللہ کو ید بیضا کا اعجاز ملتا ہے، یوسف صدیق اللہ کو حسن و جمال کی دولت عطا کی جاتی ہے، حضرت عیسیٰ روح اللہ شاہی طبیب اور مسیحا بنا دیئے جاتے ہیں چونکہ شاہی تحفہ تحفوں کا بادشاہ ہوتا ہے اس لیے نبی کو نبوت ملتی ہے، رسول کو رسالت ملتی ہے، غائرانہ نگاہ سے دیکھئے تو ہمارے رسول کا احسان صرف امت ہی پر نہیں ہے بلکہ انبیاء پر بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ عید میلاد النبی کا بیش بہا تحفہ دنیا میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

کرم سب پر ہے کوئی ہو کہیں ہو    تم ایسے رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْں ہو

مگر اس شاہی خوشی کے موقع پر کوئی بد باطن ان غلاموں کو اظہار نیازمندی سے روکنے لگے اور کہے کہ شہزادے کے لیے جوڑا بنانا حرام ہے، ہار پیش کرنا شرک ہے، خوشی منانا بدعت ہے تو انصاف سے بتائیے گا بادشاہ کتنا ناراض ہوگا اور کہے گا یہ میری خوشی کا دن ہے۔ سب خوشی منا رہے ہیں اور میں انعام دے رہا ہوں تو جلنے والا کون ہے۔ بھیجو اسے جیل خانے میں، اس کی جائداد ضبط کرلو۔

یقیناً عید میلاد النبی کے موقع پر ذکر رسول سے فیضیاب ہونے کے لیے سچے عاشق جلسہ منعقد کرتے ہیں۔ کوئی درود کا تحفہ پیش کرتا ہے کوئی محفل سجا کے تحفہ پیش کرتا ہے، کوئی سن کے فیضیاب ہوتا ہے، کوئی سنا کے تحفہ پیش کرتا ہے، غلامانِ رسول اپنے اپنے انداز میں اظہار نیازمندی پیش کرتے ہیں اور بہت کچھ پاتے ہیں۔ اور کوئی حسد میں شرک کا فتویٰ لگاتا ہے، کوئی حرام کہتا ہے، کوئی بدعت بدعت چلاتا ہے۔

آپ انصاف سے بتائیے گا کہ رسول ایسے نام نہاد امتی سے خوش ہوں گے یا ناراض، اللہ ایسے لوگوں سے ناراض ہوگا یا نہیں۔ یقیناً اس کی جائداد ضبط کرلی جائے

گی، ایمان کی دولت چھین لی جائے گی، عمل کا ثواب اکارت کردیا جائے گا۔ انہیں خبر بھی نہ ہوگی یہ ہے حسد کا انجام، یہ ہے بغاوت کا نتیجہ۔

ذکر روکے فضل کاٹے عیب کا جویاں رہے  پھر کہے مردک کے ہوں امت رسول اللہ کی

## سرورِ کونین آغوشِ حلیمہ میں

عربی دستور کے مطابق قبیلہ بنو سعد کا ایک قافلہ چلتا ہے، اس میں ایک غریب دایہ تھی جو قحط کے مارے لاچار ہے اور دبلی اونٹنی پر سوار ہوکر مکہ پہونچتی ہے، حلیمہ کو کیا خبر تھی کہ ان کی سست رفتاری ان کی خوش نصیبی کا سبب بنے گی اور ان کا پیچھا رہنا ہی دنیا کی تمام شہزادیوں سے بڑھادے گا، اس لیے کہ آسمان کا سورج طلوع ہوکر پہلے اونچوں کو چمکاتا ہے مگر نبوت کا سورج پہلے نیچوں کو منور کرتا ہے، حلیمہ سعدیہ کو اس لازوال دولت سے مالا مال ہونا تھا جن کی خدمات تاریخ اسلام میں ابدالا باد تک چمکتی رہیں گی۔ محبت کے قدموں سے آگے بڑھی اور خلوص کی پیشانی عبداللہ کی چوکھٹ پر جھکادی۔

دوسری دائیاں مکہ پہنچ کر امیروں کے بچوں کو لے گئیں مگر سرورِ کونین کو کسی نے اس لیے نہ قبول کیا کہ یتیم کے گھر سے کیا ملے گا نہیں نہیں! بلکہ رسول نے انہیں خود ہی قبول نہ فرمایا، چونکہ آپ ایک غریب گود کو آباد کرنے والے تھے اور رب کو منظور یہ تھا کہ تمام دائیاں بچوں کو پالیں گی اور میرے محبوب دائی حلیمہ کو پالیں گے حلیمہ کے خاندان کو پالیں گے، الغرض حرم کعبہ میں عبدالمطلب سے حلیمہ کی ملاقات ہوجاتی ہے اور حلیمہ اپنا ماجرا کہہ سناتی ہیں عبدالمطلب سے گفت وشنید کے بعد حلیمہ دولت کدہ پر حاضری دیتی ہیں۔ دیکھا کہ ایک نونہال باریک کپڑا اوڑھے پالنے میں سورہا ہے اور چہرۂ پاک سے تجلی چھن چھن کر پورے گھر کو روشن کررہی ہے، چہرہ سے نقاب ہٹاتی ہیں اور سوجان سے عاشق ہوجاتی ہیں، نگاہِ نبوت نے حلیمہ کو دیکھا اور ان کے سوکھے پستان دودھ سے بھر گئے گود میں اٹھالیتی ہیں اور پیشانی چوم کر دایاں پستان پیش کرتی ہیں، رسول اعظم قبول فرمالیتے ہیں۔ بایاں پیش کرتی ہیں منہ پھیر لیتے ہیں، گویا رسول گرامی نے بایاں پستان قبول نہ فرما کر یہ بتادیا کہ میری رضاعی ماں یہ میرا حق نہیں میرے رضاعی بھائی کا

Scanned by CamScanner

حق ہے، میں دنیا میں عدل وانصاف قائم کرنے آیا ہوں، دوسروں کا حق چھیننے نہیں آیا ہوں۔
عاشقِ رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اس موقع سے نواسنجی کرتے ہیں۔

بھائیوں کے لیے ترکِ پستاں کریں
بچپنے کی عدالت پہ لاکھوں سلام

پڑھیے درود شریف:- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانا وَمُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِكْ وَسَلِّمْ

میلادِ مصطفیٰ کے بارے میں ایک شبہہ کا ازالہ ضروری سمجھتا ہوں برادرانِ اسلام اسے اچھی طرح محفوظ کرو۔

## میلادالنبی دافع شرک ہے

میلادالنبی کے جلسے اور سیرۃ پاک مصطفیٰ کی محفل پر نہ جانے کتنے اعتراضات ہوتے ہیں، جتنے منھ اتنی ہی باتیں، بولنے کا شعور نہیں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ نہیں معلوم اور میلادِ مصطفیٰ پر اعتراض کرتے نظر آتے ہیں۔

کوئی بدعت کہتا ہے، کوئی شرک کا فتویٰ لگاتا ہے حالانکہ عقل سلیم ایسے فتویٰ کو ظلم سے تعبیر کرتی ہے اور قدرت ایسی سمجھ کو زہر ہلاہل سمجھتی ہے فطرتِ انسانی کا سچا حامل انسان سے یہ توقع نہیں رکھ سکتا کہ مردہ باپ کی یاد لائق بیٹا اپنے دل سے فراموش کر جائے اور مردہ بچے کا ذکر، لائق باپ کے لئے ابدی عذاب بن جائے۔

سرورِ کونین اپنے بچہ ابراہیم کے انتقال پر آنسو بہائے ہیں، اور ہم وفادار امتی اپنے آقا کے ذکر سے قلبِ حزیں کو منور بھی نہ کریں، دنیا کی ذلیل سے ذلیل قوم اپنے پیشوا کا جلوس نکال کر سالگرہ مناتی ہے اور ہم عید میلاد بھی نہ منائیں۔ پرواز خیال کی جسارت کو دیکھئے تو حیرت ہوتی ہے کہ کفر و شرک کا فتویٰ وہی لگاتے ہیں جو اپنے کو نائب رسول کہلاتے ہیں اور میں انہیں نائب فضول کہتا ہوں۔ اس لیے کہ ایسے لوگ قرآن وحدیث کو تیر وتفنگ بنا کر کفر کی آڑ میں ہمارے ایمان کو چھلنی کرنا چاہتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

دوسری بات یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عزیر کا صرف ایک معجزہ دیکھا تو خدا کا بیٹا کہہ دیا، عیسائیوں نے حضرت روح اللہ کا تولد بغیر باپ کے دیکھا تو ابن اللہ کہہ دیا، کفارِ عرب نے جنات اور رب العٰلمین میں ناجائز رشتہ جوڑ دیا، مشرکین نے فرشتوں کو خدا کا بیٹا مان لیا خلاصہ یہ ہے کہ اگلوں نے صرف چند معجزات کی بنیاد پر خدا کی شان میں گستاخی کی اور ہمارے رسول سر کے بال سے پیر کے ناخن تک سراپا معجزہ ہی معجزہ ہیں، ہاتھ کا اشارہ پا کر ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا، انگلی اٹھی تو چاند دو ٹکڑوں میں بٹ گیا، درختوں نے اطاعت کی، جانوروں نے سجدہ کیا، کنکریوں نے کلمہ پڑھا رسول اعظم کے ان معجزات کی بنیاد پر امت کی طرف سے خطرہ تھا کہ رسول کو خدا کہہ دیا جائے، یا خدا کا بیٹا مان لیا جائے یا جز وخدا تسلیم کر لیا جائے اسی آنے والے خطرہ کو دور کرنے کے لیے دنیا کو گمراہی سے بچانے کے لیے ہم میلادِ مصطفیٰ کے جلسے کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم خدا نہیں، خدا کا بیٹا نہیں، بلکہ محبوب خدا ہیں لہٰذا میلاد النبی کی محفل، سیرۃ النبی کا جلسہ دافع شرک ہے شرک نہیں دافع کفر ہے، کفر نہیں بدعت کو دور کرتا ہے، بدعت نہیں ہے ہم تمام اہلسنّت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ میلاد النبی انوارِ الٰہی کا منبع ہے تجلیاتِ کبریا کا مخزن ہے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردہ سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

Scanned by CamScanner

دوسری تقریر

# خُلقِ عظیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ الْعَظِيْمِ وَخِطَابِهِ الْقَدِيْمِ اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

"صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

عشق رسول کے سمندر میں غوطہ لگا کر گویا ہیں

عارف باللہ فنافی رسول اللہ، حامیِ سنت، ماحیِ بدعت، مجددِ دین وملت، امام اہل سنت، ہم سب کے حضرت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت مفتی شاہ مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان۔

واہ کیا جو دو کرم ہے شہِ بطحا تیرا<br>
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا<br>
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں<br>
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا<br>
آسماں خوان زمیں خوان زمانہ مہمان<br>
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا<br>
میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب<br>
یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اسکے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا
حرم وطیبہ وبغداد جدھر کیجے نگاہ
جوت پڑتی ہے تیری نور ہے چھنتا تیرا
یا رسول اللہ یا حبیب اللہ
تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

بادۂ توحید کے متوالو، شمع رسالت کے پروانو، غوثِ اعظم کے دیوانو، اولیائے امت کے جاں نثارو! دونوں عالم کے مالک ومختار، ہم غریبوں کے غمگسار، سید ابرار واخیار، آقائے نامدار، مدنی تاجدار، شہنشاہِ باوقار، نائب پروردگار، مولاء کبار، نبیوں کے سردار، گنہگاروں کے غمخوار، شافع روزشمار، گلشنِ ہستی کے اولین فصل بہار کے دربارِ گہربار میں عقیدت ومحبت کے ساتھ درودوسلام کا ہدیہ نچھاور کرنے کی سعادت حاصل کریں اور جھوم جھوم کر پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیرے خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالق حسن وادا کی قسم

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یارسول اللہ آپ کا اخلاق عظیم الشان ہے۔

## تمہیدی کلمات

یہ عام بات ہے کہ جب تک کسی چیز کی اہمیت کا نمونہ پہلے نہ دکھایا جائے تو آنے والے کی اہمیت بظاہر نمایاں نہیں ہو پاتی، اگر دفعتاً انقلابی طاقت آن پڑے تو عوام وخواص بیقرار ہو جاتے ہیں اور بجائے اس کی سننے کے نفرت کا اظہار کرنے لگتے ہیں۔ بلا تمثیل سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اہم کون ہوگا اور رسول سے

زیادہ انقلابی قوت کس میں ہوگی، خدا جانتا تھا کہ محمد رسول سے زیادہ انقلابی قوت کس میں ہوگی، خدا جانتا تھا کہ محمد رسول اللہ کی بعثت کے بعد کفروشرک کا صنم ٹوٹے گا، گمراہی کی تاریکی دور ہوگی، ایام جاہلیت کی بیہودہ رسموں کا خاتمہ ہوگا، خدا پرستی کا دور شروع ہوگا، لات وعزیٰ بے وقار ہوں گے، نیر اسلام فاران کی چوٹی سے طلوع ہوکر مکۃ المکرمہ کے درودیوار کو روشن کرے گا اور رفتہ رفتہ اس کی ضیا بار کرن دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیل جائے گی لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نغمہ گایا جائے گا، چنانچہ پیدائش سے لے کر بعثت تک رسول کی چالیس سالہ زندگی کفار عرب کے سامنے کھلی ہوئی کتاب کی طرح تھی جس نے جیسا چاہا مطالعہ کیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ جس نے جتنا مطالعہ کیا وہ تشکروامتنان کے بحر بیکراں میں اتنا ہی غرق ہوتا گیا دانائے غیوب کے لیے صادق العقول صادق البیان اور صادق الوعدہ جیسے بھاری بھرکم الفاظ استعمال کئے جاتے رہے، رسول کی چالیس سالہ زندگی اخلاق نبوت کے پیکر میں ڈھلی ہوئی تھی گویا یہ خاموش اعلان تھا کہ ذاتِ رسول اظہار نبوت سے پہلے اتنا عظیم ہے تو اظہار نبوت کے بعد کا عالم کیا ہوگا۔

ہمارا رسول قائم اللیل اور صائم الدہر ہے قرآن ان پر نازل ہوا شب کو زاہد اور دن میں غازی نظر آتے تھے۔ تمام عمر کفر کے خلاف معرکہ آراء رہے اللہ کا کلام بلند کیا یتیموں کو سنبھالا، بے نواؤں کو نوازا، غریبوں کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا گرتوں کو اٹھایا، شرابیوں کو پاکباز کردیا، بیکاروں کو کارساز بنادیا، جاہلوں کو نکتہ داں کردیا، ظلم سہتے تھے مگر اف تک نہ کرتے تھے، گالیاں سنتے تھے تف بھی نہیں کرتے تھے، گھر کا اثاثہ ایک چارپائی تھی جس پر کونین کا شہنشاہ آرام فرما ہوتا تھا، ایک چکی تھی جس میں کبھی کبھار جو پیسا جاتا تھا، ایک تکیہ تھا جس میں نرم نرم روئی کی جگہ کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، یہ تھا دنیاوی زندگی کا ایک مختصر خاکہ، اور ساتھ ہی اس زندگی کو دیکھئے جس پر سدرہ کے مکیں جبرئیل امین کو ناز تھا، نور مجسم رحمت عالم، نازشِ آدم، فخرِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم، معرفت الٰہی رسول کا سرمایۂ حیات ہے۔ حب الٰہی رسول کی اساس ہے، شوق رسول کا رہوار ہے۔ ذکر الٰہی رسول کا مونس ہے، اعتماد، رسول کا خزانہ ہے۔ عشق الٰہی کا غم رسول کا

Scanned by CamScanner

رفیق ہے، علم وعرفان رسول کا ہتھیار ہے، صبر رسول کا لباس ہے، انکساری رسول کا شفیع ہے، نماز آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، طاقت الٰہی کفالت کرتی ہے اور قرآن رسول کا خلق عظیم ہے۔ اِنَّکَ لَعَلیٰ خُلُقٍ عَظِیم یارسول اللہ آپ کا اخلاق عظیم الشان ہے۔

## خلق عظیم کی تشریح

خلق اور اخلاق عام طور سے بولے جانے والے الفاظ ہیں، کسی نے ہنس کر بات کی تو کہا جاتا ہے فلاں اخلاق مند ہے، مہمانوں کی مہمان نوازی کی تو کہا جاتا ہے فلاں بڑا خلیق ہے، آنے والے کو قاعدے سے بٹھالا تو کہا جاتا ہے فلاں اخلاق کا پیکر ہے، بھوکوں کو کھانا کھلا دیا تو کہا جاتا ہے فلاں اخلاق کا مجسمہ ہے، حاجت مندوں کی حاجت پوری کردی تو مشہور ہو جاتا ہے کہ فلان اخلاق کا دریا بہاتا ہے، چھوٹوں پر شفقت کا سایہ ڈالا تو کہا جاتا ہے فلاں اخلاق کا گوہر لٹاتا ہے، بڑوں کی عزت کی تو کہا جاتا ہے فلاں اخلاق کے قالب میں ڈھلا ہوا ہے۔

الغرض اخلاق کا مفہوم وسیع سے وسیع تر ہے، اخلاق اپنے دامن پر بہار میں نہ جانے کتنی خوبیوں کو جنم دیتا ہے۔ حقیقت میں اخلاق نام ہے فطری اچھائی کا جو منجانب اللہ ودیعت کی جاتی ہے۔ اخلاق سیرت کا اہم حصہ ہے جس پر بہت ساری اچھائیاں منحصر ہیں۔

ہم یہاں اخلاق رسول کی بات کر رہے ہیں۔ اخلاق نبوت کی گواہی کس سے لیں، اگر کسی مخلوق سے لی جاتی ہے تو ممکن ہے کوئی یہ کہہ کر توجہ نہ کرے کہ ہم مخلوق کی گواہی نہیں مانتے، لہٰذا آیئے ایسی کتاب کو گواہ بنائیں جس کے لیے نہ مٹتا ہے نہ مٹانا ہے جو نہ مٹ سکتی ہے نہ مٹائی جاسکتی ہے۔

قرآن سے پوچھا گیا اے قرآن تو نے رسول کو سمجھا اور رسول نے تجھ کو سمجھایا، سیرتِ رسول پر کچھ روشنی ڈال دے تاکہ حسد کا پردہ چاک ہو جائے عناد کی آگ سرد پڑ جائے اور لوگ اچھی طرح جان جائیں کہ سیرتِ رسول عربی صرف زبان عالم پر ہی

نہیں قرآن کے اوراق میں پھیلی ہوئی ہے، جب تک قرآن رہے گا سیرتِ رسول جگمگاتی رہے گی۔ قرآن گویا ہے۔

رسول کا چہرہ...... وَالضُّحٰی

رسول کا کاکل...... وَاللَّیْلِ اِذَا سَجٰی

رسول کی نگاہ...... مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

رسول کی زبان...... وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُّوحٰی

رسول کا سینہ...... اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ

رسول کا مقدس ہاتھ...... یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

رسول کا میلاد...... لقد مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلاً

رسول کا ذکر...... وَرَفَعْنَالَكَ ذِكْرَكَ

رسول کا معجزہ...... قد جَاءَ کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ

رسول کا مقام...... وما اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

رسول کا سفر...... سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی

رسول کا انکسار...... اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

رسول کی حقیقت...... قَدْ جَاءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ

آسمان سے اترنے کا مزاج...... وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی

دل کی صفائی...... مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی

رسول کا اخلاق...... اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، میں بھی کہتا ہوں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے لیکن لوہے کی تلوار نہیں تھی اخلاق کی تلوار تھی اس لیے کہ لوہے کی تلوار سے سر جھکایا جا سکتا ہے، دل نہیں جھکایا جا سکتا اور رسول نے سب سے پہلے دل کی دنیا فتح کی ہے لہٰذا سر خود ہی جھکتا گیا۔ آیئے آپ کو تھوڑی دیر کے لیے مکہ لے چلوں، وہاں تلوار رسول محترم کے ہاتھ میں نہیں تھی کفار مکہ کے ہاتھ میں تھی، ہم باور کرتے ہیں کہ مکہ میں تلوار چلی ہے، نیزے اٹھے ہیں، تیر برسائے گئے ہیں، طاقت کا

بھر پور استعمال ہوا ہے لیکن اسلام کو پھیلانے کے لیے نہیں، اسلام کی پیش قدمی روکنے کے لیے مومنوں کا کلیجہ دہلانے کے لیے۔ پرچم توحید کا مذاق اڑانے کے لیے لیکن اس کے باوجود قربان جایئے ان وفا شعار مسلمانوں پر کہ یہ لوگ تلوار سے گھائل ہوتے رہے، پتھروں کی چوٹ کھاتے رہے، گرم گرم چٹانوں پر جلتے رہے، قیدو بند کی آزمائش میں سلگتے رہے لیکن اخلاقِ رسول کا نشہ اترنے کے بجائے چڑھتا ہی گیا، جس مومن کے جسم پر جتنی کاری ضرب لگتی تھی اس کا ایمان اتنا ہی نکھرتا تھا اور زبانِ حال سے یہ صدا تھی۔

میں مصطفیٰ کے جام محبت کا مست ہوں
یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ
یارسول اللہ آپ کا اخلاق عظیم الشان ہے

تیرے خلق کو حق نے عظیم کہا
تیرے خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا
ترے خالق حسن وادا کی قسم

درودوسلام کا ہدیہ پیش کیجئے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ

اخلاقِ رسول سمجھانے کے لیے حرم نبوت کے درِ دولت پر لے چل رہا ہوں۔

## قرآن رسول کا خلق ہے

مومنوں کی روحانی ماں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا جاتا ہے، یا ام المومنین! سلطان کونین، سرورِ دارین کا اخلاق بیان کیا جائے، ام المومنین فرماتی ہیں۔ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن رسول کا اخلاق قرآن مقدس ہے۔ مطلب یہ کہ رسول کا دیکھنا قرآن رسول کا سننا، قرآن، رسول کا سمجھنا، قرآن رسول کی زبان،

Scanned by CamScanner

قرآن رسول کا ہاتھ قرآن رسول کا اٹھنا قرآن رسول کا بیٹھنا، قرآن رسول کا چلنا قرآن رسول کا کھانا قرآن رسول کا پینا، قرآن رسول کا آنا، قرآن رسول کا جانا، قرآن رسول کا فیصلہ کرنا، قرآن رسول کا کفر وشرک کے خلاف معرکہ آراء ہونا، قرآن جنگوں میں شرکت کرنا، قرآن عبادت کرنا، قرآن ریاضت کرنا، قرآن رسول کی شریعت، قرآن رسول کی طریقت قرآن رسول کی معرفت قرآن رسول کی سیادت قرآن رسول کی لیاقت، قرآن رسول کی صداقت، قرآن رسول کی عدالت، قرآن رسول کی سخاوت، قرآن رسول کی شجاعت، قرآن رسول کی رضا، قرآن رسول کا حسن قرآن رسول کا انداز بیان، قرآن رسول کا طرز تکلم، قرآن رسول کا کردار، قرآن رسول کی گفتار، قرآن رسول کی رفتار، قرآن رسول کا قول، قرآن رسول کا فعل، قرآن رسول کا عمل، قرآن رسول کی عقل، قرآن رسول کا کلمہ، قرآن رسول کی نماز، قرآن رسول کا روزہ، قرآن رسول کا حج، قرآن بلکہ رسول خود ہی قرآن ہیں، رسول چلتے پھرتے قرآن ہیں، رسول سوتے جاگتے قرآن ہیں، رسول کا ہر ہر شعبۂ زندگی قرآن کے مطابق ہے، خلاصہ یہ ہے کہ سیرت طیبہ کا مشاہدہ کرنا چاہے تو قرآن کے تیس پاروں کو دیکھا جائے گا۔ ادھر سے دیکھیں تو قرآن، ادھر سے دیکھیں تو قرآن۔

قولِ حق قرآن ہے قول پیمبر ہے حدیث
اہل دل کے واسطے تقریر ہے دونوں کی ایک
اس نے پھیرا دل تو اس نے دعوت اسلام دی
وہ خدا اور یہ نبی تدبیر ہے دونوں کی ایک

## فتح مکہ کے دن خلق عظیم کا اعجاز

آیئے خلق کو سمجھانے کے لئے فتح مکہ کی طرف لے چلوں۔ ہجرت کا آٹھواں سال ہے، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار کا لشکرِ جرار لے کر بیت اللہ کی بازیابی کے لئے کاشانہ نبوت سے نکلتے ہیں، اللہ کا مقدس گھر خانۂ کعبہ بت خانہ بنالیا گیا ہے۔

Scanned by CamScanner

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا

ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

اللہ کے وفا شعار بندے ہلالی پرچم ہاتھ میں لئے ہوئے ہیں، قائد اعظم نور مجسم فاتحانہ انداز سے شاہی کروفر کے ساتھ مکۃ المکرّمہ میں داخل ہو گئے ہیں، کفار قریش گرفتار کر لیے گئے ہیں، مکہ کے وہی باشندے جو ہجرت کی رات ننگی تلوار لئے قتل رسول پر آمادہ تھے، آج اسی رسول کے سامنے عفو ودرگذر کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ کوئی کہتا تھا، ہم سب تخت وتاراج کر دیئے جائیں گے، کوئی کافر کہتا تھا ہماری لاش آگ میں جلائی جائے گی۔ کوئی کہتا تھا ہمارے بچے یتیم ہو جائیں گے، کوئی کہتا تھا ہماری بیوی بیوہ ہو جائے گی، کوئی کہتا تھا ہمارے گھروں کو جلا کر خاک کا ڈھیر بنا دیا جائے گا۔

موت وحیات کی کشمکش میں کچھ کا کچھ سوچا جا رہا تھا اور ان کا سوچنا بھی حق بجانب تھا، کفار عرب اپنے مظالم کو یاد کر کے انجام کے تصور سے لرزہ براندام ہو رہے تھے، اور رسول کے فیصلہ کا انتظار تھا۔

رسول کردگار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:۔

مَا ظَنُّکُمْ بِیْ۔ اے کفار عرب ہمارے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ گرفتار شدہ مجرمین دبی آواز میں کہتے ہیں۔

اَنَّکَ کَرِیْمٌ وَابْنُ اَخٍ کَرِیْم یارسول اللہ آپ کریم ابن کریم ہیں آپ عظیم ابن عظیم ہیں لہٰذا آپ سے کرم ہی کی امید ہے۔

رسول کے دریاءِ رحمت میں کوثر وسلسبیل کی موج اٹھتی ہے اور فرماتے ہیں۔ لَا تَثْرِیبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ فَاذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔

اے کفار قریش تم سوچ رہے ہو گے آج ظلم کا بدلہ ظلم سے لیا جائے گا بدلہ لینا تو درکنار میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ تمہارے لیے ملامت کروں ہم برا بھلا کہنا بھی پسند نہیں کرتے، رؤف ورحیم کی بارگاہ سے رہائی کا اعلان کیا جاتا ہے، تم سب کے سب آزاد ہو۔

نبی آخر الزماں کا شاہی فرمان سن کر مجرمین دنگ رہ گئے اور فرطِ مسرت سے کلمہ پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ اللہ کا فرمان:۔

یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجاً کی عملی تفسیر ہونے لگی نعرہاۓ تکبیر ورسالت سے مکہ کی پوری فضا گونج اٹھی۔

مسلمانو! سوچنے کی بات ہے وہ مکہ جہاں لاالہ الا اللہ کہنا سماج کا سب سے بڑا جرم تھا وہیں رسول کے اشارے پر عشاق جان نچھاور کررہے تھے، جہاں بتوں کے خلاف ایک لفظ بھی برداشت نہیں تھا۔ وہیں بتوں پر ہتوڑے چل رہے تھے۔ جن لوگوں نے پیغمبر کو زخمی کیا تھا وہی لوگ خانۂ کعبہ سے فرضی خداؤں کی لاش اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے اور ذرا بھی قلق محسوس نہیں ہورہا تھا۔

یہ ہے رسول عربی کا خلقِ عظیم جس کی مثال غیر ممکن ہے۔

راستی کی تیغ تھی جو تھی مسلمانوں کے پاس
خنجر آہن نہیں یہ خنجرِ اخلاق تھا

## اخلاق کا حسین پیکر

رسول باوقار کی بعثت کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کے سامنے ایک عظیم شخصیت کو پیش کیا جائے، جس میں اخلاق کے تمام فضائل جمع ہوں حدیث کے الفاظ ہیں:- "بُعِثۡتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الۡاَخۡلَاقِ" میں اس لیے بھیجا گیا ہوں تاکہ اخلاقی قدروں کا اتمام کروں۔ آدم علیہ السلام سے عیسیٰ روح اللہ تک کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس میں جملہ محاسن اجتماعی طور سے موجود رہے ہوں کوئی ذات ایسی نہیں آئی ہے جس کو دعویٰ اور دلیل بنا کر پیش کیا جاسکے اگر ہیں تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رسول محترم نے قول سے زیادہ عمل کا درس دیا ہے۔ نور مجسم کے ہر گوشہ حیات میں انسانیت کے لیے ایک سبق موجود ہے۔ اگر کسی سپہ سالار کو دیکھنا ہے تو احد اور حنین کے مقدس سپہ سالار کو دیکھئے یہاں بڑے بڑے جانبازوں کے قدم اکھڑ گئے لیکن رسول عربی کے پائے استقلال میں جنبش تک نہیں آئی کسی عابد اور زاہد کی تلاش ہے تو حرا کے گوشہ نشین کو دیکھئے۔ کسی تاجر کی شخصیت کا جائزہ لینا ہو تو یمن اور بصرہ کے تاجر پر نظر ڈالئے، کسی صادق اور امین کی جستجو ہے تو ہجرتِ مدینہ کے وقت اس واقعہ پر نگاہ ڈالئے جب کہ کفار قریش جان

سے مارنے کی فکر میں ہیں اور رسول مولائے کائنات علی مشکل کشا کو اپنے بسترِ ناز پر سونے کی ہدایت دے رہے ہیں اور امانت واپس کرنے کی تلقین کر رہے ہیں اگر شفیق باپ کی تلاش ہے تو خاتون جنت فاطمۃ الزہرا کے مقدس باپ کو دیکھئے، اگر محبت بھرے شوہر کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے فرض شناس شوہر کی زندگی کا مطالعہ کیجئے، اگر استاد اور معلم کی تلاش ہے تو صفہ کی درسگاہ کے عظیم معلم کو دیکھئے، اگر مساوات اور بھوک کی مثال دیکھنا چاہتے ہیں تو شہنشاہِ کونین کی سیرت کا وہ ورق الٹئے جس پر جنگ خندق کا یہ واقعہ درج ہے کہ کسی صحابی نے بھوک کی شدت سے پیٹ پر بندھے ہوئے پتھر کو دکھایا اس وقت رسول کے شکم مبارک پر ایک کے بجائے دو پتھر بندھے ہوئے تھے، اگر کسی معاہدے کا مطالعہ درکار ہے تو صلحِ حدیبیہ اور میثاق مدینہ کی تاریخ پڑھئے، کتاب اللہ کی بنیاد پر رسول نے اپنے دور کی سب سے بڑی اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی سیاست کے چہرے کو دھویا، تہذیب وتمدن کی زلفوں کو سنوارا، جہالت کی اساس کو اکھاڑ پھینکا۔

الغرض آفتابِ نبوت مہتابِ رسالت اولو العزم پیغمبر ہونے کی حیثیت سے منتہاءِ کمال پر نظر آرہے ہیں جس کی مثال نہ مل سکی ہے نہ صبحِ قیامت تک مل سکتی ہے۔

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا
کوئی پردہ سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

پڑھئے درود شریف:- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ والحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

## خلقِ عظیم کا فیض

مجرم کسی کو قتل کر دیتا ہے تو پولیس اس مجرم کو دفعہ ۳۰۲ کے تحت گرفتار کر کے جیل بھیج دیتی ہے سیشن کورٹ میں مقدمہ چلتا ہے مجرم ہار جاتا ہے لیکن ابھی پھانسی نہیں دی جاتی ہے۔ اس لیے کہ اپیل کے لیے ہائی کورٹ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ مجرم یہاں بھی ہار جاتا ہے لیکن ابھی پھانسی نہیں دی جاتی ہے اس لیے کہ ابھی سپریم کورٹ باقی ہے۔

مجرم یہاں بھی ہار جاتا ہے اور پھانسی کی سزا سنادی جاتی ہے چونکہ اس کے بعد کوئی کورٹ نہیں جہاں اپیل کی جائے ،لہٰذا مجرم اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتا ہے، مجرم ہر کورٹ سے ہارتا آرہا ہے اور سوچتا ہے کہ اب قانونِ عدل کی بنیاد پر نہیں بچ سکتا ہوں رحم وکرم کی بنیاد پر بچ سکتا ہوں، امید کی ٹمٹماتی روشنی نظر آتی ہے اور جاں بخشی کے لئے صدر جمہوریہ سے رحم وکرم کی بھیک مانگتا ہے اور صدر جمہوریہ اپنی ذمہ داری پر اس کا خون معاف کر دیتا ہے۔ کچھ سمجھا آپ نے؟ یہ قانون کہاں سے لیا گیا ہے۔ غور کیجئے یہ بھی ہمارے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی دین ہے۔

فتح مکہ کے دن عربی قانوناً قتل کیے جانے کے لائق تھے لیکن رسول نے سبھوں کو اپنے فضل وکرم کی بنیاد پر معافی دے کر بتا دیا کہ ہم عدل بھی کرتے ہیں اور فضل بھی کرتے ہیں۔

فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی
تمہارے منھ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
جو شب کو کہہ دیا دن ہے تو دن نکل آیا
جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

میرا رسول مکہ میں فاتحانہ شان وشوکت سے داخل ہوا تھا تاریخ میں ایک بھی فاتح ایسا نظر نہیں آتا جس نے آبادیوں پر قبضہ کرنے سے پہلے دلوں کی سرزمین فتح کر لی ہو، جس نے قلعوں کی فصیل پر پرچم لہرانے سے قبل دلوں کی سرزمین پر اپنا جھنڈا نصب کر دیا ہو، جس نے آب وگل کی دنیا میں اپنا سکہ رائج کرنے سے پہلے دلوں کی اقلیم میں عقیدت ومحبت کا سکہ چلا دیا ہو اگر ایسا فاتح ہے تو رسولِ کائنات ہے، آمنہ کا لال ہے، عبداللہ کا لختِ جگر ہے۔

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡم

یارسول اللہ آپ کا اخلاق عظیم الشان ہے

# خلق عظیم کے فائدے

خالق کائنات نے دنیا کے لئے فرمایا:- قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیا قَلِیْل " دنیا کا سامان بہت تھوڑا ہے۔ لیکن ہے کوئی جو اس تھوڑے کو شمار کرلے، ہے کوئی جو دنیاوی سازو سامان کو محدود کرلے، نہیں اور ہرگز نہیں!

اب آیئے اور اخلاق مصطفیٰ کے سلسلہ میں ربانی ارشاد ملاحظہ فرمایئے، اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یارسول اللہ آپ بڑے اخلاق والے ہیں۔ فرق محسوس کیجئے گا دنیاوی سامان کو قلیل کہا گیا اور اخلاقِ رسول کو عظیم کہا گیا اور انسان جب قلیل کو شمار نہیں کرسکتا تو عظیم کو کیسے شمار کرسکتا ہے، معلوم ہوا کہ محبوب رب العٰلمین کے فضائل بے شمار ہیں۔

تھوڑی دیر کے لیے میں آپ کے اعمال کا جائزہ لینا چاہتا ہوں، اور سلف صالحین کی عظمت والی تاریخ کی طرف لے جانا چاہتا ہوں۔

اسلام کی حیرت انگیز ترقی کے اسباب کیا تھے، اکاسرہ کیوں مٹ گئے، قیاسرہ کو شکستِ فاش کیوں ہوئی، مٹھی بھر مسلمان سندھ کے ریگستانوں سے فرانس کی عشرت گاہوں تک کیسے چھا گئے لٹیرے فرماں روا کیسے بن گئے، بدوی اور ننگ جہاں بانی پر کیسے جا بیٹھے وحشی فلسفہ اور حکمت کے اسرار و رموز کا درس کیسے دینے لگے، شرابیوں اور جواڑیوں میں بلا کی پاکیزگی کہاں سے آگئی، تین سو ساٹھ بتوں کے پجاری ایک خدا ایک رسول ایک قبلہ ایک مرکز اور ایک نصب العین کے تخیل پر کیسے متحد ہوگئے، جہالت کی تمام رعنائیوں کو کیسے فراموش کرگئے، کفر کی زیبائشوں کو کیسے بھول گئے، بے راہ رو جذبات کے گھروندے لرزہ براندام کیونکر ہوئے، ناپاک سانسوں کی حرارت اسلامی جذبات میں کس طرح بدل گئی۔

اظہر من الشمس ہے کہ یہ سب کچھ اخلاق مصطفیٰ ﷺ کا صدقہ ہے، اخلاقِ مصطفیٰ کی ضیاپاشیاں ہیں، مصطفیٰ جان رحمت کا کرم ہے کہ خیر کا عمل تیز ہوگیا، انصاف کا نشتر ظلم و تشدد کا گلا کاٹنے لگا، ناجائز اختیارات کے صنم ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگے خاندانی فخر کے لات و منات بے وقار ہوکر پاش پاش ہوگئے اور نسلی غرور کا جنازہ نکل گیا۔

Scanned by CamScanner

# قوم مسلم سے ایک سوال

لیکن میں مسلمانوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اخلاقِ مصطفیٰ کی عظمت سے کتنا فائدہ اٹھایا ہے،

آج مسلمانوں میں اخلاق کا فقدان نظر آرہا ہے، نفرت کی آگ ہر طرف سلگ رہی ہے، بھائی بھائی کا دشمن بنا ہوا ہے، باپ بیٹے میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے، پڑوسی پڑوسی سے بیزار ہے۔ بدعملی کا حال یہ ہے کہ نہ نماز سے مطلب ہے نہ روزے سے، نہ حج سے مطلب ہے نہ زکوٰۃ سے، اگر مطلب ہے تو دولت سے، اگر مطلب ہے تو نوٹوں سے۔

کیا تاجدار کائنات نے مصائب وآلام اس لیے برداشت کیا کہ قوم مسلم حق وباطل میں امتیاز نہ کر سکے، صدیقِ اکبر نے منکرین زکوٰۃ کی دھجیاں اس لیے اڑائی تھی کہ قوم مسلم عبادت سے نا آشنا رہے، کیا فاروقِ اعظم نے باغیانِ اسلام کی گردنیں اس لیے مروڑی کہ قوم مسلم احقاقِ حق اور ابطال باطل سے بے پرواہ ہو جائے۔ کیا عثمان ذوالنورین نے مدینۃ الرسول میں خون بہانا اس لیے پسند نہ فرمایا تھا کہ کوچۂ محبوب کے وقار کو دل میں جگہ نہ دی جائے، کیا حیدر کرار نے فقر وفاقہ کو اس لیے گلے لگایا تھا کہ قوم نفس پرستی میں مبتلا ہو جائے، کیا کربلا کے میدان میں امام حسین نے اس لیے گردن کٹوائی تھی کہ قوم میں فسق وفجور سے نفرت پیدا ہو جائے۔

نہیں! اور ہرگز نہیں! ان برگزیدہ حضرات نے اس لیے قربانیاں دیں تاکہ قوم مسلم حق کو حق جانیں، باطل کو باطل سمجھے حلال کو حلال سمجھے حرام کو حرام جانے اور شمع نبوت کے ارشاد پر جان نچھاور کرتی رہے۔

محمد یعنی وہ نقش نخستیں کلک فطرت کا
کیا جس نے مکمل نسخۂ اخلاقِ انسانی
بنائے آسماں بھی جس زمیں پر ڈگمگاتی تھی
محمد تھے کہ ان کے پاؤں میں لغزش نہ آتی تھی

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ
یا حبیب اللہ آپ عظیم الشان اخلاق والے ہیں

Scanned by CamScanner

اور ہونا بھی چاہئے اس لیے کہ نورِ مجسم کے جود وعطا سے بزم ہستی نے وجود کا لباس پہنا۔ رسولِ اعظم کی نظر کرم نے زلف کائنات کے پیچ وخم کو سنوارا۔ حبیب اکرم کے پتوارِ رحمت نے دنیا کے ڈوبتے سفینے کو ساحلِ نجات سے لگایا اور اخلاقِ مصطفیٰ کے صدقہ میں کائنات کو ہمیشہ بھیک ملی ہے اور قیامِ قیامت تک عظیم الشان بھیک ملتی رہے گی۔

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

## اخلاق نبوی اور انسان

شرعی اور اخلاقی ضابطے کی پابندی کرنے والے کو انسان کہتے ہیں، حیوان کسی قاعدے کا پابند نہیں ہوتا، لہٰذا افرادِ حیوان میں اخلاق کے ہر شعبہ کا فقدان ہے باپ بیٹے کے درمیان، ماں بیٹی کے مابین، ساس بہو کے بیچ، ماموں بھانجے کے ساتھ، میاں بیوی کا سلوک، بھائی بھائی کا برتاؤ، دادا پوتے کا رشتہ، چچا بھتیجے کا میل ملاپ، عزیز عزیز کی صلہ رحمی، پڑوسیوں کا حسن سلوک، آقا اور غلام کا معاملہ، عوام وخواص کا معیار، خلوت وجلوت کا انداز، معاشرہ کی تشکیل وتحسین، تہذیب وتمدن کی اچھائی، ثقافت کا سدھار وغیرہ وغیرہ میں اخلاقِ مصطفیٰ نے نمایاں کردار ادا کیا ہے، اور انسان کو شرعی بندھن میں باندھ دیا ہے، فطری اصولوں میں جکڑ دیا ہے تاکہ عباداللہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کے شاہکار بن جائیں، دنیا جادۂ مستقیم سے ہمکنار ہو جائے اور رب تعالیٰ کی بے پایاں رحمت آغوشِ محبت میں لے لے۔

چنانچہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ نے عظمتِ اخلاق مصطفیٰ کی شاندار گواہی دی، ام المومنین عائشہ صدیقہ نے عمر بھر اخلاقِ نبوی کا گن گائیں۔ انس بن مالک نے اخلاقِ رسول سے متأثر ہو کر شاندار بیان دیا۔ ابو طفیل صحابی نے اخلاق نبی کی شہادت ببانگِ دہل دی، زید بن حارثہ نے خلقِ عظیم کی حلاوت کی اطاعت کی، معاویہ بن حکم نے مجتبیٰ کی طہارت کی صفائی دی، ذوالخویصرہ اخلاق محمدی پر جی جان سے قربان ہوئے، یہ بارگاہِ رسالت کے تلامذہ ہیں اپنے ہیں اب غیر کی سنئے، ایمان کی لازوال

دولت سے قبل بدنام زمانہ ابوسفیان نے ہرقل کے دربار میں اخلاقِ رسول کی عمدہ شہادت دی، بہر حال عکرمہ بن ابوجہل ہو یا صفوان بن امیہ، صنادید قریش ہوں یا دشمنان نبوت، صحابی ہو یا غیر صحابی اچھے سے اچھے پیرائے میں خلقِ عظیم کو سراہا ہے اور اسلام کی آغوشِ عاطفت میں شامل ہونا کونین کی کامرانی کا راز سمجھتے رہے ہیں۔

## عظیم الشان اخلاق

ہادیٔ اعظم کی عبقری شخصیت سمجھنے کے لیے منا کی وادی میں لے چل رہا ہوں، منا کے سنگلاخ میدان میں مخلص باپ مخلص بیٹے کو رضائے الٰہی کی خاطر ذبح کر رہا ہے۔ ابلیس لعین کی شیطنت حسد کی تپش سے پگھل کر سفینہ دل پر پھیل جاتی ہے اور تلملا کر روکنے کی ناپاک جدوجہد کرتا ہے، بری طرح ناکام رہتا ہے، ایک مینڈھے کو ذبیح اللہ کی جگہ فدیہ بنا دیا جاتا ہے "وَفَدَیْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ وَّ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ". "اور ہم نے ایک عظیم ذبیحہ اس کے فدیہ میں دے کر اسمٰعیل کو بچا لیا اور ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف باقی رکھی"۔ خدا کی نظرِ کرم میں یہ فدیہ عظمت والا ہے۔

میں پوچھتا ہوں کیا اس دنبہ میں عظمت اس لیے آئی کہ وہ میڈھا جنتی تھا وہ میڈھا اس لیے عظیم ہوا کہ فرشتوں کے ہاتھ لایا گیا تھا وہ میڈھا اس لیے افضل ہوا کہ اسے فدیہ بنایا گیا۔ منا کے میدان میں وہ میڈھا اس لیے عظیم الشان ہوا کہ خلیل اللہ نے قربان کیا تھا۔ حقیقت میں وہ میڈھا اس لیے عظیم الشان ہوا کہ اسے فدیہ بنایا گیا دو عالی مرتبت انبیاء کا جسمانی اعتبار سے وہ میڈھا عوض تھا اسماعیل ذبیح اللہ کا روحانی اعتبار سے فدیہ تھا محمد رسول اللہ کا ذبیح اللہ عمر میں بڑے اور رتبے میں چھوٹے تھے، محمد رسول اللہ عمر میں چھوٹے رتبے میں بڑے تھے، وہ میڈھا ایک طرف باپ کا فدیہ بن رہا تھا تو دوسری طرف بیٹے کا عوض تھا، غور کیجیے ذبیح اللہ کی شانِ عظمت نشان کے لئے قرآن کا فرمان ہے

"وَفَدَیْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ" اور حبیب اللہ کے لیے قرآن کا اعلان ہے۔

"اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ" تو مطلب یہ ہوا کہ عظیم الشان باپ کا فدیہ عظیم الشان ہے اور عظیم الشان بیٹے کا فدیہ عظیم الشان ہے۔ اخلاق عظیم الشان ہے۔

●□●

**تیسری تقریر**

# فضائل اولیاء اللہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ وَنُؤۡمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَنَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّاٰتِ اَعۡمَالِنَا مَنۡ یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ ۔
قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِیۡ کِتَابِہِ الۡعَظِیۡمِ وَخِطَابِہِ الۡقَدِیۡمِ۔اَمَّا بَعۡدُفَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطَانِ الرَّجِیۡمِ، بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
اَلَا اِنَّ اَوۡلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ
صَدَقَ اللّٰہُ مَوۡلَانَا الۡعَظِیۡمُ وَصَدَقَ رَسُوۡلُہُ النَّبِیُّ الۡکَرِیۡمُ وَنَحۡنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاھِدِیۡنَ وَالشَّاکِرِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

محمد یعنی وہ حرف نخستیں کلک فطرت کا
کیا جس نے مکمل نسخۂ اخلاق انسانی
نہ جانے حسن ہے یا عشق اتنا جانتا ہوں میں
مجھے کھینچے لئے جاتا ہے کوئی جذبہ پنہانی
کہاں کا دشتِ ایمن طور کیا برق تجلی کیا
یہ سب کچھ تھی جمال مصطفیٰ کی پرتو افشانی
نمودِ شانِ ربانی ظہور نورِ یزادانی
خدا کا دوسرا کوئی نہ کوئی آپ کا ثانی
تراشہ جس کے ناخن کا ہلالِ چرخ گردونی
غسالہ جس کے دھون کا زلال آبِ حیوانی

وہ ناطق جس کے آگے مہر بر لب بلبل سدرہ
وہ امی جس کے آگے عقل کل طفل دبستانی
ہمارے دین کی حقانیت کے دونوں شاہد ہیں
معین الدین اجمیری، محی الدین جیلانی

بادۂ توحید کے متوالو، شمع رسالت کے پروانو، غوث اعظم کے دیوانو، اولیائے امت کے جاں نثارو، شہداء ملت کے طلبگارو!

انیس الغریبین، مراد المشتاقین، شفیع المذنبین اکرم الاولین، افضل الآخرین، جان عالمین، طٰہٰ ویٰسٓ، رحمۃ للعالمین، مصباح المقربین، سراج السالکین شمس العارفین، راحت العاشقین، محبوب رب العالمین، خاتم النبیین، سید المرسلین، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کیجئے اور غلامی کا ثبوت دیتے ہوئے جھوم جھوم کر پڑھئے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّ سَلَاماً عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

محبت کے ساتھ ایک بار اور:- اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمْ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّ سَلَاماً عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

## تمہیدی کلمات

اس دنیا کا عجب حال ہے، جس طرف نظر اٹھا کر دیکھئے خوف ہی خوف کا عالم ہے اور ہر طرف ڈر ہی ڈر کا دور دورہ ہے، اونچے اونچے سر بفلک پہاڑ سینہ تانے کھڑے ہیں اور اپنی پائیداری پر نازاں ہیں مگر ہر وقت خوف و دہشت سے لرزاں ہیں اور ڈر رہے ہیں کہ کوئی سنگ تراش نہ آ رہا ہو۔

ہرے بھرے تناور درخت اپنے پھلوں اور پھولوں کی رعنائیوں کے ساتھ

Scanned by CamScanner

شاداب وشادماں ہیں مگر ان کا پتہ پتہ خوف زدہ ہے کہ کوئی کلہاڑی والا نہ آرہا ہو۔ زمین پر لہلہاتی ہوئی گھاس لرزہ براندام ہے کہ کہیں چارپیروالا نہ آرہا ہو، اور چارپیروالا اس خوف سے بھاگا پھر رہا ہے کہ کہیں بِسْمِ اللّٰہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ والا نہ آرہا ہو۔ آفتاب عالم تاب پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا ہے مگر اس خوف سے زرد ہو رہا ہے کہ کہیں گہن نہ لگ جائے، ستارے ضرور مسکرار ہے ہیں مگر اس خوف سے کانپ رہے ہیں کہ کہیں صبح کی سپیدی نمودار نہ ہو جائے۔

اسی طرح کمزور طاقت ور سے ڈر رہا ہے، مزدور سرمایہ دار سے خوف کھا رہا ہے، سرمایہ دار انکم ٹیکس آفیسر سے کانپ رہا ہے، مجرم پولیس سے تھرا رہا ہے، اور پولیس والے اپنے اوپر والے سے ڈر رہے ہیں۔

الغرض اس دنیا میں جمادات ہوں یا نباتات، حیوانات ہوں یا فضائی کائنات، عالم اعلیٰ ہو یا عالم اسفل زمین سے آسمان تک خوف ہی خوف کا راج ہے، ڈر ہی ڈر کا دور دورہ ہے۔

مگر اس خوف وہراس سے بھری ہوئی دنیا میں اسی آسمان کے نیچے، اسی زمین کے اوپر خدا کی ایک ایسی مخلوق بھی آباد ہے جس کو کسی چیز کا خوف نہیں ہے، کسی چیز کا ڈر نہیں ہے، وہ ہر جگہ بے خوف ہے ہر حال میں بے غم ہے، انہیں صرف خدا کا خوف ہے اور ساری خدائی ان سے خوف زدہ ہے۔ آپ کہیں گے کہ ساری خدائی سے نڈر اور صرف خدا سے ڈرنے والے لوگ کون ہیں، ان کا نام کیا ہے تو سنئے ان کا نام ہے اولیاء اللہ یہ خدا کے نیک بندے ہوتے ہیں۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ

بیشک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم

خدا سے ڈرنے والا کسی سے نہیں ڈرا کرتا ہے، اس لیے کہ دو خوف جمع نہیں ہو سکتے یا تو خدا کا خوف ہوگا یا مخلوق کا خوف ہوگا، اور میں دیکھتا ہوں کہ خدا سے نہ ڈرنے والا دنیا کی ہر چھوٹی بڑی طاقت سے ڈرا کرتا ہے، معلوم ہوا کہ خدا سے ڈرنا خود سب سے بڑی طاقت ہے اللہ کے ولیوں کو کسی چیز کا غم بھی نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ

نعمت نہ ملنے سے انسان غمگین ہوتا ہے اور خدا کا دیدار سب سے بڑی نعمت ہے اور اولیاء اللہ فنافی اللہ ہو کر اس نعمت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ جس کی نظیر نہ مل سکتی ہے نہ حاصل کی جاسکتی ہے۔ پھر غمگین ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

رسائی اہل دل کی ہے جہاں تک
خرد والے نہ پہنچیں گے وہاں تک

اَلَا اِنَّ اَوۡلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَاھُمۡ یَحۡزَنُوۡن

بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم

آئندہ ہونے والے خطرہ کو خوف کہتے ہیں اور گزشتہ نقصان کے رنج کو غم کہا جاتا ہے تو مفہوم یہ نکلا کہ اولیاء اللہ کو آئندہ کا خوف ہے نہ گزشتہ کا غم، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اولیاء اللہ کو خوف ہوتا ہے اور بہت ہوتا ہے اور ہونا بھی چاہئے اس لیے کہ خوف ایمان میں داخل ہے۔

اولیاء اللہ کو اور کسی کا خوف ہو نہ ہو خدا کا خوف ہوتا ہے۔ پھر اَلَا اِنَّ اَوۡلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ کا کیا مطلب ہوگا جس میں خوف کی نفی کی گئی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خوف دو طرح کا ہوتا ہے۔ مفید خوف، مضر خوف اور آیتِ کریمہ میں نقصان دہ خوف کی نفی ہے مفید خوف کی نہیں اس لیے کہ خدا کا خوف مضر نہیں ہوتا مفید ہوا کرتا ہے۔

علم نفسیات کے اعتبار سے خوف اسے ہوتا ہے جو کمزور ہوتا ہے طاقت والے کو خوف نہیں ہوتا، حدیثِ قدسی اولیاء اللہ کے طاقتور ہونے کی تصریح کر رہی ہے کہ جو بندہ خدا والا ہو گیا خدا اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے خدا اس کا پیر ہو جاتا ہے۔ خدا اس کا کان ہو جاتا ہے۔ خدا اس کی آنکھ ہو جاتا ہے۔ خدا اس کی زبان ہو جاتا ہے، مطلب یہ ہوا کہ ہاتھ ولی کا ہوگا کام خدا کا ہوگا۔ پیر ولی کا ہوگا چلنا خدا کا ہوگا۔ کان ولی کا ہوگا سننا خدا کا ہوگا۔ زبان ولی کی ہوگی بات خدا کی ہوگی ان کی دعا رد نہیں کی جاتی ہے قبول کی جاتی ہے۔

ولی اللہ بے شک مظہر شانِ الٰہی ہیں
جو ان کے منھ سے نکلے عین فرمانِ الٰہی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمْ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بَارِكْ وَسَلِّمْ صَلٰوةً وَّ سَلاماً عَلَيْكَ يا رَسُوْلَ اللّٰه۔

## ایک تمثیل

آپ نے دیکھا ہوگا بجلی کے کھمبوں پر ایک لال تختی لگی ہوتی ہے اور سفیدی سے لکھا ہوتا ہے، ''ہوشیار سا و دھان خطرہ ہے۔''یعنی اے راستہ چلنے والو! اے لوگو! بجلی کے کرنٹ سے اندھیرے گھر کو روشن رکھنا مگر اس سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا۔ یہ عام کھمبوں کی طرح نہیں ہے اس کے اوپر بجلی کا تار ہے اور اس تار میں بجلی کا کرنٹ ہے، اس سے ٹکرانے کی کوشش کروگے ہلاک ہو جاؤ گے۔

بلا تمثیل رب ذوالجلال نے اپنے مخصوص بندے اولیا کا تعارف حرف تنبیہ ''اَلَا'' اور حرف تاکید ''اِنَّ'' لاکر اشارہ فرمادیا کہ میرے اولیاء سے دل کے اندھیر گھر کو روشن رکھنا اور ان کے فیض باطنی سے مستفیض اور مستنیر ہونا مگر ان سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرنا اس لیے کہ یہ عام لوگوں کی طرح نہیں ہیں ان میں مدینہ کے ہائی پاور ہاؤس کا ایمانی کرنٹ رواں دواں ہے ان سے الجھنے کی کوشش کروگے ہلاک ہو جاؤ گے۔ بجلی کے کھمبوں سے ٹکرانے میں جسم وجان کا خطرہ ہے اور اولیاء اللہ سے ٹکرانے میں اذعان وایمان کا خطرہ ہے۔

"اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْن"

بیشک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم۔

## حضرت جنید بغدادی کی کرامت

کرامت ولایت کا معیار نہیں ہے اس کے باجود بعض اولیاء کرام سے کرامات صادر ہوئی ہیں۔ ہوا ہو یا مٹی، آگ ہو یا پانی سب کچھ ان کے زیر نگیں ہے اور اللہ کی عطا کردہ طاقت سے اولیاء اللہ ہر چیز پر حکومت کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ دریاء دجلہ پر مصلیٰ بچھاتے تھے اور آپ اس پر تشریف فرما ہو جاتے، اور وہ مصلیٰ تیرتا ہوا آپ کو کنارے پر پہونچا دیتا تھا، ایک بار نہیں بار بار ایسا ہوتا رہا ہے بلکہ کبھی کبھی تو آپ کافی دیر مصلیٰ پر دریا کے درمیان کھڑے رہتے تھے۔ معلوم ہوا کہ اولیاء کی حکومت پانی پر بھی ہوا کرتی ہے، ایک دن دور سے ایک آدمی نے دیکھا اور سمجھا کہ کوئی ملاح کشتی لیے جا رہا ہے اسے بھی دریا پار کرنا تھا قریب آکر آواز دیتا ہے، اے ملاح مجھے بھی اس پار جانا ہے۔ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا جلدی آجاؤ ہم دنیا میں اسی لیے بھیجے گئے ہیں تاکہ گنہگاروں کو ساحلِ نجات سے ہمکنار کر دیں۔ اس نے قریب آکر دیکھا اور شرمندہ ہو گیا عرض کرتا ہے۔ حضور میں نے سمجھا تھا کوئی ملاح ہو گا مجھ سے غلطی ہوئی آپ کے ہونے کا گمان بھی نہیں تھا۔ حضرت جنید نے چہرے پر نظر ڈالی اور پہچان گئے کہ یہ شرمسار ہو گیا فرمایا تجھے دریا پار کرنے سے مطلب سے کشتی اور ملاح سے کیا واسطہ، اس نے عرض کیا حضور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فرمایا میرے مصلے پر کھڑے ہو جاؤ اور یا جنید یا جنید کہتے چلو چونکہ ولی اللہ کا حکم تھا مان گیا اور مصلے پر کھڑا ہو گیا، دل کانپ رہا تھا اور ڈوبنے کے خوف سے بدن تھرا رہا تھا، آپ نے فرمایا ڈرومت اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیدو، اس طرح مصلیٰ پانی پر تیر رہا ہے اور دونوں کو تیرا رہا ہے، وہ شخص یا جنید یا جنید کا ورد کر رہا ہے، مصلیٰ جب دریا کے بیچ پہونچتا ہے وہ اپنا ورد بدل دیتا ہے۔ یا جنید یا جنید کہنے کے بجائے یا اللہ یا اللہ کہنے لگتا ہے جوں ہی اس نے یا جنید یا جنید کا وسیلہ چھوڑا ڈوبنے لگا، حضرت جنید نے پکڑا باہر نکالا اور فرمایا تم نالائق ہو ابھی تم جنید ہی تک نہیں پہنچ پائے ہو خدا تک کیسے پہنچ سکتے ہو، خبردار! اب ورد بدلنے کی کوشش نہ کرنا ورنہ انجام بدل سکتا ہے۔ اس طرح پھر اس نے یا جنید یا جنید کہنا شروع کیا اور ساحلِ نجات تک خیر و عافیت کے ساتھ پہونچ گیا۔

کیا سمجھے آپ؟ اللہ کے ولی جنید تابعی نہیں تھے۔ صحابی نہیں تھے، نبی نہیں تھے، ولی تھے، لیکن ان کی کرامت تو دیکھئے پانی کا سینہ چاک کر کے دریا کی روانی سے اپنی حکومت کا لوہا منوا کر موجوں کی طغیانی سے بچ کر خود بھی ساحل سے لگتے ہیں اور جوان کا دامن تھام لیتا ہے اسے بھی گھاٹ پار اتار دیتے ہیں، جب ولی کا یہ عالم ہے تو نبی کا عالم

کیا ہوگا۔ ہے کوئی جوان کی ولایت کی عظمت کا اندازہ لگا سکے۔ نہیں اور ہرگز نہیں! تو نبی کی نبوت کی عظمت کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ دوسری بات عین درمیان دریا میں وہ کیوں ڈوبنے لگا تھا محض اس لیے کہ اس نے ولی اللہ کا وسیلہ ترک کیا تھا لہٰذا جو نبی کا وسیلہ ترک کرے گا اس کا عالم کیا ہوگا۔ وہ بدرجہ اولی سب سے پہلے ہلاک ہوگا۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ بہت ضروری ہے جب وسیلہ کے بغیر دنیاوی دریا میں کوئی ساحل تک نہیں پہونچ سکتا تو وسیلہ کے بغیر ایمانی کشتی بھی ساحل نجات سے نہیں لگ سکتی ہے۔

تمنا درد دل کی ہے تو کر خدمت کر فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں سے

## علماء کرام اور اولیاء عظام

آسمان کی زینت چاند اور تاروں سے ہے تو زمین کی زینت اولیاء اللہ سے ہے، ظاہری نور چاند وسورج سے ملتا ہے اور باطنی نور اولیاء اللہ سے ملتا ہے، کشتی بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی ہے اسی طرح حیات کی کشتی اولیاء اللہ کے بغیر منزلِ مقصود تک نہیں پہونچ سکتی ہے۔ جس طرح جسم کے درمیان رگوں سے رشتہ قائم ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے ذریعہ نبی اور امت کے درمیان ایمانی رشتہ قائم ہے، اولیاء اللہ رسول کے زندہ معجزہ ہوا کرتے ہیں اس لیے کہ اولیاء اللہ کے کمال سے رسول کے کمال کا پتہ چلتا ہے۔ عام لوگ دنیا میں آتے ہیں اور انبیاء اولیا دنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ آنے اور بھیجے جانے میں فرق ہے اس لیے کہ آنا اپنی ذمہ داری پر ہوتا ہے اور بھیجنا بھیجنے والے کی ذمہ داری پر ہوتا ہے۔ ظاہری عضو کو پاک کرانا علماء کا کام ہے اور دل کا پاک کرانا اولیاء کا کام ہے۔ سر کا جھکا دینا علماء کا کام ہے اور دل کا کعبہ میں جھکا دینا اولیاء اللہ کا کام ہے علماء پڑھاتے ہیں اولیاء پلاتے ہیں، ایمان کی لازوال دولت علماء سے ملتی ہے اور ایمان کی حفاظت اولیاء اللہ سے ہوتی ہے۔ شریعت کے حامل کو علماء کہتے ہیں اور طریقت کے حامل کو اولیاء کہتے ہیں۔ علماء کے دربار میں زبان سنبھال کر رکھنا چاہئے اور اولیاء کی بارگاہ میں دل سنبھال کر رکھنا چاہئے، اس لیے کہ اولیاء دل کے خطرات سے واقف

Scanned by CamScanner

ہوتے ہیں۔علماء کا درس ایک مدت میں حاصل ہوتا ہے اور اولیاء کی ایک نگاہِ کرم سے منٹوں میں دل کی دنیا بدل جایا کرتی ہے، علماء سناتے ہیں اولیاء کر کے دکھاتے ہیں۔ جہاں شریعت ختم ہوتی ہے وہیں سے طریقت شروع ہوتی ہے۔

سچا عالم وہ ہے جو فرمانِ الٰہی اور فیضانِ الٰہی دونوں کا جامع ہو، جاہل کے مقابلہ میں شیطان عالم کو زیادہ ورغلاتا ہے، شیطان جانتا ہے کہ ایک عالم کے بگڑنے سے سارا عالم بگڑ سکتا ہے۔کسی مذہب میں عالم کا ہونا حقانیت کی دلیل نہیں ہے مگر ولی کا ہونا حق ہونے کی دلیل ہے۔اس لیے کہ عالم رسول کی سناتا ہے اور ولی رسول کو دکھاتا ہے، میدانِ محشر میں سبھوں کو خوف ہوگا اور اولیاء اللہ بے خوف ہوں گے اس لیے کہ اور لوگ حساب دینے جائیں گے اور اولیا حساب لینے جائیں گے۔

سراج الاولیاء علامہ جلال الدین رومی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوحِ محفوظ اولیاء اللہ کی نگاہوں میں ہے اس لیے کہ یہ حضرات گناہوں سے محفوظ ہیں۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَاهُمْ یَحْزَنُوْن

بیشک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم۔

مسلمانو! اللہ سے خوف کرو اس لیے کہ خوفِ الٰہی کا نتیجہ رضائے الٰہی ہے اور رضائے الٰہی کا نتیجہ دیدار الٰہی ہے۔جس مبارک بندے کو دیدار الٰہی نصیب ہوگیا اس کے نزدیک جنت ایسی ہے جیسے مشک وعنبر کے سامنے مٹی کا تودہ۔عاشقانِ مصطفیٰ دیدار الٰہی کی ایک جھلک پر آٹھوں جنت کو قربان کر دیا کرتے ہیں۔

## غوث اعظم کی نگاہِ ولایت

غوث الثقلین سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار سے گذر رہے ہیں جسم پاک پر قیمتی قبا ہے ایک چور اس قبا کو دیکھ لیتا ہے اور آپ کے پیچھے

ہو لیتا ہے تا کہ کسی طرح وہ قباء چرا سکے۔

غوثِ اعظم اپنے حجرۂ ولایت میں داخل ہوتے ہیں اور کسی طرح چور بھی اندر داخل ہوجاتا ہے۔ غوثِ اعظم نے قباء اتار کر رکھا اور عبادتِ الٰہی میں مصروف ہوگئے ہیں۔ چور کو موقع ملتا ہے، چپکے سے اٹھا قباء بغل میں دبا کر دروازے پر پہونچ جاتا ہے، دروازہ بند پاتا ہے، اندھیری کوٹھری ہے، چور دیواروں پر ہاتھ مار مار کر دروازہ تلاش کررہا ہے۔ مگر دروازہ نہیں مل پارہا ہے۔ ملتا کیسے غوثِ پاک کا پاک در اور گھر تھا ادھر وہ چور دروازہ تلاش کررہا تھا اور غوثِ اعظم اس کے لیے ولایت کا دروازہ کھول رہے تھے۔ آپ نماز سے فارغ ہوتے ہیں اور دروازے پر دستک کی آواز آتی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں کون ہے۔ جواب ملتا ہے۔ انا بلیا من ملکان۔ یہ سیدنا حضرت خضر کا اسم گرامی ہے۔ یعنی میں خضر ہوں، دروازہ کھول دیا گیا۔ اندر تشریف لے آتے ہیں۔ خضر نے فرمایا فلاں علاقہ کا ابدال وصال کرگیا ہے۔ اس علاقہ کے لئے ابدال لینے آیا ہوں۔ چور اندر چھپا بیٹھا ہوا ہے اور خوف ودہشت سے بے حال ہورہا ہے۔ اسے یقین ہوگیا ہے کہ اب پکڑا جاؤں گا، جکڑا جاؤں گا۔ لیکن چور نہ پکڑا جاتا ہے نہ جکڑا جاتا ہے۔ اس لیے کہ مستند ولی کی بارگاہِ عالی پناہ میں ہے جس کی شان ہے:-

"اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَھُمْ یَحْزَنُوْن۔"

اولیاء اللہ خود بے خوف ہوتے ہیں اور جو ان کی بارگاہ میں پناہ گزیں ہوگیا نسبت کے باعث وہ بھی بے خوف اور بے غم ہوجایا کرتا ہے۔

غوثِ اعظم نے فرمایا صبح کسی کو مقرر کردیا جائے گا۔ حضرت خضر نے جواب دیا صبح تک اگر وہ علاقہ ہلاک ہوگیا تو ذمہ دار کون ہوگا۔ غوثیت مآب کے بحر بیکراں میں رحم وکرم کی موج اٹھتی ہے اور فرماتے ہیں اچھا جایئے گوشہ میں ایک ابدال موجود ہے انہیں لے جایئے۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں<br>
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

سیدنا خضر کونے میں تشریف لاکر مخاطب ہوتے ہیں۔ ''اے ابدال ہمارے ساتھ

چل'' چور بول پڑتا ہے میں ابدال نہیں ہوں چور ہوں۔ حضرت خضر جواب دیتے ہیں ٹھیک ہے ابھی تک آپ چور تھے، ڈاکو تھے، غوث کی نگاہِ کرم سے اب ابدال ہو گئے۔

اولیاء اللہ کی جناب میں دیر ہی کیا لگتی ہے، نگاہ اٹھتی ہے دل کی دنیا بدل جاتی ہے۔ فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا۔

معلوم ہوا کہ نگاہِ کرم سے ہونے والے ولی کے لیے متقی ہونا بھی شرط نہیں ہے۔ اس لیے کہ ولایت کبھی تقویٰ سے ملتی ہے اور کبھی ولایت کے بعد تقویٰ آتا ہے۔

سامعین کرام! غوثِ اعظم کی نگاہ نے منٹوں میں چور کو ولی بنا دیا تو رسولِ اعظم کی نظرِ کرم کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہانِ زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے مختار کا عالم کیا ہوگا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یا حَبِیْبَ اللّٰہ

## حضرت بشر حافی کی کرامت

حضرت بشر حافی علیہ الرحمہ والرضوان اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ جب آپ راتوں میں قیام اللیل کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو تھک کر گر جاتے تھے اور پاؤں پر ورم آجاتا تھا۔ اس کے باوجود عبادتِ الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔ آپ کی توبہ عجیب وغریب ماجرا پیش کرتی ہے۔ تائب ہونے سے قبل بشر حافی شراب کا کاروبار کر رہے تھے۔ مختلف شہروں میں مختلف کارخانے چل رہے تھے، جہاں شراب کشید کی جاتی تھی۔ شرابی کاروبار سے آپ نے لاکھوں روپے کمائے تھے اور شراب نوشی کے باعث خوفِ خدا ان کے دل سے بالکل نکل چکا تھا لیکن فضلِ الٰہی تو دیکھئے۔

رحمت حق بہانہ می جوید
رحمت حق بہا نمی جوید

جب خالقِ عالم کسی کو نوازنا چاہتا ہے تو شرابی کو ولی بنا دیتا ہے ایک دن آپ

Scanned by CamScanner

شراب خانہ جارہے تھے راستہ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا ملا اس پر لکھا ہوا تھا۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ادب واحترام سے اس ٹکرے کو اٹھالیا، دل میں خیال آتا ہے میں اس شان وشوکت سے رہوں اور ربِّ قدیر کا پاک نام قدموں کے نیچے ہو اس ٹکڑے کو گھر لے آئے عطر میں بسایا خوشبو لگایا اور بوسہ دے کر بلند مقام پر رکھ دیا، مؤدبانہ انداز میں سامنے کھڑے ہو گئے اور عرض کیا اے میرے پروردگار کے مقدس نام تیرا مقام وہ نہیں تھا یہ ہے۔ بشر حافی اپنے گھر میں الحاح وزاری کررہے ہیں اور خدا کی رحمت عرش بریں پر مچل رہی ہے۔ اللہ جل جلالہٗ کو یہ بات پسند آگئی اور فرشتوں سے فرمایا بشر نے میرے نام کو بلند کیا ہے، ہم بشر کا نام بلند کریں گے، میرے نام کو بوسہ دیا ہے، ہم شراب نہ پینے دیں گے، میرے نام کو عطر میں بسایا ہے ہم اس کو رحمت کے عطر میں بسائیں گے۔ بشر ابھی تک شیطان کا تھا اب رحمٰن کا ہو گیا۔

آپ شراب خانہ تشریف لے جاتے ہیں ابھی جوتا اتار کر بیٹھے ہی تھے کہ کسی نے دروازے پر دستک دی۔ بشر نے نوکروں سے کہا کہہ دو یہ ملاقات کا وقت نہیں ہے پھر کسی وقت آنا۔ آنے والے نے کہا بشر سے کہہ دو میں اللہ کا قاصد ہوں اور اللہ کا پیغام سلام لے کر آیا ہوں۔ کان میں آواز پہونچی اور دل کی دنیا بدل گئی۔ سوچنے لگے مولا میں تیری رحمت کے قربان تمام عمر تو نافرمانی میں گذری صرف بسم اللہ کو بلند مقام پر رکھا ہے تو خدا کا پیغام سلام آگیا۔ کاش پوری عمر اور عمر کا لمحہ لمحہ یادِ الٰہی میں گذرتا تو اس کے فضل وکرم کا عالم کیا ہوتا۔

یہ سوچا اور ننگے پیر دروازے کی طرف دوڑ گئے، دروازہ کھولا تو ششدر وحیران رہ گئے اس لیے کہ اللہ کا فرستادہ قاصد اسی علاقہ کا ایک قطب تھا۔ قطب ربانی نے بڑھ کر سینے سے لگالیا اور پیغام تہنیت سنانے لگے۔ بشر نے تمام شراب خانوں کو آگ لگادی اور سچے دل سے توبة النصوح کرلی۔

ظاہر ہے کہ جس کو شرابِ معرفت کا جام مل چکا ہو دنیا اس کی نگاہ میں حقیر سے حقیر تر دکھائی دینے لگتی ہے۔

سچے دل سے توبہ کرنے والا ولیوں کا تاجدار بنا دیا گیا اس کے بعد بشر نے

ساری زندگی جوتا نہیں پہنا، ننگے پاؤں رہتے تھے اور حافی عربی لفظ ہے جس کا ترجمہ ہے ننگا پیر والا اسی لیے آپ کو حافی سے یاد کیا جاتا ہے۔ کسی نے حضرت بشر حافی سے پوچھا۔ آپ ننگے پیر کیوں رہتے ہیں آپ نے جواب دیا جب میرے پروردگار کا پیغام سلام آیا تھا تو میں ننگے پاؤں بیٹھا تھا شاید میرے خدا کو میری وہی ادا پسند آ گئی ہو۔

کچھ دنوں بعد ایک دوسرے نے پوچھا حضور آپ جوتا کیوں نہیں پہنتے اللہ کا ولی جواب دیتا ہے زمین خدا کا فرش ہے اور فرش الٰہی پر جوتا چپل پہن کر چلنا بے ادبی سمجھتا ہوں۔ اللہ کو بشر حافی کی یہ دوسری ادا پسند آ گئی اور اس علاقہ کے جانوروں کو حکم دے دیا کہ راستہ پر لید اور پیشاب نہ کرے کہیں میرے بشر کا پیر ناپاک نہ ہو جائے۔

آئینہ ہوتا ہے اہلِ دل کا دل
کشف ہو تجھ پر کسی کامل سے مل
ولی اللہ میں شانِ جلال اللہ ہوتی ہے
مگر بدمذہبوں کی عقل کب آگاہ ہوتی ہے

## سلاسل اربعہ کی شان

اولیائے طریقت سب کے سب مقبول بارگاہ ہوتے ہیں، مگر جماعتیں مختلف ہوتی ہیں، نام الگ الگ ہوتے ہیں لیکن کام سبھوں کا ایک ہوتا ہے سلاسل اربعہ قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وغیرہ آپ انہیں اس طرح سمجھئے کہ تمام دریا سمندر کے پانی سے بنتے ہیں اور مختلف گذرگاہوں سے ہو کر پھر سمندر ہی میں ختم ہو جاتے ہیں۔

مثلاً جمنا سے گذرنے والا پانی جمنا کہلاتا ہے۔ گنگا سے گذرنے والا پانی گنگا کہلاتا ہے، دریائے نیل سے گذرنے والا پانی دریائے نیل کہلاتا ہے لیکن یہ سب کے سب دریا سمندر ہی میں ملتے ہیں۔ پتہ چلا کہ سب کا مبتدا اور منتہا ایک ہے صرف گذرگاہ کے اعتبار سے نام کا فرق کر دیا گیا ہے بلاتمثیل ولایت کے تمام دریا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں جاری ہوئے اور سب رسول ہی تک پہونچتے ہیں۔ ایک بات اور سمجھئے کہ دریا بہتا ہے تو کھیت سیراب ہوتا ہے، باغ کی سینچائی ہوتی

Scanned by CamScanner

ہے۔ ہریالی آتی ہے قحط دور ہوتا ہے۔ مگر نبوت کے دریا سے روح سیراب ہوتی ہے دل کی سینچائی ہوتی ہے عمل و کردار کی پاکیزگی ملتی ہے۔ ایمان کا قحط دور ہوتا ہے۔

جو دریا غوثِ اعظم کے سینۂ بے کینہ سے ہوکر گذرا ہے اسے قادری کہتے ہیں، جو دریا خواجہ اجمیری کے مقدس سینہ سے ہوتا ہوا گذرا ہے اسے چشتی کہتے ہیں، جو دریا خواجہ بہاء الدین نقشبندی کے سینۂ ولایت سے ہوکر گذرا ہے اسے نقشبندی کہتے ہیں۔ جو دریا خواجہ شہاب الدین سہروردی کے پاک سینہ سے ہوکر گذرا ہے اسے سہروردی کہتے ہیں۔

اسی طرح ولایت کا یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا دریا میں بہنے والے کو پانی کہا جاتا ہے اور پانی کی گذرگاہ کو دریا کہا جاتا ہے۔

اسی طرح نبوت کا فیضان طریقت کہلاتا ہے اور طریقت جہاں سے گذرتی ہے وہ سلسلہ کہلاتا ہے۔

چونکہ شان نبوت شانِ ولایت سے ظاہر ہوتی ہے اور اولیاءِ کاملین فیضانِ الٰہی کے حامل ہوتے ہیں اس لیے ان حضرات کو پاکیزہ ہونا بھی چاہئے اگر یقین نہ ہو تو بغداد مقدس جاکر سیدنا غوثِ پاک کا فیضان دیکھ آیئے، اجمیر شریف جاکر خواجہ اجمیری کی بارگاہ دیکھ آیئے، دہلی جاکر نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کا دربار دیکھ آیئے۔

بہرائچ شریف جاکر مسعود غازی کا جلوہ دیکھ آیئے۔ کچھوچھہ جاکر تارک السلطنت مخدوم سمنان کی پاک جالی دیکھ آیئے، بریلی شریف جاکر اعلیٰ حضرت کا روضہ دیکھ آیئے، کلیر جاکر صابر پیا کا مزار دیکھ آیئے مارہرہ مطہرہ جاکر مشائخِ عظام کا در اور گھر دیکھ آیئے، مفتیِ اعظم ہند کا روضہ دیکھ آیئے۔

یہ اللہ کے برگزیدہ بندے بظاہر نگاہوں سے اوجھل ہیں لیکن ان کا فیضان اس قدر رواں دواں ہے جسے صرف بصیرت کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے اور بصیرت والے بصارت سے بھی دیکھ لیا کرتے ہیں۔

بنائے کعبہ پڑتی ہے جہاں ہم خشت خم رکھدیں
جہاں ساغر پٹک دیں چشمۂ زم زم ابلتا ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْن

یقیناً اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے نہ کوئی غم

## غوث اعظم کے لئے بشارت

حدیث رسول کی روشنی میں ولایت کا مقام سمجھا رہا ہوں آپ سمجھنے کی کوشش کیجئے۔ سرور کونین سلطانِ دارین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اِتَّقُوْا فَرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ

مومن کی فراست سے ڈرو اس لیے کہ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

رسول محترم نے لفظ فراست فرمایا ہے جس کا معنی ہے ظاہری نظر سے باطن کو دیکھنا دوسرے لفظوں میں یوں کہیے سر کی آنکھوں سے چھپی ہوئی چیزوں کا دیکھنا۔ آپ کہیں گے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آنکھ سر کی ہو اور دیکھے باطن کو، ہاں ہاں ہوتا ہے لیکن یہ بات دھیان میں رکھئے کہ ایسی نظر سب کی نہیں ہوتی، دل والے کی ہوتی ہے، نظر والے کی ہوتی ہے انبیاء کی ہوتی ہے اور نبیوں کے طفیل اولیاء اللہ کی ہوتی ہے، آیئے میں آپ کو مشاہدہ کی دنیا میں لے چلوں اور بتا دوں کہ مقام ولایت کتنا بلند و بالا ہوا کرتا ہے اور اولیاء اللہ کتنے عظیم ہوتے ہیں۔ تاج العارفین محمد کا کیس رحمۃ اللہ علیہ عراق کے امیر الاولیا ہیں غوثِ پاک سے قبل آپ کا زمانہ گذرا ہے، ستر بادشاہ آپ کے مرید تھے اور آپ کے جھنڈے کے نیچے مؤدبانہ انداز میں چلا کرتے تھے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ غوثِ اعظم بغداد شریف کے دار العلوم نظامیہ میں زیر تعلیم تھے حضرت محمد کا کیس اکثر وعظ فرمایا کرتے تھے اور علم وحکمت کے گوہر لٹایا کرتے تھے، ایک دن بڑے پیر بھی تقریر سننے کے لیے تشریف لے گئے، جوں ہی غوثِ پاک مجلس وعظ میں بیٹھے کہ محمد کا کیس امیر الاولیاء نے حکم فرمایا کہ اس لڑکے کو مجلس سے باہر کردو۔ غوثِ پاک باہر کردیئے گئے، مگر غوثِ اعظم رنجیدہ نہیں ہوئے اور دوبارہ مجلس میں آگئے۔ دوبارہ حکم

Scanned by CamScanner

ہوا پھر نکال دیئے گئے، سبھوں کی نگاہیں غوثِ اعظم کو دیکھ رہی تھیں، تیسری بار پھر نکال دیئے گئے اور پھر آ گئے حضرت کا کیس نے فرمایا لوگو اس لڑکے کو میرے پاس لے آؤ لوگ لے گئے حضرت محمد کا کیس نے کھڑے ہو کر غوثِ اعظم کی پیشانی ولایت کو چوم لیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا لوگو اس ہونہار لڑکے کو تم لوگ حیرت سے دیکھ رہے ہو کہ یہ مجلس سے نکالا جاتا ہے پھر آ جاتا ہے، نکالا جاتا ہے پھر آ جاتا ہے۔ میں نے اس لیے نہیں باہر کروایا کہ اسے ذلیل کروں اس لیے نہیں نکلوایا کہ اپنی تقریر سے محروم رکھوں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ تم لوگ اسے اچھی طرح پہچان لو، بغداد والو تم لوگ اس ولی ابن ولی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاؤ، یہی وہ شہزادہ ہے جو میرے بعد قطب الاقطاب ہوں گے یہی غوثِ اعظم ہیں۔ مجمع سے توحید و رسالت کے نعرے بلند ہونے لگے۔ اور ہر ایک کا دل فرحت و نشاط کے بحر ذخار میں ڈوب گیا، پھر سیدنا کا کیس نے خلوص و محبت سے اپنا عصا، تسبیح، مصلیٰ وغیرہ عطا فرمائے اور کہا بیٹا عبد القادر میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ تم وعظ و تقریر کر رہے ہو اور زمانہ کے تمام اولیا تمہارے سامنے سر جھکائے ادب سے کھڑے ہیں۔

یہی ہے مرد مومن کی فراست جس کا ذکر فرمایا ہے رسول کائنات نے:- اِتَّقُوا فَرَاسَةَ الْمُوْمِنِ فَإِنَّهُ يَنظُرُ بِنُوْرِ اللهِ

مومن کی فراست سے ڈرو اس لیے کہ مومن نورِ الٰہی سے دیکھا کرتا ہے۔

مجمع میں نہ جانے کتنے لوگ تھے لیکن کسی کی نظر نہ دیکھ سکی کہ ہمارے درمیان ایک غوث بھی ہے۔ اگر دیکھتی ہے تو فراست کی نظر دیکھتی ہے۔ اور غوثِ اعظم کو منتخب کر لیتی ہے اور یہ نظر اس وقت پیدا ہوگی جب مخلص مومن فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ہو جائے۔

اگر آپ فراست والے ہیں پوچھنے کی تاب و طاقت ہے تو حضرت محمد کا کیس رضی اللہ عنہ سے پوچھئے اے اللہ کے مقدس ولی آپ کو غوث پاک کی پہچان کرانا تھا تو کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرتے یہ آپ نے کیا کیا کہ ہونے والے غوثِ اعظم کو مجلس سے نکلواتے رہے اور غوث بار بار آتے رہے تو جواب ملے گا کہ جب میں یہ کام انجام دے رہا تھا اس وقت دو کام ہو رہے تھے، غوث کی پہچان ہو رہی تھی اور صبر و تحمل کا امتحان

ہو رہا تھا کہ ہونے والے غوث میں صبر کتنا ہے تحمل کا معیار کتنا بلند ہے۔

معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ صبر و تحمل کی آخری منزل پر فائز المرام ہوا کرتے ہیں، اور ساتھ ہی محمد کا کیس ایک بشارۃ عظمیٰ بھی دیتے ہیں۔ بیٹا عبدالقادر ہر مرغ بولے گا اور چپ ہو جائے گا مگر تمہارا مرغِ ولایت قیامت تک بولتا رہے گا۔

مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

## حضرت بہاؤ الحق زکریا ملتانی کی کرامت

حضرت بہاؤ الحق زکریا ملتانی اللہ کے زندہ ولیوں میں ہیں۔

ایک لاولد عورت آپ کی خدمت میں آکر عرض کرتی ہے۔ حضور! دعا فرمائیں تا ہنوز لاولد ہوں۔ اللہ کا عطا کردہ سب کچھ ہے صرف اولاد کے بغیر گھر کا ماحول بے نور ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کی دعا سے صاحبِ اولاد ہو جاؤں گی۔

حضرت زکریا نے تھوڑی دیر کے لئے آنکھوں کو بند کیا اور لوح محفوظ کا مطالعہ کر لیا۔

الٹے ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیدار کے لیے

سر اٹھایا اور فرمایا تیری قسمت میں کوئی اولاد نہیں ہے۔ عورت مایوس ہو کر گھر کو لوٹ رہی تھی راستہ میں آپ کا پوتا شاہ رکن عالم بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے بچپن کا زمانہ تھا مگر دل عشق الٰہی سے معمور تھا عورت کو روتے دیکھ کر فرمایا کیوں روتی ہو؟ عورت نے کہا لاولد ہوں تمہارے دادا کے پاس گئی تھی تاکہ اولاد کے لئے دعا کرا سکوں۔ لیکن تیرے دادا جان نے فرمایا تیری قسمت میں اولاد نہیں ہے لہٰذا مایوس ہو کر روتی ہوئی جا رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا تجھے مانگنے کا ڈھنگ نہیں آیا جواب میں

سکھاتا ہوں، مگر دادا جان سے میرا نام مت بتانا۔

اے مایوس عورت جا کر دادا جان سے کہو حضور اگر قسمت میں اولاد لکھی ہوتی تو آپ کی خدمت میں کیوں آتی امید کی دنیا میں ایک کرن سی محسوس ہوئی اور واپس آکر وہی جواب عرض کیا جسے شہزادہ نے بتایا تھا۔ حضرت بہاؤ الحق زکریا نے مسکرا کر فرمایا عمر چھوٹی ہے باتیں اونچی کرتا ہے، اللہ کا ولی جذب کے عالم میں آتا ہے اور زبان گویا ہوتی ہے جا میں نے تجھے ایک بیٹا دیا، دو دیئے، تین دیئے، چار دیئے، چھ دیئے، سات دیئے، سچ کہا ہے کسی نے۔

جو جذب کے عالم میں نکلے لبِ مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

اللہ کا ولی کہتا جا رہا ہے اور لاولد عورت کی تقدیر بدلتی جا رہی ہے اولیا کی ہر دعا قبول کی جاتی ہے چنانچہ قبول کی گئی اور جس طرح آپ نے فرمایا تھا یکے بعد دیگرے اس عورت کو سات بیٹے پیدا ہوئے۔

اس عورت کی راسخ الاعتقادی تو دیکھو جب بیٹا لینا ہوا تو کعبہ میں نہیں گئی مسجد نبوی کا رخ نہیں کیا اولیاء کی بارگاہ میں گئی اور ولی نے بھی یہ کہہ کر نہ بھگا دیا کہ ہم خود ہی مجبور ہیں کچھ بھی نہیں دے سکتے ہیں بلکہ دیا اور بہت دیا اس لیے کہ اولیاء نبی کے طفیل اللہ کی حقیقی عطا سے صاحب عطا ہیں۔ خدا سے لیا کرتے ہیں بندوں کو دیا کرتے ہیں اللہ کا فضل عظیم ہے کہ ہم لوگ اولیاء اللہ کے طفیل عطا والے ہیں اور جو عطا سے انکار کرتے ہیں وہ شیطان کے طفیل خطا والے ہیں، عطا والے معطی کے پاس جاتے ہیں خطا والے خاطی کے پاس جاتے ہیں۔

اگر دنیا میں رہنا ہے تو کچھ پہچان پیدا کر
لباسِ خضر میں یاں سیکڑوں رہزن بھی رہتے ہیں

Scanned by CamScanner

# پیری مریدی

پیری مریدی بھی ہدایت کا عمدہ طریقہ ہے ارشاد رب ایزد تعالیٰ ہے:- "لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْيُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ" بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ایمان والوں سے جب ایمان والے درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

اس آیت کریمہ سے بیعت وارادت کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا شیخ طریقت اپنے ہاتھوں میں مرید کا ہاتھ لے کر سب سے پہلے گناہ صغیرہ کبیرہ سے توبہ استغفار کراتے ہیں پھر ان باتوں کا اقرار کراتے ہیں۔

مذہب اہلسنّت پر قائم رہیں گے، وہابی، دیوبندی، رافضی، مودودی، ندوی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرہ باطل فرقوں سے دور رہیں گے، ان کی تحریر نہ پڑھیں گے، اللہ اور رسول سے سچی محبت کریں گے، نماز پنج گانہ باجماعت کی پابندی کریں گے۔ احکامِ شریعت پر سختی سے عمل کریں گے، حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھیں گے۔

آپ غور کریں ان باتوں کا اقرار بغیر ہاتھ میں ہاتھ دیئے بھی ہو سکتا ہے لیکن پیر و مرشد ہاتھ لے کر اقرار کراتے ہیں راز یہ ہے کہ نور نبوت کا عرفانی کرنٹ بلا واسطہ صحابۂ کرام نے حاصل کیا اور مختلف مشائخ کے وسیلوں سے رضوانی کرنٹ شیخ طریقت تک پہنچا ہے۔ مریدوں کو فیضیاب کرنے کے لئے صرف ٹچنگ کی ضرورت تھی۔ شیخ نے ہاتھ میں ہاتھ لیا اور مریدوں کو فیض یاب کر دیا۔

شیخ طریقت پہلے دل روشن کرتے ہیں بعد میں اقرار کراتے ہیں تا کہ روشنی کا اقرار مستحکم رہے، معلوم ہوا کہ نور نبوت حاصل کرنے کے لیے دامن مرشد کا وسیلہ چاہئے اور نور الٰہی حاصل کرنے کے لیے دامنِ مصطفیٰ کا وسیلہ چاہئے۔

●□●

چوتھی تقریر

# فضائل شہداء کرام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْم وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِیُّ الْكَرِيْم وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْماً۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بَارِكْ وَسَلِّمْ۔

مردِ حق باطل کے آگے مات کھا سکتے نہیں
سر کٹا سکتے ہیں لیکن سر جھکا سکتے نہیں
نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں
مگر عشاق اپنی جان کی پروا نہیں کرتے
خدا سے ڈرنے والے موت سے ہرگز نہیں ڈرتے
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کردیا
آج تک اسلام کو ہے فخر تیری ذات پر
جان دی بیعت نہ کی لیکن یزیدی ہاتھ پر
انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

عنوان نبی باب علی متن ہیں حسین
صدق وصفا کتاب ولایت کا فلسفہ
شریکِ غم نہیں کوئی شریک جشن ہزار
حسین آج بھی تنہا ہے کربلا کی طرح
قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

بادۂ توحید کے متوالو، شمعِ رسالت کے پروانو، غوث اعظم کے دیوانو، اولیاءِ امت کے جاں نثارو! حضورِ اکرم، رحمتِ عالم، نورِ مجسم، نبی معظم، رسول اعظم، تاجدار عرب وعجم، صاحب جودو کرم، مالک حل وحرم، منبع حلم وحکم، صاحبِ لوح وقلم، جمیل الشیم، شفیع الامم، مصباح الظلم، دافع البلاء والالم، آفتابِ رسالت مہتاب نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہربار میں درود وسلام کا نذرانۂ عقیدت پیش کیجئے اور جھوم جھوم کر پڑھئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

## فضائل شہداء کرام

ربانی ارشاد ہے:- وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ جولوگ فی سبیل اللہ قتل کئے جائیں انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں لیکن اے لوگو تمہیں ان کی زندگی کا شعور نہیں ہے قرآن کی یہ آیتِ مبارکہ حیات الشہداء کی گواہی دے رہی ہے غور کیجئے شہیدوں کا درجہ نبیوں سے کم ہے گویا شہید نبی کے مقابلہ میں ادنیٰ ہوئے اور نبی اعلیٰ ہیں اور قرآن ادنیٰ کو زندہ کہہ رہا ہے تو اعلیٰ کا عالم کیا ہوگا، پھر امام الانبیاء کا عالم کیا ہوگا، نبی بدرجۂ اولیٰ زندہ ہیں قرآن کی اس آیت مبارکہ سے حیات النبی کا مسئلہ بھی حل ہوگیا اس لیے اہلِ سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ نبی زندہ تھے، زندہ ہیں، زندہ رہیں گے۔

Scanned by CamScanner

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میری چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

ہم اپنے نبی کو صرف زندہ ہی نہیں مانتے بلکہ زندگی بخشنے والا بھی مانتے ہیں۔

قرآن کہہ رہا ہے شہیدوں کو مردہ نہ کہو زندہ کہو اس لیے کہ مردہ وہ ہوتا ہے جس میں نہ لینے کی صلاحیت ہوتی ہے نہ دینے کی اور شہید لیتے بھی ہیں اور دیتے بھی ہیں پھر مردہ کیسے ہو سکتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ مردہ کہتے ہیں کہنے دیجیے، کچھ لوگ مردہ لکھتے ہیں لکھنے دیجیے اس لیے کہ وہ خود ہی مردہ ہیں اگر مردہ نہ ہوتے تو زندوں کو مردہ کیوں کہتے، زندوں کو مردہ کیوں لکھتے۔

قرآن شہیدوں کو مردہ کہنے پر پابندی عائد کر رہا ہے، مردہ کہنے سے روک رہا ہے۔ لیکن مردہ سوچنے سمجھنے پر پابندی نہیں لگا رہا ہے لہٰذا مردہ سوچا جا سکتا ہے، مردہ تصور کیا جا سکتا ہے قرآن نے اس ہونے والے اعتراض کو بھی رفع کر دیا:-

"وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتاً بَلۡ اَحۡیَاءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ" شہیدوں کو مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ شہیدوں کو مردہ کہا جا سکتا ہے نہ سوچا جا سکتا ہے۔ سامعین کرام آپ ذہن نشین کر لیجیے کہ ہم زندہ ہمارا قرآن زندہ ہمارا رسول زندہ اور عشقِ رسول میں جان قربان کرنے والے زندہ رسول کا قانون زندہ اس لیے ہم زندوں کی بات کیا کرتے ہیں۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں
زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

سب سے پہلے شہادت کا فلسفہ بتا دوں تا کہ شہادت کا پس منظر بھی واضح ہو جائے اور مقامِ شہادت بھی۔

Scanned by CamScanner

# فلسفۂ شہادت

اللہ جل شانہٗ کے نزدیک شہادت بلند ترین اعزاز ہے اور ہونا بھی چاہئے اس لیے کہ یہ نعمت کسی چال سے حاصل نہیں کی جاتی ہے۔ دنیاوی دولت سے نہیں خریدی جاتی ہے۔ بلکہ خدا کے فضل سے حاصل کی جاتی ہے، موت کے گرجتے طوفان سے ٹکرا کر حاصل کی جاتی ہے جنگ کے لپکتے شعلوں میں کود کر حاصل کی جاتی ہے۔

دھاڑتی ہوئی توپوں کے دہانوں میں داخل ہو کر حاصل کی جاتی ہے اور جو شئے اس قدر، وزنی قیمت دے کر خریدی جائے اسے لازماً قیمتی ہونی بھی چاہئے۔

آفتاب نبوت مہتاب رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے میری آرزو ہے کہ خدا کی راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں پھر زندگی ملے پھر شہید ہو جاؤں پھر زندگی ملے پھر شہید ہو جاؤں۔

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ خود بہ نفس نفیس ہمارے آقا کونین کے تاجدار نے خود غزوہ کیئے اور کم وبیش ۲۳ جنگی سرگرمیوں میں صحابہ کرام کی مقدس جماعت کے ساتھ شرکت فرمائی اور علم اسلام اپنے مقدس ہاتھوں میں لے کر قیادت فرمائی اور اسلامی جذبات میں چار چاند لگائے فضل الٰہی کہیئے کہ فتح وکامرانی نے جھک کر آپ کو سلام عرض کیا اور فرشتے مژدہ جانفزا سناتے رہے۔ غزوہ ہو یا سریہ بدر کا معرکہ ہو یا احد کی جنگ حنین ہو یا کربلا کا میدان ہو ہر ایک کا مقصد صرف اور صرف ایک ہے کہ مخلوق اپنے خالق حقیقی کو پہچان لے اور دنیا محبوب اعظم کی دیوانی ہو جائے۔

آپ قرآن مجید فرقان حمید سے ایک سوال کیجئے، اے آسمانی مقدس کتاب، اے حکمت کے لازوال موتیوں سے بھرپور کتاب تو نے ایسا حکم کیوں دیا جس میں بظاہر تکلیف اور اذیت ہے خسارہ اور اتلاف جان ومال ہے تو جواب ملے گا محض اور محض اس لیے کہ جو شئے سب سے زیادہ محبوب اور مرغوب ہے وہ ہے ایمان اس کو مسمار کرنے کے لیے ناپاک کوشش کی جارہی تھی اسلام کے بارونق اصول کو مٹانے کے لیے بے جا یلغار ہو رہی تھی، حلال وحرام کی تمیز مٹائی جارہی تھی، اسلام اور اسلام کے علم

برداروں کو ستایا جا رہا تھا بنائے اسلام کی ادھیڑ بن کے لئے مہلک ہتھیار استعمال کئے جا رہے تھے، کفر و طغیان کی سرکشی حد سے تجاوز کر رہی تھی اور شعائر اسلام میں غلاظت کی ایسی آمیزش کی جا رہی تھی کہ آئندہ نسل اسے دیکھ کر تف کرتی اور اسلام کا رخِ تاباں پژمردہ ہو کر رہ جاتا ایسی صورت میں اسلام کا تحفظ ضروری تھا۔

چنانچہ وفا شعاروں نے جرأت اور شجاعت کا بے مثال مظاہرہ فرمایا کہ صبح قیامت تک تاریخ انہیں فراموش نہیں کر سکتی اور ان کے بے لوث کارناموں سے تاریخ ہمیشہ جگمگاتی رہے گی۔ آپ قربان جایئے ان ایثار و سرفروشی کے پیکر پر جنہوں نے بھوک کو بھوک نہیں سمجھا پیاس کو پیاس نہیں سمجھا یورپ کے کلیساؤں میں جن کی صدا بلند ہوئی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں توحید و رسالت کی صدا بلند کیا، بحر ظلمات میں گھوڑے دوڑائے اور موجوں کا سینہ چیر کر آگے بڑھے۔

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

الغرض معرکۂ بدر سے کربلا کے میدان کارزار تک دیکھئے تو معلوم ہوگا ان پاکبازوں نے اسلام کو کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نور کے اجالے میں لا کھڑا کیا، یہی وجہ ہے کہ کفر کی بدلی چھٹی دشمنانِ اسلام کی ذلت ہوئی حق و صداقت کی چمکتی ہوئی تلواروں نے بہتوں کو جہنم رسید کیا۔

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

چونکہ مسلمان اللہ کا سپاہی ہے جس کا کام جان و مال کو راہِ الٰہی میں قربان کرنا ہے لیکن یہ کوئی آسان کام نہیں ہے، دل کے ٹکروں کو آنکھوں کے سامنے کٹوا دینا اور اف تک نہ کرنا، گھر بار کو چھوڑ کر وادیٔ غربت میں خانہ بدوش پھرنا اور حرف شکایت زبان پر نہ لانا معمولی بات نہیں ہے، دولت کو ملت پر نثار کر دینا کوئی مذاق نہیں ہے، سینے پر بھالا کھانا اور

چٹانوں سے کود کر پاش پاش ہو جانا کوئی کھیل نہیں ہے اور خنجر کو یہ کہتے ہوئے چوم لینا۔

"مر کے کٹ جانے کا مجھ کو غم نہیں

خم نہ آجائے تیری تلوار میں"

مسلمانوں کی منزل مہ و پروین سے بہت آگے ہے لہٰذا مسلمان اس منزل تک پہونچنے کے لیے کبھی طوفان بن کر ابھرتا ہے کبھی بجلی بن کر لپکتا ہے اور کبھی علم کے پر لگا کر پرواز کرتا ہے اور کبھی جان دے کر درِ جاناں تک پہنچتا ہے۔

میں کہاں رکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے

مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حدِ پرواز سے

کربلا کی تاریخ پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ سبط رسول فرزند بتول اپنے ہر عمل سے اسلام کی حقانیت کا اعلان فرمارہے تھے اور نانا جان کی شریعت کو مسخ ہونے سے بچارہے تھے اگر امام عالی مقام نے عدیم النظیر قربانی نہ دی ہوتی تو باطل کا بڑھتا ہوا اندھیرا اسلام کے صحیح اصولوں کو اپنے دامن میں چھپا لیتا، بانی اسلام کا نواسہ حسین اپنے کردار کی بنیاد پر یہ بتا رہا تھا کہ فوجوں کی طاقت اصول کو شکست نہیں دے سکتی اسلحے کی کثرت صداقت کا سرنگوں نہیں کرسکتی۔ اس لیے کہ سچائی خود ایک طاقت ہے نیزوں کی بوچھار خدا کی عبادت سے نہیں روک سکتی فتح حق کی ہوتی ہے باطل کی نہیں، فتح کثرت سے نہیں فضل الٰہی کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً کے تحت امام حسین نے اپنے زمانہ کی سب سے بڑی طاقت کے سامنے اعلاء کلمة الحق بلند کیا تھا جس کی حدود حکومت عرب سے لے کر ایران تک اور شام سے لے کر عراق تک پھیلی ہوئی تھی، جو فاسق و فاجر تھا لہو و لعب کا شیدائی تھا، جس نے اسلامی جمہوریت کا گلا صرف اس لیے گھونٹ دیا تھا تا کہ حسین اس کی راہ اقتدار میں سنگ گراں کی طرح حائل نہ ہو جائے، حق کے پرستار باطل کے خلاف ہمیشہ صف آراء رہے ہیں اور یزید یہی خطرہ محسوس کر رہا تھا چنانچہ سیدنا امام حسین سے بیعت کا سوال کر بیٹھا۔

لیکن امام حسین نے اس گہوارہ میں آنکھ کھولی تھی جو نور اسلام کی شمع فروزاں سے روشن تھا۔ اس آغوش میں تربیت پائی تھی جو بنی نوع انسان کے لیے کرم ہی کرم تھا۔

Scanned by CamScanner

رحمتِ عالم کے نواسے خیبر شکن کے نورِ نظر خاتون جنت کے لختِ جگر دنیا کے عظیم امن پسند اسے کب برداشت کر سکتے تھے۔

چنانچہ حضرت حسین نے ظلم یزید کے خلاف علم حق بلند کیا اور اسلام کو رسوائی سے بچالیا، خود نا قابلِ برداشت حادثات سے دوچار ہوئے بھوک اور پیاس کا غلبہ رہا دھوپ کی تیزی رہی، گرم گرم ہوا کے جھونکے برداشت کئے، پورے خاندان کو قربان کر دیا لیکن ظلم وعدوان کے سامنے سر نہیں جھکایا، پانی نہ ملنے کی شکایت نہیں کی، جسم نیزوں سے لہولہان ہوا اور خدا کا شکر کرتے رہے، آسمان کانپ رہا تھا زمین ہل رہی تھی مصائب کے ہوشربا پہاڑ توڑے جا رہے تھے اور حسین ان سب کا تنہا مقابلہ کر رہے تھے اور نمایاں کردار پیش کر کے بتا رہے تھے کہ حسین باطل کے ہاتھوں سر کٹا سکتا ہے سر جھکا نہیں سکتا۔

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
مر جائیں گے مٹ جائیں گے اے دوست مگر ہم
سر ظلم کی چوکھٹ پہ کبھی خم نہ کریں گے

واقعاتِ کربلا کو غیر معمولی اہمیت کیوں حاصل ہے۔اس لیے نہیں کہ امام حسین اپنے بہتر جاں بازوں کے ساتھ بے دردی سے شہید کئے گئے اگر یہی وجہ ہے تو بغداد اور غرناطہ کی تباہی اس سے زیادہ غمناک ہے جہاں بہتر ہزار کی تعداد میں مسلمان شہادت سے سرفراز ہوئے، کربلا کا میدان اس لیے اہم نہیں ہے کہ وہاں آل رسول کا خون بہایا گیا اگر یہی وجہ ہے تو جنگ جمل اور جنگ صفین اس سے زیادہ اہم ہیں جہاں بڑے بڑے اجلہ صحابہ شہید ہوئے۔

حقیقت میں زاویہ نگاہ یہ ہے کہ میدان کربلا کی بے آب و گیاہ وادی میں ایک مقدس انسان کی وفا شعاری کا امتحان لیا گیا جس میں پوری کامیابی ملی اور سیدنا حسین کے قطراتِ خون کی قیمت اس لیے زیادہ ہے کہ انہوں نے اسلام کی حفاظت میں جان دینا گوارہ کیا لیکن ارکانِ اسلام پر کوئی آنچ نہ آنے دی اور معیار امتحان اتنا انوکھا تھا

جس کا نظام الاوقات بہت پہلے تیار کرلیا گیا تھا اور انہیں معلوم تھا کہ ہم کربلا میں بچنے نہیں جائیں گے بچانے جائیں گے اور واقعی بچالیا۔

دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد
ہے ابتدا ہماری تیری انتہا کے بعد
قتلِ حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَاوَمَولَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

آج ہم وضاحت کے ساتھ اہلِ بیتِ نبوت کی بارگاہ عالی جاہ میں عقیدت ومحبت کا خراج پیش کررہے ہیں۔ قرآن کی آیت ہے، حدیث کی روایت ہے، اہلِ بیت کی حکایت ہے۔

## فضائل اہل بیت

اہل بیت نبوت کے مراتب علیا اور درجات کبریٰ بے شمار ہیں جن کے فضائل اور کمالات کا خطبہ اللہ جل شانہٗ نے پڑھا ہے:

"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَ کُمْ تَطْھِیْرًا" اے نبی کے گھر والو اللہ چاہتا ہے کہ ناپاکی تم لوگوں سے دور فرمادے اور تمہیں خوب پاک کردے۔

مطلب یہ ہے کہ پروردگار عالم نے نبی کے اہلِ بیت کو اخلاقی برائیوں سے پاک فرمادیا ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے۔

"اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَ اشُبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ" حسن اور حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

اور جو جنتی جوانوں کا سردار ہوگا وہ خود جنتی ہوگا گویا دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ حسن اور حسین خود جنتی اور ان کے صدقہ میں دوسرے بھی جنتی ہوں گے، اس حدیث

سے رسول کی شفاعت کا اندازہ لگایئے، کہیں سے زکوٰۃ کی کھجور آئی حسین نے ایک کھجور اٹھا کر منھ میں ڈال لی، رسول نے فرمایا کخ کخ رسول کے اہل بیت زکوٰۃ نہیں کھاتے اور انگلی ڈال کر باہر کر دیا۔ تربیت کا یہ عالم ہے کہ رسول نے صدقہ کی ایک کھجور بھی کھلانا گوارا نہیں فرمایا۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ الزہرا کے گھر کے قریب سے گذر رہے تھے اسی مابین حسین کے رونے کی آواز آئی حضور بے قرار ہو کر رک گئے اور بیٹی کو آواز دے کر فرمایا فاطمہ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ حسین کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔

اللہ اللہ قربان جایئے ارشادِ مصطفیٰ پر جب حسین کے رونے سے رسول بے قرار ہو سکتے ہیں اور رسول کو تکلیف ہو سکتی ہے تو اس وقت رسول کو کتنی تکلیف ہوئی ہوگی جب میدان کارزار میں حسین کے مقدس حلقوم پر چھری رکھی گئی ہوگی اور تین دن کے بھوکے پیاسے حسین کو تیروں سے چھلنی کیا گیا ہوگا، عین حالتِ نماز میں سجدہ کرتے ہوئے شہید کیا گیا ہوگا۔ روایت حدیث کی روشنی میں حضرت حسین کا مقام سمجھا رہا ہوں سنتے رہئے سر دھنتے رہئے اور اسوۂ حسینی پر چلنے کی کوشش کرتے رہئے۔

رسول نے فرمایا: هُما رَيحانتايَ مِنَ الدُّنيا۔ حسن اور حسین میرے دنیاوی پھول ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرورِ کونین اپنے نواسوں کو سونگھا کرتے تھے۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

حسنین کریمین کا بچپنا ہے کمال محبت سے رسول نے امام حسن کو داہنے کندھے پر بٹھا لیا اور حسین کو بائیں پر کسی صحابی نے عرض کیا نعم المركب ركبت يا غلام اے بچے تیری سواری کتنی اچھی ہے رسول نے فوراً فرمایا۔ ونعم الراكبُ هُوَ۔ اے صحابی تو نے یہ تو دیکھ لیا کہ سواری کتنی اچھی ہے مگر یہ بھی تو دیکھ کہ سوار کتنا اچھا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ دونوں طرف سے اچھائی ہے اگر سواری امام الانبیاء ہے تو سوار امام الشہداء ہے، اگر سواری بابرکت ہے تو سوار بھی بابرکت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ رسول نے اپنے کندھے پر سوار فرما کر اعلان فرما دیا کہ لوگوں

دیکھ لو انا من حسین وحسین منی میں حسین سے ہوں حسین مجھ سے ہیں۔یعنی جو حسین کا دوست ہوگا وہ میرا دوست ہوگا جو حسین کا دشمن ہوگا وہ میرا دشمن ہوگا۔

آخر کار دونوں بچے اصرار کرتے ہیں یا رسول اللہ ہمیں لگام چاہئے رسول نے اپنے گیسوئے مبارک تھما دیا آپ کہیں گے یہ بچوں کی بات تھی عام طور سے بچے اس طرح کے مطالبات کیا کرتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ کسی اور کی بات ہوتی تو اتفاق پر مبنی کرلی جاتی یہ رسول اعظم کی بات ہے کوئی حکمت ضرور ہوگی، غور کرنے پر معلوم ہوا کہ رسول اپنے نواسوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ میرے نونہالو آج نانا جان کا گیسو مضبوطی سے تھام لو کل امت کی لگام تمہیں تھامنا ہے اور اسلام کی حفاظت کرنی ہے اور کندھے پر سوار کر کے یہ درس دیا کہ حسین آج تیرا بوجھ میرے کاندھے پر ہے کل امت کا بوجھ تیرے کندھے پر ہوگا۔

یا حسین آپ کے اوصاف کریمانہ بیان کرنے سے قاصر ہوں الفاظ کی دنیا اس معاملہ میں تنگ دکھائی دیتی ہے۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لیے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

سامعین حضرات آپ اس واقعہ کی طرف نظر ڈالئے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں ہیں سیدنا حسن مجتبیٰ پشت نبوت پر بیٹھ گئے رسول نے سجدے کو طول دے دیا اور جب تک امام حسن پشت پر بیٹھے رہے رسول نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا۔ یہ تعلیم رسول تھی کہ اے حسن میں تم سے محبت کرتا ہوں لیکن تیری محبت نے خدا کی یاد سے غافل نہ کیا بلکہ خدا کا سجدہ طویل ہوگیا ذکر الٰہی کی تعداد بڑھ گئی لہٰذا اے نواسہ والو تم بھی ایسی محبت کرنا جس طرح رسول نے کی ہے۔

ایک بات اور بتا دوں جب امام حسن پشتِ نبوت پر بیٹھ گئے اس وقت امام حسن کی یاد رسول کو آئی ہوگی یا نہیں اگر نہ آئی تو رسول نے سجدے کو طول دیا کیوں، معلوم ہوا

کہ یاد آئی اور یہی میرا مقصود ہے اگر حالتِ نماز میں یاد آئی تو نماز کس کی تھی رسول کی یاد کس کی آئی امام حسن کی یہ تو مسلّم ہے کہ رسول اعلیٰ امام حسن ادنیٰ، رسول کی نماز اعلیٰ حسن کی نماز ادنیٰ اب غور کیجیے کہ اعلیٰ ذات کی اعلیٰ نماز میں ادنیٰ ذات کی ادنیٰ یاد آئی اور یاد آئی نہیں یاد دلائی گئی آنا اور ہے لانا اور ہے۔ آنا اتفاقیہ ہوتا ہے لانا قصداً ہوتا ہے۔

تھوڑی دیر کے لیے ان کے عقیدہ کا جائزہ لیجیے جو یہ کہتے ہیں اگر حالتِ نماز میں رسول کی یاد آ گئی تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ کیسا فلسفہ ہے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے ہم جس ذات گرامی پر عین حالتِ نماز میں درود پڑھیں اور ان کی یاد نہ آئے تحیات میں ان کے نام پر سلام بھیجیں اور ان کی یاد نہ آئے کیسی وہ نماز ہے اس عقیدہ کی روشنی میں آپ سے ایک سوال ہے جواب سوچ سمجھ کر دیجیے گا جب رسول حالتِ نماز میں امام حسن کی یاد لائے ہوں گے تو رسول کی نماز ہوئی ہوگی اس فتویٰ کی بنیاد پر بالکل نہیں ہوئی ہوگی۔ لیکن ہمارا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ سجدہ جس میں یہ کیفیت پیدا ہوئی اگر دنیا کو دے دیا جائے تو اس کے صدقہ میں تمام سجدے قبول ہو جائیں، رسول کا وہ سجدہ ہوا اور بالکل ہوا۔

لہٰذا آپ بتائیے کہ ایسا فتویٰ خدا کو مقبول ہو سکتا ہے جس کا زہر نبی کے سجدے کو برباد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس عقیدہ سے نبی کی نماز تو باطل نہ ہوئی البتہ ان کے عقیدے کا بھرم کھل گیا۔

## تقابل

زخم کھا کر رونا بھی ٹھیک ہے لیکن مسکرانے کی لذت ہی کچھ اور ہے، گالی کا جواب گالی سے بھی دیا جاتا ہے لیکن دعا دینے کی چاشنی ہی اور ہے، دنیا کا ہر نظام اپنے ماحول کے ساتھ ساز باز کر سکتا ہے لیکن قانونِ اسلام میں زمانہ کے ساتھ ساز باز کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لیے کہ اسلام ماحول کا پابند نہیں یہ اپنا ماحول خود ہی پیدا کرتا ہے۔ کربلا کے میدان میں یہی تو تھا یزید اپنے گرد و پیش سے ساز باز کر چکا تھا اور اپنے رنگ میں امام عالی مقام کو بھی رنگنا چاہتا تھا امام حسین کے انکار کرنے پر یزید وہ سب کچھ کر

Scanned by CamScanner

بیٹھا جو ایک بدکار فاسق اور نالائق کیا کرتا ہے۔ کربلا کا معرکہ بھی عجیب وغریب ماحول میں ہوا چنانچہ آپ دیکھئے کہ مقابلہ کس کا تھا کیسا تھا اور حقیقت تو یہ ہے کہ مقابلہ امام حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ حق و باطل کا تھا، مقابلہ حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ نور وظلمت کا تھا، مقابلہ حسین و یزید کا نہیں مقابلہ سچ اور جھوٹ کا تھا، مقابلہ حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ صحیح اور غلط کا تھا، مقابلہ حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ شریعت اور طبیعت کا تھا، مقابلہ حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ روحانی طاقت اور مادی طاقت کا تھا بلکہ یہ کہئے کہ مقابلہ حسین اور یزید کا نہیں مقابلہ جنتی اور جہنمی کا تھا۔

ایک طرف بھروسہ خدا کی ذات پر تھا اور دوسری طرف بھروسہ جنگی ساز وسامان پر تھا، ایک طرف بہتر نفوس قدسیہ اسلام کو بچانے کی فکر میں تھے، دوسری طرف بائیس ہزار کا لشکرِ جرار قرآن وسنت کو مٹانے کے لیے تیار تھے، ایک طرف ذکر الٰہی ہو رہا تھا دوسری طرف شراب پلائی جارہی تھی، ایک طرف قرآن کی تلاوت تھی دوسری طرف تلوار اور نیزے زہر میں بجھائے جارہے تھے۔ اس ہوش ربا وقت میں بھی امام عالی مقام دادِ شجاعت دیتے رہے۔ اور اپنے نانا جان کی وصیت پر عمل کرتے رہے کہ حسین تم کو کربلا کے تپتے ہوئے ریگزار پر دین کی حفاظت کے لئے تین دن ورات بھوکا پیاسہ رہنا پڑے گا۔ اپنے بھتیجے قاسم کی پامال شدہ لاش مقتل سے اٹھانا پڑے گا۔ زینب کے لال عون ومحمد کا غم برداشت کرنا پڑے گا، عباس علم دار کے کٹے ہوئے بازو دیکھنا پڑے گا، چھ ماہ کے ننھے علی اصغر کی سوکھی زبان دیکھنا پڑے گا۔ علی اکبر کی جوانی کو خاک وخون میں دیکھنا پڑے گا، حسین تمہاری شہادت کے بعد خیموں میں آگ لگادی جائے گی۔ اہل حرم قید کرلئے جائیں گے، بیمار سجاد کے ہاتھ میں ہتھکڑیاں ڈال دی جائیں گی اور اہل حرم کو کوفہ اور شام کے بازاروں میں دربدر پھرایا جائے گا۔

کربلا میں بے سرو ساماں وہی ہے خانداں
بن کے خادم آئے تھے جبریل جس گھر کے لیے
کس قدر جانکاہ ہے کرب وبلا کا حادثہ
ہر بشر غمگین ہے شبیر وشبر کے لیے

## چھ مہینہ کا مجاہد شہید

اب آپ کو کرب وبلا کے خونی میدان میں لے چل رہا ہوں جس کا ذرہ ذرہ یا حسین یا حسین کا نعرہ لگا رہا تھا اور دوسری طرف یزیدی لشکر خون حسین کے لیے بیقرار تھا۔

علی اکبر جام شہادت پی چکے ہیں اور حسین مقتل سے علی اکبر کی لاش خیمے میں لا چکے ہیں، ابھی امام عالی مقام شہید علی اکبر کی لاش فرشِ خاکی پر لٹا ہی رہے تھے کہ حضرت زینب علی اصغر کو گود میں لیے تشریف لے آتی ہیں اور عرض کرتی ہیں بھائی حسین بھوک اور پیاس کی شدت نے بچے کو کتنا بے بس کر دیا ہے ایسا نہ ہو کہ چمستان فاطمہ کی ناشگفتہ کلی چٹکنے سے پہلے ہی شاخ گل سے ٹوٹ جائے بھائی جان...... ہماری کتابِ زندگی کا شاندار باب ہے، ہماری پیاسی زندگی کے ریگستان کا چشمہ ہے ایسا نہ ہو کہ یہ چشمہ وقت کے پہلے ہی سوکھ جائے زینب داستان غم سنا رہی ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کے سیلاب بہہ رہے ہیں۔ بھائی جان اگر ہمارے سروں پر مصائب کا کوہ ہمالہ بھی ٹوٹ جائے تو پائے استقلال میں جنبش تک نہیں آئے گی، اصغر کی اضطرابی اب دیکھی نہیں جاتی۔

سیدنا حسین جذبات کی فراوانی سے لبریز ہو جاتے ہیں اور روتے ہوئے زینب سے کہتے ہیں لاؤ میرے لال کو لاؤ شاید ظالموں کو رحم آجائے اور ساز حیات کا کوئی دلکش نغمہ پھوٹ پڑے۔ ام رباب نے کہا میرے سرتاج ایسا نہ ہو کہ کوئی ظالم کا کوئی مضراب زندگی چھیڑنے کے بجائے اسے توڑ پھوڑ کر رکھ دے اور میرے ارمانوں کے شاداب گلشن میں بادخزاں مسلط ہو جائے، امام نے ایک سرد آہ کھینچی اور فرمایا مشیت ایزدی پر بھروسہ رکھو اور صبر وشکر کا دامن مضبوط ہاتھوں سے تھامے رہو ام رباب کو کچھ تسلی ہوئی اور امام حسین علی اصغر کو آغوش محبت میں لیے خیمہ سے باہر نکلے، کربلا کا چٹیل میدان دوپہر کی چلچلاتی دھوپ جوانی کے انگارے بھڑکا رہی تھی۔

اڑتی تھی خاک خشک تھا چشمہ حیات کا
کھولا ہوا تھا دھوپ سے پانی فرات کا

حضرت امام حسین رب ذوالجلال کی حمد وثنا کرتے ہوئے یاد مصطفیٰ دل میں

بسائے ہوئے اور اشکوں کا قافلہ آنکھوں میں لئے ہوئے اشقیاء کی طرف جارہے ہیں تاکہ ننھے اصغر کو دو بوند پانی مل جائے اور ارمانوں کی کلی مسکرا اُٹھے۔

لشکر اعداء میں پہونچ کر آواز دی اے میرے نانا جان کے کلمہ پڑھنے والو تم اپنی تیغ جفا کا نشانہ ہم کو بناؤ مگر اس ننھے شیر خوار نے تمہارا کیا بگاڑا ہے، روتے روتے اس کے آنسوؤں کا ساگر خشک ہو چکا ہے۔ایک ہچکی سی بندھ گئی ہے، عمرو بن سعد اس نبی کا واسطہ دیتا ہوں جس نام کا کفش بردار ہوں جس کی ذاتِ گرامی ایمان اور جان ایمان ہے پانی کا چند قطرہ میرے لال کے سوکھے حلق میں ٹپکا دو کل قیامت کے دن یہی تمہارے لیئے نجات کا سامان پیدا کرے گا۔مگر

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر

مردناداں پر کلام نرم ونازک بے اثر

کربلا کا میدان عمرو بن سعد کے حکم سے گونج جاتا ہے۔خبردار حسین کا بچہ زندہ نہ جانے پائے۔دو بوند پانی کے بجائے حرملہ نے ایسا زہر آلود تیر چلایا کہ آنِ واحد میں خرمنِ ہستی کو خاکستر کر گیا اور علی اصغر کے حلقوم نازنین کو چیرتا ہوا امام حسین کے مقدس بازو میں پیوست کر گیا۔حضرت امام حسین نے اپنے لال کو نشانہ سے بچانا چاہا لیکن نہ ہو سکا، ننھا مجاہد کچھ تڑپا اور آخری نگاہ امام کے چہرے پر ڈالی باپ بیٹے کی نگاہیں چار ہوئیں آپس میں کیا گفتگو ہوئی معلوم نہیں البتہ قرینہ سے یہ سمجھ میں آیا کہ بیٹے نے باپ سے یہی کیا:-

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

پھر علی اصغر ہمیشہ کے لیے سو گئے......اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

امام حسین نے حسرت بھری نگاہ سے آسمان کی طرف دیکھا، اور شہزادے کو بوسہ دیا خون کا فوارہ جاری تھا اور صبر وشکر کا امتحان ہو رہا تھا۔بادۂ توحید کے متوالو، ایماندار مسلمانو سوچو باپ کے سامنے بیٹے کی موت ہو جاتی ہے تو نہ جانیں والدین کے دل پر کیا گذرتی ہے لیکن قربان جایئے ہمتِ حسین پر کہ اس قدر جگر سوز حالات کا مقابلہ کر کے بھی یہی عرض کرتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

یا اللہ تیرا حسین تیری رضا پر راضی ہے جو تیری مرضی ہے وہ میری مرضی ہے پروردگار! آج تیرا حسین خوش ہے اس لیے کہ مصیبت کے امتحان میں چھ مہینہ کا بچہ بھی کامیاب ہو گیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِكْ وَسَلِّمْ

اب اس منظر کو نگاہوں کے سامنے لائیے جس کے لیے مورچہ بنایا گیا تھا۔ اور جو یزید پلید کا مقصود تھا سب کے آخر میں امام حسین کا نمبر آتا ہے جن کی ہزاروں عنائتیں عالم اسلام پر تھیں امام حسین امامت کا چراغ جلائے ہوئے تھے جس کی لو ہر گھر میں پہونچ رہی تھی یزید نے یہ صلہ دیا کہ اس نورِ نبی کے چراغ کو گل کر دیا۔

## شہزادہ اسلام کی شہادت

یہ عنایتوں کی جزا ملی یہ ہدایتوں کا صلہ ملا
جو چراغ نور نبی کا تھا اسے کربلا میں بجھا دیا
چمن آپ اپنا لٹا گئے کہ بہارِ دین خدا رہے
نہ جما جو رنگ بہار سے تو لہو بھی اپنا ملا دیا

صبح سے دوپہر تک خاندانِ نبوت کے تمام چشم و چراغ ایک ایک کر کے شہید ہو گئے ہیں اور سبھوں نے رخصت کے وقت دل کی زخمی سطح پر ایک نئے داغ کا اضافہ کیا ہے۔ ہر تڑپتی لاش کی آخری ہچکی پر امام عالی مقام میدان میں پہونچے، گود میں اٹھا لیا خیمے تک لے آئے زانو پر سر رکھا اور جاں نثار نے دم توڑ دیا نظر کے سامنے جن لاشوں کا انبار ہے ان میں جگر کے ٹکڑے بھی ہیں آنکھوں کے تارے بھی ہیں، بی بی زینب کے دلارے عون و محمد کی بے گور و کفن لاش پڑی ہوئی ہے، قاسم مہ پارے کی خوبصورت جوانی خاک و خون میں لت پت ہے شبیہ پیمبر علی اکبر کو ظالموں نے روند ڈالا ہے، عباس علمدار کے کٹے ہوئے بازو نگاہوں کے سامنے ہیں، علی اصغر کے حلق کو چھلنی کر کے ابدی نیند سلا دیا گیا ہے، حر بن ریاحی کا لاشہ پامال کیا جا چکا ہے، عابد بیمار بخار کی شدت اور نقاہت سے کراہ رہے ہیں اس سنگین گھڑی میں تنہا امام عالی مقام ہیں اور

دونوں جہاں کی امیدوں کا ہجوم ہے۔

دوسری طرف حرم نبوت میں رسول کی بیٹیاں جن کی گود خالی ہو چکی ہے اور سوگوار مائیں ہیں جن کی کوکھ سے شیر خوار بچہ بھی چھین لیا گیا ہے سب کے سب جام شہادت نوش کر چکے ہیں اب سیدنا حسین بھی میدان کی تیاریوں میں ہیں، کبھی بہن زینب کو تسکین دیتے ہیں کبھی عابد بیمار کو گلے لگاتے ہیں، کبھی سکینہ کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں، کبھی شہر بانو کی طرف حسرت بھری نگاہ کرتے ہیں۔ کبھی ام رباب کی آنکھوں سے آنسو پوچھتے ہیں، کبھی خود کو تسلی دیتے ہیں، کبھی آسمان کی طرف سر اٹھا کر رب کا شکر بجالاتے ہیں رب العالمین حسین کو استقامت عطا فرما، ملتِ رسول کی تطہیر کے لیے تیرا حسین مقتل کی طرف جا رہا ہے یا ارحم الراحمین تیرا حسین کعبہ کی پاسبانی کرتا رہا اب مذہب اسلام کی آبیاری اپنا خون دے کر کر رہا ہے، پروردگار جب تک تیرا حسین زندہ ہے اپنے نانا جان کے باغِ شریعت کو سوکھنے نہ دے گا اور خون کا آخری قطرہ دے کر بھی باغبانی کرتا رہے گا۔

اس کے بعد عابد بیمار کو گلے لگا لیتے ہیں کچھ وصیتیں کرتے ہیں پھر مصری قبا زیب تن فرماتے ہیں، جان ایمان نانا جان کا مقدس عمامہ سر پر باندھتے ہیں سید الشہداء امیر حمزہ کی ڈھال پشت انور پر رکھ لیتے ہیں اور حیدری ذوالفقار کمر میں لٹکا کر گھوڑے پر سوار ہو جاتے ہیں، خاندانی وجاہت کے ساتھ میدان کارزار میں تشریف لاتے ہیں اور اتمام حجت کے لیے ایک مختصر خطبہ پڑھتے ہیں۔

یزیدیو معلوم ہے تم کس کے مقابلے میں ہو۔ میرے سر پر عمامہ کس کا ہے، یہ تلوار کس نام کی تسبیح پڑھ رہی ہے، تیرے سامنے حسین ابن علی ہے، تیرے سامنے بوسہ گاہِ مصطفیٰ ہے، دنیا کے طلبگارو میں نے یہ خطبہ جان چھڑانے کے لیے نہیں دیا ہے بلکہ تم کو جہنم سے بچانے کے لیے دیا ہے لیکن تم کیا سمجھ پاؤ گے، تمہارے دلوں پر بدبختی کی مہر لگ چکی ہے، اب جس کا جی چاہے میرے مقابلہ میں آجاؤ۔

تین دن کا بھوکا پیاسا شیر بائیس ہزار کے نرغے میں ہے۔ تیروں کی بارش ہو رہی ہے۔ افسوس افسوس نیرنگئ زمانہ تو دیکھئے جن کے اشارہ پر ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا تھا آج ان کے ارمانوں کا سفینہ نظر کے سامنے ڈوب رہا ہے اس کے باوجود حیدرِ کرار کا

لال شجاعت کا جوہر دکھا رہا ہے اور دشمن کی بے جا یلغار کا دفاع کر رہا ہے اور فرشتے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔

شاہ مرداں، شیرِ یزداں، قوتِ پروردگار
لافتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

فضا میں نیزوں کی انی چمک رہی ہے، تلواریں چل رہی ہیں۔ حضرت امام زخموں سے چور ہو گئے ہیں، نورانی پیکر خون میں نہا گیا ہے آپ بہتر زخم کھا کر زمین پر بیٹھ گئے، شیطان صفت سنان نے سینۂ اقدس پر نیزہ مارا امام سجدے میں گر پڑے، شمر مردود نے تلوار ماری اور دیکھتے دیکھتے فاطمہ کا چاند گہن میں آ گیا۔

نہ مسجد میں نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سایے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سایے میں

سیدہ کا راج دلارا جیسے ہی فرشِ زمین پر آیا کائنات کا سینہ دہل گیا کعبہ کی دیواریں ہل گئیں، سورج نے شرم سے منہ ڈھانپ لیا اور دنیا ماتم سے بھر گئی۔ ”اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن“

آج تک اسلام کو ہے فخر تیری ذات پر
جان دی بیعت نہ کی لیکن یزیدی ہاتھ پر

حسین کی عظمت کو سلام، حسین کی امامت کو سلام، حسین کی شہادت کو سلام، حسین کی قیادت کو سلام، حسین کی صداقت کو سلام حسین کی ہمت کو سلام حسین کی رفعت کو سلام، حسین کی سیادت کو سلام، حسین کی کرامت کو سلام، حسین کی شجاعت کو سلام، حسین کی لیاقت کو سلام، شہداءِ کربلا کی محبت کو سلام۔

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لاالہ ہست حسین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن

●□●

Scanned by CamScanner

**پانچویں تقریر**

# بشریت مصطفیٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ جَمِیْعاً وَّ اَقَامَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ لِلْمُذْنِبِیْنَ شَفِیْعاً فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلٰی كُلِّ مَنْ ھُوَ مَحْبُوْبٌ وَّ مَرْضِیٌّ لَدَیْہِ صَلٰوۃً تَبْقٰی وَتَدُوْمُ بِدَوَامِ الْمَلِكِ الْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ اَرْسَلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَبَارِكْ وَسَلَّمَ ۔اما بعد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانش الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ"

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلَانَا الْعَظِیْم وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْكَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِكَ لَمِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاكِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن.

سراج السالکین، زبدۃ العارفین، شیخ الاسلام والمسلمین، حجۃ اللہ فی الارضین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت میں نغمہ سرا ہیں فرماتے ہیں:

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھری تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
سونا پاس ہے سونا جنگل سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

Scanned by CamScanner

تم ہو چاند عرب کے پیارے تم ہی عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بیکس پر سب نے کیسی آفت ڈالی ہے
شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش
اس مردار پہ کیا للچانا دنیا دیکھی بھالی ہے
وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے
مولیٰ تیرے عفو وکرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضا سے چور تیری ڈگری تو اقبالی ہے

بادۂ توحید کے متوالو، شمع رسالت کے پروانو، غوثِ اعظم کے دیوانو! انیس بیکساں، چارہ سازِ دردمنداں، وقارِ دوجہاں مالکِ ہفت آسماں، نازشِ ہر دو جہاں، سیاحِ لامکاں، خاتم پیغمبراں رہبرِ انس وجاں، سرورِ کون ومکاں، مونس غریباں، ندیم خستہ جاں زینتِ خلد وجناں، آبروئے زمین وزماں نبی آخر الزماں، فخرِ رسولاں آفتابِ نبوت مہتابِ رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار پرانوار میں درود وسلام کا نذرانۂ عقیدت ومحبت پیش کیجئے اور جھوم جھوم کر پڑھیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

ایک بار اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

رسول اور آلِ رسول پر ایک بار اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

## تمہیدی کلمات

"قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ"

اے محبوب آپ فرما دیجئے میں ظاہری شکل وصورت میں تم جیسا بشر ہوں۔

سامعین مخلوق کئی طرح پہچانی جاتی ہے، عام مخلوق عام اوصاف سے پہچانی جاتی ہے، خاص مخلوق خاص علامت سے پہچانی جاتی ہے، کبھی اپنی باطنی آرائش اور خوبیوں سے پہچانی جاتی ہے، کبھی اوصاف سے پہچانی جاتی ہے، کبھی ذاتی کمالات سے پہچانی جاتی ہے۔

یہ تو وہ علامات ہیں جن کو معیار بنا کر عام مخلوق کا تعارف کرایا جاتا ہے، انسان انسانیت کے ناطے پہچانا جاتا ہے ولی ولایت سے پہچانے جاتے ہیں، صحابی صحابیت سے پہچانے جاتے ہیں، نبی نبوت کے اعجاز سے پہچانے جاتے ہیں، رسول رسالت سے پہچانے جاتے ہیں، مگر میرے آقا و مولا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف خالقِ اکبر نے نبوت سے بھی کرایا ہے اور رسالت سے بھی کرایا عبدیت سے بھی کرایا اور بشریت سے بھی کرایا اور پہچاننے والوں نے اپنے اپنے انداز سے پہچانا، جس پر جتنا فضلِ الٰہی ہوتا گیا وہ اسی فضل کے پر بہار انوار سے پہچانتا گیا اور حقیقت تو یہ ہے کہ نبی آخر الزماں کو کسی نے پہچانا ہی نہیں اگر پہچانا ہے تو خالق عالم نے پہچانا ہے۔ نبی کی حقیقت نورِ الٰہی ہے اور نورِ الٰہی کو خالق نور ہی پہچان سکتا ہے، امت کے سامنے رسول باوقار نے اپنی نبوت ورسالت کو معیار بنا کر بشری جامہ میں ملبوس ہو کر ظہور فرمایا لہٰذا امت کو یہ حق نہیں دیا گیا ہے کہ رسولِ اعظم کو اپنی طرح بشر کہہ سکے آیئے ہم امت اور رسول کے مابین فرق بین قرآنِ کریم اور حدیثِ عظیم کی روشنی میں واضح کر دیں۔

## خوشبودار پسینہ

رسولِ باوقار کے پاک جسم سے نکلا ہوا پسینہ مشک وعنبر سے زیادہ خوشبودار ہوتا تھا اور آقا جس راستہ سے گذر جاتے تھے وہ راستہ خوشبو سے مہک اٹھتا تھا اور صحابۂ کرام اسی خوشبو کی بدولت آپ کو تلاش لیا کرتے تھے۔

صبا نہ چھیڑ ابھی سنبل وگلاب کا ذکر
کہ میں نبی کے پسینہ کی بات کرتا ہوں

سامعین آپ بھی گلی کوچوں سے گذرا کرتے ہیں لیکن کسی کوچہ کو آپ کے پسینہ سے خوشبو نہ ملی ہوگی، اگر ملی ہے تو رسول کے پسینہ سے ملی ہے اور جب تک خوشبو کا اثر باقی

رہتا تھا صحابہ کو کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی، خوشبو خود ہی رہنمائی کرتی تھی۔
معلوم ہوا کہ رسول کے پسینہ سے خوشبو بھی ملتی تھی اور ہدایت بھی ہے؟ کسی کا پسینہ جو خوشبودار بھی ہو اور ھادی بھی اگر ہے تو تاجدار نبوت کا پسینہ ہے۔

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے
بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

شادیوں میں دلہن کو سجانے کے لیے آپ کا پسینہ استعمال کیا جاتا تھا جس کا اثر بہت دنوں تک باقی رہتا تھا اور دلہن ناز کیا کرتی تھی، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے کیا خوب فرمایا ہے۔

واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

بخاری شریف کی ایک اور حدیث سماعت فرمایئے صاحبِ قاب قوسین محبوبِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں گرمی کے ایام ہیں آپ کے جسم معطر سے پسینے نکل کر پورے ماحول کو خوشبودار بنائے ہوئے ہیں، ابوطلحہ صحابی کی وفا شعار بیوی ام سلیم ہاتھ میں ایک شیشی لئے تشریف لے آتی ہیں اور جسم منور سے نکلا ہوا پسینہ جمع کرنے لگتی ہیں رحمتِ عالم ازراہِ محبت پوچھتے ہیں ام سلیم کیا کر رہی ہو، عرض کرتی ہیں یارسول اللہ یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اسے خوشبو میں ملائیں گی۔ "ھُوَ اَطْیَبُ المطِیبُ" اس لیے کہ یہ بہترین خوشبو ہے۔

یہ ہے جسم نبوت کا پسینہ جس کو جمع کرنے کے بعد صحابیہ فخر کرتی نظر آرہی ہیں اور تبرک سمجھ کر محفوظ کر رہی ہیں، آپ اپنے پسینہ کا جائزہ لیجئے تو آپ خود بدبودار ہونے کی سند دیتے نظر آئیں گے، میں آپ کے ضمیر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف خوشبودار پسینہ ہے دوسری طرف بدبودار پسینہ ہے آپ دونوں کو برابر کہہ سکتے ہیں ہرگز نہیں کہہ سکتے ہیں جب پسینہ پسینہ برابر نہیں تو نبی اور امتی کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ

پتہ چلا کہ نبی کی بشریت اور ہے امت کی بشریت اور ہے نبی اکرم کا پسینہ جسم

نبوت سے نکلتا تھا اور اعجاز نبوت بنتا تھا اور صحابیہ اسے یادگار کے طور پر تبرک سمجھ کر محفوظ کر لیتی تھی، ام سلیم کے اس کردار سے تبرک محفوظ رکھنے اور یادگار قائم کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر یہ ناجائز ہوتا تو رسول منع فرمادیتے، یہ تھی پسینۂ رسول کی بات اب تاجدارِ رسالت کے دیکھنے کو دیکھئے۔

## رسول کا دیکھنا

ترمذی شریف کی حدیث: "اِنِّی اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ"
"بیشک میں وہ دیکھا ہوں جو تم نہیں دیکھتے"

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کتنا دیکھتے تھے کس طرح رویت فرماتے تھے، کتنی دور کی دیکھتے تھے اس کو سمجھنے کے لیے کھولئے بخاری شریف جلد اوّل، ص ۵۹، ارشاد ہے: "فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ" "خدا کی قسم اے نمازیو! تمہارا رکوع اور خشوع میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔"

غور کرو رکوع نماز کا ہوتا ہے جو ظاہر میں کیا جاتا ہے رسول اسے دیکھ رہے ہیں اور خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے جس کے باعث نمازی دنیا کی ہر چیز سے منقطع ہو کر خدا کی طرف لو لگاتا ہے۔ ظاہری نظر اسے نہیں دیکھ سکتی اگر دیکھ سکتا ہے تو نظر والا دیکھ سکتا ہے اور رسول فرما رہے ہیں میں تمہارا رکوع دیکھ رہا ہوں تمہارے دل کی کیفیت خشوع دیکھ رہا ہوں۔

معلوم ہوا کہ ہمارا دیکھنا اور ہے رسول کا دیکھنا اور ہے۔ نماز امتی پڑھ رہا ہے اور ملاحظہ رسول فرما رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جہاں سے امت کی نظر دیکھنے سے عاجز ہو جاتی ہے وہیں سے نبوت کی بینائی شروع ہوا کرتی ہے، جب رسول کی نگاہ دیکھنے لگتی ہے تو رات اور دن میں برابر دیکھتی ہے۔ رسول کی نظر سورج کی ضیا بار کرن کی محتاج نہیں ہے بلکہ سورج خود ہی نگاہِ رسول کا محتاج ہے، سرکارِ دو عالم بیک وقت ظاہر بھی دیکھتے ہیں باطن بھی دیکھتے ہیں۔

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

# جنگ موتہ

آیئے مزید وضاحت کے لئے دنیاءِ تاریخ کی طرف لے چلوں۔حق وباطل کے بہت سے معرکے ہوئے اور ہوتے رہیں گے مگر جنگ موتہ اپنے دامن میں رسول کا بہترین کردار چھپائے ہوئے ہے۔

جنگ موتہ ہونے والی ہے، مجاہدینِ اسلام تیار کئے جارہے ہیں اسلام کا سپہ سالارِ اعظم اپنے دستِ مقدس سے اسلام کا ہلالی پرچم حضرت زید بن حارثہ کو تھما دیا اور فرمایا مجاہدو تمہارا امیر یہی ہے۔اور ساتھ ہی غیب کی خبر بھی بتادی اگر زید بن حارثہ شہید ہوجائیں تو جعفر امیرِ لشکر ہوں گے، اگر جعفر بھی شہادت کا جام پی لیں تو عبداللہ بن رواحہ لشکر کے امیر ہوں گے، اگر یہ بھی شرف شہادت سے سرفراز ہوجائیں تو مجاہدین کو اختیار ہوگا جسے مناسب سمجھیں سپہ سالار منتخب کرلیں گے۔ایک یہودی یہ ساری باتیں سن رہا تھا اس نے کہا زید بن حارثہ بھی شہید ہوں گے جعفر بھی شہید ہوں گے، عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہوں گے اس لیے کہ یہ رسول کا کہنا ہے۔جو کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔اور واقعی ایسا ہی ہوا یکے بعد دیگر یہ تینوں حضرات اسلامی حقانیت کو برقرار رکھنے کے لیے شہید ہوجاتے ہیں۔

غور کیا آپ نے رسول اعظم زبانِ فیض ترجمان سے کہتے جارہے ہیں اور شہیدوں کی فہرست میں ان تینوں کا نام لکھا جارہا ہے، جب رسول یہ فرمارہے تھے اس وقت زبان بول رہی تھی اور رسول کی نظر ان تینوں کی شہادت دیکھ رہی تھی۔آپ یہ سمجھ رہے ہوں گے موتہ مدینۃ النبی سے بالکل قریب میں ہوگا نہیں موتہ مدینہ سے ایک مہینہ کا فاصلہ رکھتا ہے۔

مجاہدین اسلام جاتے ہیں معرکہ شروع ہوتا ہے اور رسول کی نگاہ مدینہ کی سرزمین ہی سے جنگ کا نقشہ ملاحظہ فرماتی ہے۔

آپ غور کیجئے مدینہ اور موتہ کے درمیان نہ جانے کتنے پردے حائل تھے، پیڑ پودے تھے، پہاڑیاں تھیں کافی فاصلہ تھا اس کے باوجود صحابہ کی موجودہ جماعت سے

رسول اس طرح فرمارہے ہیں۔

زید نے ہاتھ میں جھنڈا لیا مگر شہید ہوگئے، اب جعفر نے اسلامی پرچم سنبھالا وہ بھی شہید ہوگئے، اسلامی پرچم اب عبداللہ کے ہاتھ میں آیا وہ بھی شہید ہوگئے، اخیر میں اسلام کا ہلالی پرچم شان وشوکت کے ساتھ خدا کی تلوار سیف اللہ خالد بن ولید کے ہاتھ میں آیا اور فتح مبین ہوگئی۔ رحمتِ عالم نور مجسم صحابہ کو جنگ کی پوری کیفیات سناتے رہے اور چشمانِ رسالت سے آنسوؤں کے قطرات موتی بن کر رخسارِ نبوت پر نثار ہوتے رہے اور ہونا بھی چاہئے اس لیے کہ:-

جب آ گئی ہیں جوش رحمت پہ ان کی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

ہے دنیا میں کسی کی ایسی نگاہ جو بیک وقت چھ طرف دیکھا کرتی ہے، نگاہِ نبوت کے لئے دور ونزدیک کا کوئی فرق نہیں ہوتا تھا۔

لہٰذا پتہ چلا کہ رسول کی نظر اور ہے امتی کی نظر اور ہے جب نظر نظر برابر نہیں ہوسکتی تو بشر بشر برابر کیسے ہوسکتے ہیں۔

پڑھئے درود شریف:-

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بَارِكْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

## جامع الصفات

کوئی ایک خوبی کا مالک ہوتا ہے کوئی دو کا کوئی تین خوبی کا مالک ہوتا ہے کوئی چار کا ہر انسان ہر خوبی کا مالک نہیں ہوتا، ہر نبی ہر خوبی کے مالک نہیں رہے ہیں۔

یہ خصوصیت ہے محمد رسول اللہ کی ان میں تمام فضائل ستودہ اور اوصاف جمیلہ موجود تھے، ان میں ابوالبشر سیدنا آدم کا خلق ہے تو شیث کی معرفت بھی، نوح کی شجاعت ہے تو صالح کی فصاحت وبلاغت بھی، یونس کی طاعت ہے تو یعقوب کی بشارت بھی، لوط کی حکمت ہے تو یحیٰی کی عصمت بھی، داؤد خلیفۃ اللہ کا لحن وصوت ہے تو موسیٰ کلیم اللہ کا جلال

وشدت بھی، ادریس کا درس وتدریس ہے تو ابراہیم خلیل اللہ کی خلت بھی، الیاس کا وقار ہے تو اسحٰق کی رضا بھی، ایوب کا صبر ہے تو یوسف صدیق اللہ کا حسن و جمال بھی دانیال کا وحب ہے تو عیسیٰ روح اللہ کا زہد وکرم بھی۔ سلیمان کا تخت وملک ہے تو اسمٰعیل ذبیح اللہ کی لسان بھی، یوشع کا جہاد ہے تو ہارون کا تحمل بھی، علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

خدا نے ایک محمد میں دے دیا سب کچھ
کریم کا کرم بے حساب کیا کہنا

امت کا کوئی فرد ایسا نہیں ہے جس میں یہ ساری صفات جمع ہوں اگر ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو صرف نبی ہی نہیں امام الانبیاء ہیں سید المرسلین ہیں طٰہٰ اور یٰسٓ ہیں۔ رسول آقا ہوئے ہیں اور امت غلام اور جو غلام آقا کے ساتھ برابری کا دعویٰ کرے وہ غلام نہیں نالائق ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

## رسول خدا اور شرعی احکام

اگر اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا مطلب یہ لیا جائے کہ رسول احکامِ شریعت میں امتی کے برابر ہیں تو بھی غلط ہے۔ چہ نسبت خاک با عالم پاک رسول نافذِ شریعت ہیں امتی محکوم شریعت ہے رسول محترم پر چھ وقت کی نماز فرض تھی، یعنی نماز تہجد بھی فرض تھی، اور امتی صرف پنج وقتہ نماز کا مکلف ہے، مال دار امتی پر زکوٰۃ فرض ہے آمنہ کے لال رسول باوقار پر زکوٰۃ فرض نہیں تھی۔ امتی سو جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے، رسول سو جائیں تو وضو برقرار رہتا ہے امتی کا کلمہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ہے اور رسول کا کلمہ اس کے علاوہ لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ ہے۔ اگر امتی یہ کلمہ پڑھ لے تو کافر ہو جائے امتی کا ایمان ایمان بالغیب ہے، رسول کا ایمان ایمان بالشہادۃ ہے، امتی کے مرنے کے بعد میراث تقسیم ہوتی ہے، رسول کے وصال کے بعد میراث تقسیم نہیں ہوتی، امتی بیٹھ کر نفل پڑھے تو آدھا ثواب پائے رسول بیٹھ کر پڑھیں تو ثواب میں کمی نہ ہو۔

Scanned by CamScanner

ابتداء اسلام میں صحابۂ کرام نے یہ سمجھا تھا کہ ہم احکامِ شریعت میں رسول کے مثل ہیں لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے لَسْتُ کَاَحَدٍ مِنْکُمْ فرما کر صحابہ کی اصلاح فرمادی، رسول نے ابو بردہ صحابی کے لئے بکری کا چھ ماہہ بچہ قربانی کی نیت سے ذبح کرنے کو جائز فرمادیا اور امت کے لیے یہ جائز نہیں، حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری کی تنہا گواہی دو گواہوں کے برابر مانی جاتی تھی، ایک اور صحابی کے لیے روزے کا کفارہ خود کھالینا جائز قرار دیا، ایک اور صحابی کے لیے عالم جوانی میں بیوی کا دودھ پینا حلال فرما کر حرمت رضاعت ثابت کردی حالانکہ عام امتی کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ دو اور صحابی کو ریشمی کپڑا پہننا جائز قرار دے دیا، جب کہ افراد امت کے مردوں کے لیے ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے۔ شہنشاہِ شجاعت اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب کو جنابت کی حالت میں مسجد میں جانا مباح فرمادیا، براء بن عازب کے لیے سونے کی انگوٹھی جائز فرمادی، سراقہ بن مالک کو آپ کی اجازت سے سونے کا کنگن پہنایا گیا۔ ایک صاحب محض اس شرط پر اسلام قبول کرتے ہیں کہ ہم صرف دو ہی وقت کی نماز پڑھیں گے۔ امتی کے واصل بحق ہوجانے کے بعد بیوی دوسری شادی کرسکتی ہے، لیکن رسول کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں کسی کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔ امت کے لیے حسب حیثیت بیک وقت چار بیوی رکھنے کی اجازت ہے۔ رسول جس قدر چاہیں رکھیں یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اے نبی کی بیبیو تم اپنی ازدواجی زندگی میں بے مثل و بے مثال ہو کوئی خاتون تمہارا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

یہ ہیں نبی کی وہ خصوصیات جن کا وجود رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسرے میں نہیں ہوسکتا، لاؤ دنیا کی کسی خاتون کو اور پیش کرو عائشہ صدیقہ کے مقابلہ میں میرا دعویٰ ہے کہ نہیں پیش کرسکتے۔

کچھ سمجھے آپ نبوت کے بستر پر سونے والی خاتون دنیا کی تمام عورتوں میں بے مثل و بے مثال ہیں تو نبی کے کمال کا عالم کیا ہوگا۔ ذاتِ رسول کا عالم کیا ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بَارِكْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه

Scanned by CamScanner

نسبت سے شئے ممتاز ہوتی ہے امہات المومنین کو یہ فضیلت محض اس لیے ملی ہے کہ انہیں نسبت ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

قُل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ رسول کی بشریت اور ہے امت کی بشریت اور ہے۔

کمالاتِ نبی پردوں میں بھی یوں جگمگاتے ہیں
کہ جیسے نور ظلمت میں کبھی پنہاں نہیں ہوتا

ہم کیسے کہہ دیں کہ ہماری بشریت اور رسول کی بشریت میں کوئی فرق نہیں ہے، کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ علماءِ اہلِ سنت رسول کی بشریت سے انکار کرتے ہیں، رسول کو بشر تسلیم نہیں کرتے واللہ ہرگز ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے بلکہ ہمارا متفقہ عقیدہ تو یہ ہے کہ جو رسول کو بشر نہ مانے وہ کافر ہے اور جو اپنی طرح بشر مانے وہ بھی کافر ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں رسول بشکل بشر رحمتِ کبریا ہیں، بشریت رسول کا لبادہ ہے، بشریت کا جامہ پہن کر رسول تشریف لائے ہیں لیکن کچھ ناسمجھوں نے بشریت کو رسول کی حقیقت سمجھ لیا ہے۔ اللہ جل جلالہٗ رسول اکرم کے طفیل ان کو سچی سمجھ عطا فرمائے۔ نہ ہی رسول امت کی طرح ہیں اور نہ امت رسول کی طرح نبی کی بشریت اور ہے امت کی بشریت اور ہے۔ اب آپ دستِ رسالت کا معجزہ دیکھئے اور سمجھتے چلئے۔

## دست نبوت کا اعجاز

کفِ دست رحمت میں ہے سارا عالم
زمیں آپ کی آسماں آپ کا ہے

امت کا ہاتھ رسول کے ہاتھ کی طرح نہیں ہوسکتا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے "اُوْتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِی یَدِیْ" رسول فرمارہے ہیں زمین کے خزانے کی چابی لائی گئی اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئی زمین کے خزانے سونا، چاندی، پیتل، تانبا، پٹرول، نباتات جمادات ہر طرح کے دانے پھول پھل ہیں اور آقا فرمارہے ہیں ان سب کی چابیاں میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

مطلب یہ ہے کہ رسول کو زمین میں تصرف کرنے کا کلی اختیار دے دیا گیا۔

Scanned by CamScanner

رسول جس طرح چاہیں تصرف کر سکتے ہیں اور دوسری حدیث سے اس کی مطابقت بھی ہو رہی ہے "اَللّٰهُ يُعْطِيْ وَاَنَا قَاسِمٌ" اللہ عطا فرماتا ہے میں تقسیم کرتا ہوں۔

اور تقسیم وہی کرتا ہے جس کے ہاتھ میں کچھ ہوتا ہے۔ ہے دنیا میں کسی کا ایسا ہاتھ جس پر ناز کیا جاسکے، شجاعت رسول کے ہاتھ پر مچلتی تھی۔ رسول کے دستِ نبوت سے وجود میں آنے والی چیز اپنی نظیر آپ ہے، رسول کا ہاتھ اٹھتا ہے تو ڈوبا ہوا سورج لوٹ آتا ہے۔ اشارہ پاکر چاند دو حصوں میں بٹ جاتا ہے، جنگ احد کے دن عبد اللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ جاتی ہے، حضور اکرم کھجور کی ایک شاخ عطا فرماتے ہیں وہ کھجور کی شاخ دستِ رحمت کا اشارہ پاتے ہی بہترین تلوار بن جاتی اور عبد اللہ لڑنے لگتے ہیں، دنیا میں کسی کا ایسا ہاتھ نہیں اور ہرگز نہیں، دستِ رسول کا کمال تو دیکھیے حضرت ابو زید انصاری کی داڑھی اور سر پر پھیرا جاتا ہے تو سو سال کی عمر ہو جانے کے بعد بھی ایک بال تک سفید نہیں ہوتا اور مرتے دم تک ابو زید کے چہرے پر جوانی کی بے نظیر بہار قائم رہتی ہے۔

تاریخ سے پوچھیے تو جواب دے گی کہ رسول کی انگلیوں نے کمالِ نبوت کا اتنا شاندار مظاہرہ کیا ہے جو اپنی نظیر آپ ہے۔ تاریخ میں تیرہ مقامات ایسے ملتے ہیں جہاں انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہوا ہے۔

صلح حدیبیہ کا مشہور اعجاز ہے ۶ھ کی بات ہے صحابۂ کرام کا مقدس گروہ رسول اعظم کی قیادت میں عمرہ کے ارادے سے چلتا ہے، حدیبیہ کے تاریخی مقام پر نزول اجلال فرمایا جاتا ہے صحابہ کی کثرت کے سبب کنواں سوکھ جاتا ہے لوگ پانی کے ایک ایک قطرہ کے لیے پریشان ہو جاتے ہیں، رسول نے ایک بڑے پیالے میں اپنا دست اطہر ڈالا اور پانی جاری ہو گیا، پندرہ سو لشکر نے خوب پیا اور جانوروں کو پلایا پھر بھی پانی کم نہ ہو سکا اور ہوتا کیسے۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجِ آبِ رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

معلوم ہوا کہ نبی کا ہاتھ اور ہے امتی کا ہاتھ اور ہے دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ جب ہاتھ ہاتھ برابر نہیں ہو سکتے تو ذات ذات کیسے برابر ہوگی۔

Scanned by CamScanner

# رسول اعظم کا جسم بے سایہ

اب آیئے رسول کے جسم پاک کی طرف چلیں

حجة الله على الغلمين کے صفحہ ۶۸۶، پر یہ حدیث ہے "لم یَکُنْ یُریٰ لَہٗ ظِلٌّ لا فی الشَّمْسِ وَلَا فِی الْقَمَرِ" چاند کی چاندنی میں سورج کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہیں آتا تھا اور ہونا بھی نہیں چاہئے اس لیے کہ رسول کی حقیقت "قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ" اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ سورج بھی نور ہے چاند بھی نور ہے، نہ ہی سورج کا سایہ ہوتا ہے نہ چاند کا خدا نے رسول کو بھی نور کہا ہے لہٰذا رسول کا سایہ بھی نہیں ہے، البتہ سورج اور چاند کے نور ہونے میں اور رسول کے نور ہونے میں فرق ہے، رسول آقا کی حیثیت سے نور ہیں اور چاند و سورج غلام کی حیثیت سے نور ہیں، چاند اور سورج سے روشنی ملتی ہے آقا سے بھی روشنی ملتی ہے، دونو ں میں فرق ہے سورج آسمان کو روشن کرتا ہے اور رسول آسمان و زمین دونوں کو روشنی بخشتے ہیں، سورج آسمان کا چراغ ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کے چراغ ہیں سورج کے نکلنے سے لوگ نیند سے بیدار ہوتے ہیں رسول کے چراغ سے دنیا عدم سے وجود میں آئی ہے۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

ہے کوئی ایسا جسم جس کا سایہ نہ ہو اگر ہے تو رسول کا جسم پاک ہے کسی اور کا نہیں، ایک طرف جسم بے سایہ اور ایک طرف جسم سایہ دار دونوں ایک کیسے ہو سکتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ رسول کا جسم اور ہے امت کا جسم اور ہے، تھوڑی دیر کے لئے گہرائی میں اتریئے اور غور کیجئے جسم رسول کا سایہ کیوں نہیں تھا۔ قربان جایئے خدا کی قدرت پر رب قدیر نے ہر نبی کو رفعت اور عظمت عطا فرمایا لیکن محمد رسول اللہ کی شانِ بے مثالی کچھ اور ہے، حسن و کمال، جاہ و جلال، ملک و مال، جود و نوال غرضیکہ ہر کمال عطا فرمایا،

ربِ غفور اگر جسم پاک کا سایہ عطا فرماتا تو سایہ ہی رسول کی نظیر بنتا، لہٰذا خدا نے اسے بھی پسند نہیں فرمایا اور دنیا کو اشارہ دے دیا کہ جس طرح میرا محبوب ہر لحاظ سے بے مثل و بے مثال ہے اسی طرح جسم بے سایہ میں بھی بے مثل و بے مثال رہے گا، رسول کا جسم منور بے سایہ اور جسم رسول سے نسبت رکھنے والا گنبدِ خضریٰ بھی بے سایہ ہے یقین نہ ہو تو مدینہ جا کر دیکھ آیئے۔

نظر آیا اسے سایے میں بھی محبوب کا ثانی
خدا نے اس لیے رکھا نہیں سایہ محمد کا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بَارِكْ وَسَلِّمْ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ

## مصطفیٰ کی بشریت دافع شرک ہے

رسول اللہ کی بشریت خلیل اللہ کی تاریخ سے سمجھئے مسئلہ خود ہی حل ہو جائے گا۔

اولو العزم پیغمبر سیدنا خلیل اللہ نے توحید کی تبلیغ شروع کی نمرود اسے کب برداشت کرتا مخالفت شروع کر دی، جب سیدنا خلیل اللہ نے بتوں کو توڑا تو ان کے چچا آزر ہی نے نمرود کے دربار میں ۳۰۲ کا مقدمہ قائم کیا تھا۔ اور سختی سے پٹنے کا حکم دیا تھا، بھرے دربار میں بحث شروع ہوتی ہے، توحید و رسالت خلیل اللہ کا موضوع مناظرہ تھا اور کفر و شرک نمرود کا۔

نمرود نے ایک سوال کیا تھا اور سیدنا خلیل اللہ نے متواتر دو جواب ارشاد فرمائے تھے۔ سوال تھا ابراہیم تمہارا رب کون ہے جواب دیتے ہیں "رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ" میرا رب وہ ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔ نمرود نے جلانے اور مارنے کا مفہوم کچھ اور سمجھا اور کہا بس اتنی سی بات کے لئے تم میری مخالفت کرتے ہو یہ کوئی اہم کام نہیں، ایسا تو میں بھی کر سکتا ہوں، فوراً دو قیدی بلوائے گئے ایک کو جان سے مار دیا گیا دوسرے کو رہا کر دیا گیا اور لن ترانی ہانکنے لگا خلیل اللہ نے سوچا یہ گھامڑ ہے فوراً مناظرہ کا

رخ بدل دیا، اور فرمایا: "قَالَ اِبْرَاهِیمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاتِی بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ" میرا خداوہ ہے جو سورج کو پورب سے نکالتا ہے اگر تو خدائی کا مدعی ہے تو پچھم سے نکال دے۔ "فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ" تو کافر کے ہوش اڑ گئے۔

نمرود گھبرا کر لا جواب ہو گیا۔ میرا اذعان ہے کہ خدا کے سوا دوسرا ایسا کر بھی نہیں سکتا۔

سامعین کرام اس قرآنی ارشاد کو ذہن میں رکھئے اور صہبا کے مقدس مقام پر پہنچئے۔

جب سے دیکھا ہے لباس بشری میں تم کو
ہر فرشتے کی تمنا ہے کہ انساں ہو جائے

جنگ کی واپسی ہے عصر کا وقت ہو چکا ہے، دھوپ کی شدت ہے آفتابِ نبوت مہتابِ رسالت رحمت کا سایہ ڈالے ہوئے ہیں۔ رسولِ کائنات نے عصر کی نماز ادا کر لی علی نے نہیں پڑھی راز یہ تھا کہ آج آفتابِ نبوت آفتابِ آسمانی پر اپنا خاص جلوہ فرمائے گا تاکہ دنیا دیکھ لے کہ رسول کی حکمرانی زمین سے آسمان تک ہے، حکم ہوتا ہے کہ علی تھوڑی دیر کے لیے آرام کر لوں، مولائے کائنات سرورِ کائنات کے لیے اپنا زانو پیش کرتے ہیں، رسول آرام فرما ہو جاتے ہیں، آنکھیں سو رہی تھیں دل بیدار تھا، نیرِ تاباں شام کی کالی گھٹا میں چلمن پوش ہونے والا ہے مولائے کائنات ایک نظر سورج کی کرن پر ڈالتے ہیں اور دوسری نگاہ آفتاب نبوت پر دل میں صلوٰۃ وسطیٰ کا خیال آتا ہے جو پنج وقتہ نمازوں میں سب سے اہم ہے، خیال کی دنیا انگڑائی لیتی ہے نماز قضا ہونے کی فکر دامن گیر ہوتی ہے، ساتھ ہی دل ملامت کرتا ہے جو پنج وقتہ نمازوں میں سب سے اہم ہے، خیال کی دنیا انگڑائی لیتی ہے نماز قضا ہونے کی فکر دامن گیر ہوتی ہے، ساتھ ہی دل ملامت کرتا ہے علی خبردار جب آفتابِ نبوت تمہاری گود میں ہے تو آفتابِ آسمانی کی کیا پرواہ مولاء کائنات سوچ رہے ہیں اگر نہ جگاؤں تو عبادت قضا ہوتی ہے جگادوں تو محبت کی قضا ہے آخر کار محبت غالب آتی ہے سورج غروب ہو جاتا ہے نماز عصر قضا ہو جاتی ہے اس وقت سیدنا علی زبانِ حال سے کہہ رہے تھے۔

نمازیں قضا ہوں تو پھر سے ادا ہوں
محبت قضا ہو تو کیسے ادا ہو

Scanned by CamScanner

نماز کے غم میں آنسو کے قطرات موتی بن کر رخسارِ شجاعت پر قربان ہو رہے ہیں نگاہِ نبوت بیدار ہوتی ہے علی غمگین ہیں آقا پوچھتے ہیں:- مَا یُبْکِیْكَ یَا عَلِی اے علی کیوں رو رہے ہو۔ محبت تو دیکھئے رسول جان رہے ہیں اور محبت سے پوچھ بھی رہے ہیں۔ علی نے کہا حضور کی نماز عصر قضا ہوگئی ہے۔ جواب ملتا ہے علی رسول کی محبت میں قربان ہونے والی نماز قضا نہیں ہوا کرتی ادا ہوتی ہے مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی رخِ زیبا غروب شدہ سورج کی طرف کیا ہی تھا کہ غلام سورج اپنے چہرہ سے ظلمات کا پردہ چاک کر کے وقت عصر پر آکر رکتا ہے حکم ہوتا ہے علی نماز ادا کرلو ادا کرلی گئی سورج پھر ڈوب جاتا ہے۔

غور کرو مسلمانو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے نمرود سے یہی تو کہا تھا کہ خدا وہ ہے جو سورج کو پورب سے پچھّم کی طرف لے جاتا ہے اگر تو خدا ہے تو پچھّم سے نکال دے اور نمرود نہ نکال سکا تھا،

خلیل اللہ نے جو فرمایا تھا رسول اللہ نے اسے کر دکھایا دوسری بات یہ ہے کہ خلیل اللہ نے الوہیت کی دلیل بنا کر پیش کیا تھا لہٰذا مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ خلیل کی دلیل کی روشنی میں محمد رسول اللہ کو دنیا کیا کہتی وہم پیدا ہوسکتا تھا کوئی اعتراض کرسکتا ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ کے کہنے کے مطابق رسول رسول نہیں خدا ہیں اور یہ شرک ہے، حالانکہ میرا رسول شرک پھیلانے نہیں آیا بلکہ کفر وشرک کی دنیا زیر وزبر کرنے کے لیے آیا تھا لہٰذا اس ہونے والے اعتراض کو دور کرنے کے لیے رسول اللہ کو اللہ کہنے سے روکنے کے لیے میرے آقا نے فرمایا لوگو! مجھے خدا مت سمجھ لینا خدا کا شریک نہ بنالینا میں اللہ نہیں رسول ہوں خدا نہیں رسولِ خدا ہوں میرا لباس "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" ہے میں ظاہری شکل وصورت میں تمہاری طرح انسان ہوں لیکن اس سے دھوکہ نہ کھانا آگے بھی پڑھ لینا "یُوْحیٰ اِلَیَّ" میرے پاس وحی آتی ہے میں صاحبِ وحی ہوں تم اس سے خالی ہو، میں رسول اللہ ہوں، تم امتِ رسول اللہ ہو، میں ایمان ہوں تم مومن ہو میں اسلام ہوں، تم مسلمان ہو، میں اصل ہوں تم فرع ہو، ہم میں تم میں بڑا فرق ہے۔

معلوم ہوا کہ رسول کی بشریت اور ہے امت کی بشریت اور ہے عقل خود ہی فیصلہ

کرلیتی ہے کہ جو بشر ہوگا خدا نہیں ہوسکتا خدا وہ ہے جو زمین اور زمینیات سے پاک ہے خدا وہ ہے جو مکان و مکانیات سے پاک ہے خدا وہ ہے جو زمانہ اور زمانیات سے پاک ہے، خدا وہ ہے جو مادہ اور مادیات سے پاک ہے خدا وہ ہے جو بشر اور بشریات سے پاک و منزہ ہے۔

لہٰذا پتہ چلا کہ بشریت مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ دافع شرک ہے رافع کفر ہے۔

## اعلیٰ تحقیق

شیخ المحققین محدث عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف مدارج النبوت جلد اوّل باب سوم میں فرماتے ہیں:

''ایں آیت در حقیقت متشابہات اند''

حضرت شیخ فرمارہے ہیں کہ "قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" آیاتِ متشابہات میں ہے اور آیات متشابہات کا مطلب یہ ہے کہ جو ظاہر ہے وہ مراد نہیں جو مراد ہے وہ ظاہر نہیں۔

تو خلاصہ یہ ہوا کہ بظاہر اس آیت کریمہ سے رسول اللہ کی بشریت اور مثلیت امت کے ساتھ معلوم ہوتی ہے لیکن اس کی حقیقی مراد اللہ جانتا ہے، رسول اللہ جانتے ہیں وہ ہمارے آقا ہیں لہٰذا ہم تو "یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ" کہتے ہیں طٰہٰ اور یٰسٓ کہتے ہیں امام الانبیاء کہتے ہیں، سید المرسلین کہتے ہیں، فخر آدم و بنی آدم کہتے ہیں سرور عالم کہتے ہیں، رسولِ اعظم کہتے ہیں، جو رسول کو بشر نہ مانے وہ کافر اور جو اپنی طرح بشر مانے وہ بھی کافر ہے۔

رحمت رسول پاک کی ہر شئے پہ عام ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نام ہے

Scanned by CamScanner

**چھٹی تقریر**

# فضائل نماز

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْھَادِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَصَحَابَتِہِ الْمُطَھَّرِیْنَ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ...... اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْم وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْکَرِیْم وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے
ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل
اس گل کی یاد میں یہ صدا بو البشر کی ہے
سرکار ہم گنواروں میں طرز ادب کہاں
ہم کو تو بس تمیز یہی بھیک بھر کی ہے
لب واہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے
ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف ورخ آٹھوں پہر کی ہے

Scanned by CamScanner

عاصی بھی ہیں چہیتے یہ طیبہ ہے زاہد و
مکہ نہیں کہ جانچ جہاں خیروشر کی ہے
آ کچھ سنادے عشق کے بولوں میں اے رضا
مشتاق طبع لذتِ سوزِ جگر کی ہے

بادۂ توحید کے متوالو، شمع رسالت کے پروانو، شہدائے ملت کے جاں نثارو، اولیائے امت کے طلبگارو، غوثِ اعظم کے دیوانو! سرورِ کونین، سلطان دارین، سید الثقلین، نبی الحرمین امام القبلتین، صاحبِ قاب قوسین۔ محبوب رب المشرقین، مطلوب رب المغربین، وسلیتنا فی الدارین، جد الحسن والحسین، صبح کائنات کے شمس الضحیٰ، شام کائنات کے بدالدجیٰ محمد عربی روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں درود وسلام کا ہدیہ نچھاور کیجئے اور جھوم جھوم کر پڑھئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ صلوٰۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

"اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ"
''بیشک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے''

## نماز کی غرض وغایت

آج میرا روئے سخن فضائلِ نماز ہے اور نماز کے ساتھ صاحب نماز کی فضیلت بھی ملاحظہ فرمائیں گے، خدا تک پہونچنے کے لیے رسول اعظم نے بہت سے طریقے بتائے ہیں۔ نماز ہو یا روزہ حج ہو یا زکوٰۃ ہر ایک کا مقصد خدا کی معرفت ہے۔ نماز کا فائدہ بتاتے ہوئے خالق عالم نے فرمایا ہے: "اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ" ''بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔''

آیتِ کریمہ میں دو لفظ قابلِ غور ہیں ایک ''فحشاءِ'' دوسرا ''منکر'' جو چیز عقلاً بری ہو فحش کہلاتی ہے اور جو چیز شرعاً ممنوع ہے منکر کہلاتی ہے تو آیت طیبہ کا مطلب یہ ہوا

کہ نماز عقلی برائی سے منع کرتی ہے، نماز شرعی برائی سے روکتی ہے، لیکن ان دنوں نمازیوں کا برا حال ہے ایک طرف نماز ادا کرتے ہیں دوسری طرف جھوٹ بولتے ہیں، ایک طرف سجدۂ شکر ادا کرتے ہیں دوسری طرف حرام کھاتے پیتے ہیں، ایک طرف نماز پڑھتے ہیں دوسری طرف زنا کرتے ہیں۔ حالانکہ نماز ان برائیوں سے روکتی ہے، آپ بتائیے قصور کس کا ہوا؟ نمازی کا یا نماز کا؟

میں کہتا ہوں قصور نماز کا نہیں خود نمازی کا ہے، نماز تو روک رہی ہے، نمازی خود ہی نہیں رکتا ہے۔

## طہارت اور امام

نماز سے پہلے شرائط نماز کی پابندی ضروری ہے اور شرائط نماز میں طہارت کو خاص اہمیت حاصل ہے، طہارت صغریٰ ہو یا طہارت کبریٰ نماز کے لیے دونوں ضروری ہیں۔ نمازی کا کپڑا ناپاک ہوگا نماز نہیں ہوگی نمازی کا جسم ناپاک ہوگا نماز نہیں ہوگی، امام ہو یا مقتدی طہارت دونوں کے لیے ضروری ہے۔ مگر امام اور مقتدی میں اتنا فرق ہے کہ مقتدی کا کپڑا یا جسم ناپاک ہوگا تو اسی مقتدی کی نماز نہیں ہوگی دوسرے نمازی پر اس کا اثر نہیں ہوگا لیکن امام کا کپڑا یا جسم ناپاک ہوگا تو نہ امام کی نماز ہوگی نہ اس کی اقتدا میں پڑھی ہوئی کسی مقتدی کی نماز ہوگی اور یہ حکم اس طہارت کا ہے جو ظاہری اعتبار سے ضروری ہے۔ لہٰذا مجھے کہہ لینے دیا جائے کہ اگر ظاہری گندگی سے نماز نہیں ہوسکتی اور دنیا کا کوئی مفتی جواز کا فتویٰ نہیں دے سکتا تو باطنی گندگی سے بدرجہ اولیٰ نماز نہ ہوگی اور باطنی ناپاکی دل کی ناپاکی ہے، ذہن کی ناپاکی، بدعقیدگی کی گندگی ہے۔ توہینِ خدا کرنے سے دل گندا ہوتا ہے، توہینِ رسول کرنے سے دل ناپاک ہوتا ہے، رزقِ حرام کھانے سے دل میں کدورت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا کسی بدعقیدہ کو امام نہیں بنایا جاسکتا ہے، گستاخ رسول کو امام نہیں بنایا جاسکتا ہے، ظاہری ناپاکی عذر شرعی کی بنیاد پر کبھی معاف بھی ہوجاتی ہے لیکن دل کی گندگی ناقابلِ معافی جرم ہے، گندہ دل کو نہ خدا معاف فرمائے گا نہ رسولِ خدا معاف فرمائیں گے۔ لہٰذا اے نمازیو! امام کا انتخاب

کرتے ہوئے سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھو کہ امام بدعقیدہ تو نہیں ہے امام گستاخِ رسول تو نہیں ہے۔

## فضائل وضو

وضو نماز کے لیے شرط ہے وضو کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی اور وضو میں چہرہ ہاتھ کہنی سمیت اور پیر دھویا جاتا ہے، سر کا مسح کیا جاتا ہے، وضو کی فرضیت قرآنِ کریم کی اس آیت سے ثابت ہے: "یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِ"

"اے مومنو جب نماز کا ارادہ کرو تو چہرہ دھولو ہاتھ دھولو کہنی سمیت اور سر کا مسح کرو اور ٹخنے سمیت پیر دھولو"

جب چہرہ دھویا جاتا ہے تو چہرہ کو ٹھنڈک پہنچتی ہے اور گرد و غبار کا صفایا ہو جاتا ہے، ہاتھ دھویا جاتا ہے تو ہاتھ کو ٹھنڈک پہنچتی ہے اور ہاتھ کا غبار صاف ہو جاتا ہے، پیر دھویا جاتا ہے تو پیر کو ٹھنڈک پہنچتی ہے اور گرد صاف ہو جایا کرتی ہے۔ خدا کی مشیت یہ ہے کہ اے نمازیو تم چہرہ صاف کر کے آؤ گے ہم تمہارا ذہن صاف کر دیں گے، تم ہاتھ دھو کر آؤ گے ہم تمہارا دل صاف کر دیں گے، تم پیر دھو کر آؤ گے ہم تمہارا گناہ دھو دیں گے، تم دنیاوی پانی سے دھو کر آؤ گے ہم رحمت کے پانی سے دھو دیں گے، تم ظاہری میل دھو کر آؤ گے ہم گناہوں کا میل دھو دیں گے، تم ظاہر کو ٹھنڈا کر کے آؤ گے ہم باطن کو ٹھنڈا کر دیں گے، جہاں جہاں وضو کے لئے پانی بہایا گیا ہے اس جگہ کو مہرِ تاباں کی طرح روشن کر دیں گے اور اتنا روشن کریں گے کہ دوسروں کو رشک ہونے لگے گا اور تم خدا کے پیارے مقبول بندے بن جاؤ گے، خدا کی رضا حاصل ہو جائے گی اور بدن کے جس حصہ سے ماءِ مستعمل کا قطرہ گرے گا حقیقت میں گناہوں کو لے کر گرے گا، تم وضو کر کے آؤ گے ہم تمہارے درجات بلند کر دیں گے، تم کامل وضو کر کے آؤ گے ہم تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیں گے، تم کلی کرنے کے لیے منھ کھولو گے ہم تمہارے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیں گے جہاں سے چاہو گے داخل ہو جاؤ گے۔

Scanned by CamScanner

یہ ہے بندوں پر خدا کا پیار یہ ہے خالقِ عالم کا فضل وکرم، خداوندا ہم تیری رحمت کے قربان ہیں، ہم تیرے فضل کے نثار ہیں اپنے محبوب کے طفیل تو نے ہم گنہگاروں پر رحمت کی بارش برسایا ہے اور برساتا رہے گا جس کا شمار ہے نہ حدو حساب ہے ایک غیر مقصود بالذات عبادت پر اتنا کرم ہے تو مقصود بالذاتِ عبادت پر کتنا کرم ہوگا۔

نظر نہ کر میرے جرم وگناہ بیحد پر
الٰہی تجھ کو غفورٌ رحیم کہتے ہیں

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ
بیشک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔

## عبادت کیا ہے؟

رسول کا فرمان عالی شان ہے: "صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِی"
اے نمازیو! نماز اس طرح پڑھو جس طرح میں پڑھتا ہوں"

مطلب یہ ہے کہ جس طرح میں قیام کرتا ہوں تم بھی کرو، جس طرح میں رکوع کرتا ہوں تم بھی کرو، جس طرح میں سجدہ کرتا ہوں تم بھی کرو جس طرح میں قعدہ کرتا ہوں تم بھی کرو، جس طرح میں خروج بصنعہ کرتا ہوں تم بھی کرو، پورے طور سے میری نقل اتارو مقبول بارگاہِ الٰہی ہو جاؤ گے لیکن خبردار! یاد رکھنا نقل کے لیے عقل چاہیے، نقل کرتے کرتے اپنی طرح مت سمجھ لینا ورنہ ناقل سے جاہل ہو جاؤ گے، خبر بھی نہ ہوگی عبادت بے کار کردی جائے گی دیکھتے رہ جاؤ گے۔

کعبہ کا طواف کرنا رسول خدا کی ادائے طواف کی نقل ہے، حجر اسود کو چومنا سرکار دوجہاں کے بوسہ کی نقل ہے، فاروق اعظم سیدنا عمر بن خطاب نے حجر اسود سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا: "لو لَا اِنِّی رَاَیتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یُقَبِّلُ مَا قَبَّلْتُکَ" "اے سنگ اسود

تجھے رسول مختار نے نہ چوما ہوتا تو میں نہیں چومتا تو بوسہ گاہِ مصطفیٰ ہے اس لیے دنیا کی نگاہ میں محبوب ہے۔

صفا اور مروہ حضرتِ ہاجرہ کی دوڑ کی نقل ہے، منا جانا شیطانوں کو پتھر مارنا، قربانیاں دینا حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کی مبارک اداؤں کی نقل ہے الغرض جس عبادت کو دیکھئے مقبولان بارگاہِ الٰہی کی پیاری اداؤں کی نقل ہے، حکم خدا پر عمل کرنا بزرگوں کے اندازِ عمل کا نام ہے، جہاں بھی دیکھئے نقل ہی نقل ہے۔

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

## نماز کیا ہے؟

نماز افضل العبادات ہے، نماز شانِ بندگی ہے، نماز وقار زندگی ہے، نماز رضائے الٰہی کا باعث ہے، نماز مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، نماز معیارِ انسانیت ہے نماز ایمان کی پہچان ہے، نماز ذکر خدا کا نام ہے، نماز جنت میں لے جائے گی، نماز جہنم سے بچائے گی، نماز رحمتِ خدا کا ذریعہ ہے، نماز دینی اور دنیاوی برکات کا حسین مجموعہ ہے، نماز بیمار طبیعت کا علاج ہے، نماز معرفت کا زرین موقع ہے، نماز شعائرِ اسلام سے ہے، نماز توحید و رسالت کی نغمہ سرائی ہے نماز سنتِ انبیاء ہے، نماز عزت کا دوسرا نام ہے، نماز عظمت کی ترجمان ہے، نماز نفس امارہ کے ساتھ جہاد ہے، نماز نور ہے، نماز برہان ہے، نماز فضیلت بخش ہے، نماز رب العلمین سے ہم کلامی کا شرف ہے، نماز حیاتِ ابدی کا آرزومندانہ فیصلہ ہے، نماز صراطِ مستقیم کا روشن باب ہے، نماز حکم الٰہی کی پابندی ہے، نماز تکمیل ایمان ہے، نماز دیدارِ الٰہی کا راستہ ہے، نماز انبیاء کے لئے معجزہ ہے، نماز مخلص مومن کے لیے کرامت ہے، نماز توبہ وانابت ہے، نماز خدا کے حضور بندوں کا اظہارِ عاجزی ہے، نماز قادر مطلق کی کبریائی کا اقرار ہے، نماز دل و دماغ نفس و روح کی پاکیزہ غذا ہے، نماز بیک وقت تمام اعضا کی عبادت ہے، نماز جنتی زیور ہے، نماز شفاعت کا ذریعہ ہے۔ نماز کرامت کا رخِ تاباں ہے، نماز

فلاحِ دارین ہے، نماز گناہوں کا کفارہ ہے، نماز اتحاد و یگانگت کا روح پرور نظارہ ہے، نماز بے حیائی اور برائیوں سے روکتی ہے، نماز وقت کا پابند بنا دیتی ہے، نماز شیطان رجیم کے لیے مار ہے، نماز ادائے محبوب کا انداز ہے، نماز بلاؤں سے محفوظ رکھتی ہے، نماز قرآنِ حکیم کی نشر و اشاعت اور تحفظ ہے، نماز ابلیس لعین سے بچنے کے لیے بہترین ہتھیار ہے، نماز فرض عین ہے اور نماز کا منکر کافر ہے، نماز محبت رسول اللہ کی مظہر ہے، نماز مومنوں کی معراج ہے، نماز رسول کی پسندیدہ عبادت ہے، یاد رکھئے اور ذہن خانہ میں محفوظ کر لیجئے کہ نماز دو طرح پڑھی جاتی ہے، ایک نماز شریعت دوسری نماز محبت، نماز شریعت مسجد کے سائے میں ادا ہوتی ہے، نماز محبت نیزوں کی بوچھار میں ادا ہوتی ہے، دشمن کی بے جا یلغار میں ادا ہوتی ہے، تلواروں کے سائے میں ادا ہوتی ہے، یادِ الٰہی میں کھو کر ادا ہوتی ہے، دنیا اور مافیہا سے منقطع ہو کر ادا ہوتی ہے، اندازِ رسول کے ساتھ ادا ہوتی ہے، بلکہ یوں کہیئے کہ دیدار الٰہی کے ساتھ ادا ہوتی ہے، اس وقت نمازی خدا کو دیکھتا ہے اور خدا نمازی کو دیکھتا ہے، لہٰذا نماز سے قلبی جھکاؤ اور روحانی توجہ مبذول ہوا کرتی ہے۔

نقشہ نمازی یوں نمازِ عشق کا کھینچا کرے
میں اسے دیکھا کروں اور وہ مجھے دیکھا کرے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

## نماز کا فلسفہ

اسلام پوری کائنات کا مذہب ہے اور اس کی تعلیم کا مرکزی نقطہ ایمان بالغیب ہے، باقی اعمال خطوط کی طرح ہیں۔ جو محیط سے مرکز کو جاتے ہیں۔ ارکان اسلام پر نظر ڈالئے فلسفہ خود ہی سمجھ میں آ جائے گا۔

چنانچہ ہماری توحید و رسالت شیرازہ بندی کا پیغام محبت ہے، ہماری نماز صف

بندی کا درس عبرت ہے۔ ہمارے روزے جفاکشی اور صبر وتحمل کا آئینہ دار ہے، ہماری زکوٰۃ جاں نثاری کی طرف پہلا قدم ہے اور ہمارا حج وحدت افکار کا عظیم سبق ہے، آپ جس عمل کو دیکھئے تنظیم ملت کی لافانی شاہکار ہے اور عشق ومحبت کی آخری منزل کے لیے تیار کر رہا ہے۔

افضل العبادات نماز عظیم تحفہ ہے، اللہ جل جلالہٗ نے اپنے رسولِ باوقار کے طفیل نماز کا تحفہ عطا فرمایا گویا اللہ نے نمازی کو اپنے حضور بلایا۔

سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معراج میں اپنے سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار فرمایا: "مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی" دلالت کر رہا ہے۔ اور امتی نماز میں خدا کا دیدار کرتا ہے۔

نبی آخر الزماں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

"صَلِّ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ" مطلب یہ ہے کہ اے نمازیو! نماز اس طرح پڑھو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو، اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو سکے تو اتنا خیال ضرور رکھنا کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔

حقیقت میں رسول باوقار نے رب کے دیدار کا طریقہ بتایا ہے، سلطانِ دارین نے اپنے خدا سے شب معراج میں کلام فرمایا اور امتی نماز میں رب سے ہمکلام ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نور مجسم نے نماز کی اہمیت اور فضیلت اس طرح بیان فرمائی:

"اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ" نماز مؤمنوں کی معراج ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ سر کی آنکھوں سے دیدار کرنا رسول کی معراج ہے، اور رسول کے لائے ہوئے تحفہ کو قبول کر لینا امت کی معراج ہے، نمازی تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتی ہے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے ختم ہوتی ہے نمازی کا اللہ اکبر کہنا اس بات کی صراحت ہے کہ اے معبودِ حقیقی ہم اللہ اکبر کی تیز چھری سے اپنے سرکش نفس کو ذبح کر کے تیری بارگاہِ قدس میں حاضری کی اجازت چاہتے ہیں، اللہ تو سب سے بڑا ہے، ہم نے تکبیر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو دنیا ومافیہا سے اٹھالیا ہے، مولا تو مجھے دیکھ لے میں تجھے دیکھ لوں اور السلام علیکم کا آخری نماز میں کہنا اس بات کی وضاحت ہے کہ تجلی الٰہی کی بیش بہا دولت سے مستفید ہو کر

نمازی اپنے گھر لوٹ آیا ہے، نمازی حالتِ قیام میں اللہ اکبر کہتا ہے تو جواباً ارشادِ ربی ہوتا ہے: "قد افلح المومنون" نمازی جھک کر حالتِ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہتا ہے تو اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے "وَانتم الاعلون" بلندی اور غلبہ تمہارے لیے ہے۔ نمازی سرِ نیاز زمین پر رکھ کر سجدہ میں کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ تو ربانی ارشاد ہوتا ہے "لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیَاةِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَه" اے نیک بندے نمازی تمہارے لیے دنیا اور آخرت میں بشارت ہے۔

لہٰذا نماز کو نعمت کہیے، نماز کو دولت کہیے، نماز کو دارین کی فلاح و بہبود کہیے، نمازی کو کامرانی کی ضمانت کہیے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزاروں سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

## آفتابِ رسالت کی نماز

رسول نے امت کو نماز پڑھ کے دیا ہے، حکم ربانی پر عمل کر کے دیا ہے چونکہ رب کائنات نے سرورِ کائنات کو اپنی عبادت اور معرفت سے لذت آشنا کرنے کے لیے جلوہ گر فرمایا ہے، وہ ذات جو مظہر ذاتِ الٰہی ہے، جو باعثِ ایجادِ عالم ہے، جو فخر آدم و بنی آدم ہے، جو مالکِ رقابِ امم ہے، جس ذاتِ گرامی نے ربِّ ذوالجلال کے پیغامات سے سب سے پہلے خود کو مزین فرمایا پھر اسوۂ حسنہ کے طور پر افرادِ امت کو اس کی دعوت دی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی راتوں کا ایک ایک لمحہ یادِ الٰہی میں گذرتا رہا اور خلوت نشینی میں معبودِ حقیقی سے ہم کلامی ہوتی رہی، قیام فرماتے تو قدمِ نازمیں ورم آجاتا تھا، آپ سے پوچھا جاتا تھا یا رسول اللہ آپ معصوم ہی نہیں سید المعصومین ہیں اتنا لمبا قیام کرنے میں کیا راز پنہاں ہے تو ارشادِ رسول ہوتا ہے اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا "کیا میں اپنے رب ذوالجلال کا شکر گذار بندہ نہ بنوں"

رسول اعظم نے حیاتِ طیبہ کے لمحات کو عبادت کے سانچے میں اس طرح ڈھالا

Scanned by CamScanner

تھا کہ جبین پاک پر اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ کا داغ نہ آنے دیا۔ وہ مقدس ذات جس کے دامنِ کرم میں ساری کائنات ہے روزانہ سو بار خدائے بزرگ و برتر کی شان غفاری کی طرف رجوع ہو کر مغفرت طلب کرتی ہے، یہ سب کچھ کرنے کے بعد بھی نیاز عبودیت کا جذبۂ بیکراں سرگوشی کرتا ہے اور خدا کا پیارا محبوب اتنا سجدہ کرتا ہے کہ خالقِ کائنات ازراہِ محبت صدا دیتا ہے۔

"طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى"

"میرے پیارے ہم نے تم پر قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ"

اے محبوب تمہاری نماز ہی عبادت نہیں ہے، تمہارا سو جانا بھی عبادت ہے، نماز میں رہو گے خدا کی رحمت جھک جھک کر سلام و نیاز پیش کرتی رہے گی، سو جاؤ گے تو رب سے ہمکلام رہو گے، تمہارا سو جانا بھی معراج تمہارا جگنا بھی معراج ہے۔

نور اندر نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہیے کہ سب دنیا کی دنیا نور ہے

## ایک سوال اور جواب

سطحِ ذہن پر ایک سوال ابھرتا ہے کہ ہر کام کے پس پردہ ایک غرض ہوتی ہے۔ مثلاً توبہ کا فائدہ بتایا گیا ہے کہ جب مومن بندہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے قلب و جگر میں کالا دھبہ اور داغ کا اثر ہو جاتا ہے اور توبہ و استغفار سے اس کی صفائی ہو جاتی ہے اور انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں بالخصوص محمد رسول اللہ تو سید المعصومین ہیں اس کے باوجود دن میں توبہ و استغفار اور رات میں آنکھیں اشک بار رہا کرتی تھیں۔ کیا رسول بھی گنہگار تھے؟

تو جواب یہ ہے کہ نہیں اور ہرگز نہیں، میں مانتا ہوں کہ رسول اعظم نے توبہ کی ہے، استغفار کیا ہے، دلوں کی کثافت دور کی ہے لیکن اپنے لیے نہیں امت کے لیے توبہ کی ہے، تعلیم امت کے لیے استغفار کیا ہے، امت کے دلوں کی کثافت دور کی ہے، اے گنہگار امتو رسول کا احسان مانو کہ رسول اعظم نے تمہاری طرف سے توبہ کی ہے،

تمہارے لیے روئے ہیں، تمہارے لیے آنسو بہائے ہیں رسول کی آہ سحر گاہی سیہ کاروں کی ستاری کا عام جلوہ ہے، رسول کے استغفار نے گنہگاروں کی لاج رکھ لی ہے، رسول کی عبادت نے بندگی کا درس عبرت دیا ہے رسول کی شب زندہ داری نے عارفوں کو تجلی کی راہ دکھائی ہے، رسول کی توبہ نے پندار عبادت اور غرور تقویٰ کا سر کچل کر رکھ دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک خشیت الٰہی کا گنج گرانمایہ تھا عشق و مستی کا منبع تھا، رسول نے عبادت فرما کر دنیا کو انداز عبادت بتایا ہے اور خدا کی معرفت کا وہ جوہر دکھایا ہے جس کے باعث لوگوں کے دلوں میں محبت الٰہی کی شمعِ فروزاں روشن ہوتی گئی، نور کی کرن پھوٹتی گئی اور خدا کی طرف سے رحمت کا نزول ہوتا گیا اور مخلوقِ خدا نے اندازِ عبادت سیکھ لیا ورنہ لوگوں کو معلوم نہیں ہوتا کہ نماز کیا ہے اور عبادت کسے کہتے ہیں۔

تمہارے ہی لیے تھا اے گنہگار و سیہ کار و
وہ شب بھر جاگنا اور رات بھر رونا محمد کا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ بیشک نماز بے حیائی اور برائی سے منع کرتی ہے۔

## جماعت کا فلسفہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کی تائید ان لفظوں میں فرمائی ہے:

"صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً"

"جماعت کی نماز تنہا نماز سے ۲۷ درجہ افضل و اعلیٰ ہے" جماعت خدا کو پسند ہے، جماعت رسول کو پسند ہے، جماعت اولیاء اللہ کو پسند ہے، اس لیے کہ "یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ" جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔

Scanned by CamScanner

خدا کو پسند یہ ہے کہ نمازیو! تم جماعت کرو گے ہم تم پر رحمت کا سایہ ڈالیں گے، تم جماعت کے ساتھ میرے حضور ہو گے، ہم فرشتوں کی جماعت تیرے حضور کریں گے، تم ایک لاؤ گے ہم ستائیس دیں گے، چونکہ جماعت میرے رسول نے قائم کی تھی، جماعت صحابی رسول نے قائم کی تھی، جماعت میں عام نمازی ہوتے ہیں، نائبینِ انبیاء ہوتے ہیں، عاشقان جمالِ مصطفیٰ ہوتے ہیں بلکہ کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر نماز ہی ناز کرتی ہے۔

جماعت میں ایک نمازی کا سجدہ قبول ہو گیا تو اس کے طفیل دوسرے سجدے بھی قبول ہو جائیں گے۔ میرا اذعان ہے کہ مقبول سجدہ مقبول بارگاہِ الٰہی کا ہوتا ہے، اولیاء اللہ کا ہوتا ہے مخلصین لہ الدین کا ہوتا ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ نماز میں بھی اولیاء اللہ کی ضرورت ہے جو لوگ اولیاء اللہ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں جماعت کا اہتمام نہیں کرنا چاہئے بلکہ نماز ہی نہیں پڑھنا چاہئے۔

جماعت "وَاعْتَصِمُوْ بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلا تَفَرَّقُوْا" کی عرفانی تفسیر ہے، جماعت یگانگت اور اتحاد کا درسِ عظیم ہے، جماعت اتباع کا شاندار نمونہ ہے جماعت کل مومن اخوۃ کا بہترین مظاہرہ ہے جماعت باوقار اسلامی پریڈ ہے، ایک امام کے اشارے پر مقتدیوں کا رکن نماز ادا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ مسلمان صرف روحانی اور ایمانی رشتوں کے اعتبار ہی سے ایک نہیں ہے بلکہ عملی اعتبار سے بھی ایک ہے نیک ہے عبادت کا یہ اجتماعی انداز دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ہے اگر ہے تو صرف مذہبِ اسلام میں ہے۔

امیر ہو یا غریب، فلک بوس عمارت کا مکیں ہو یا فرشِ خاک پر لیٹنے والا مسکین، باوقار زمانہ ہو یا فقر و فاقہ کو گلے لگانے والا، عہدیدار ہو یا خانہ بدوش بلا امتیاز جماعت میں سب کو شانہ بشانہ کھڑا ہونا ہے اگلی صف میں پہلے سے موجود گدڑی پوش فقیر کو آنے والا شہنشاہ تاجپوش نہیں اٹھا سکتا ہے۔ غریب امام اشراف زمانہ مقتدی کو اپنے پیچھے جھکوا کر ارکان نماز ادا کرتا ہے اس کا فلسفہ یہ ہے کہ خانۂ خدا میں دنیاوی دولت مقدم نہیں ہے تقویٰ مقدم ہے۔ "اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ" اللہ جل جلالہ کو تمہارا تقویٰ

پسند ہے لہٰذا امام شہنشاہِ روزگار نہ ہوگا، تقدس شعار ہوگا، متقی پرہیزگار ہوگا۔

برائے فتح پہلی شرط ہے ثابت قدم رہنا
جماعت کا بہم رکھنا، جماعت کا بہم رہنا

"اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ"
بیشک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

## جماعت کے بعد دعا

جماعت کے بعد امام کو حکم ہوتا ہے کہ دعا قبلۂ نماز کی طرف نہ کی جائے بلکہ پورب، اتر، دکھن قبلہ کے علاوہ جس طرف چاہے کی جائے، اور افضل یہ ہے کہ گنبدِ خضریٰ کی طرف منہ پھیر کر دعا کی جائے، عین قبلہ کی طرف دعا کرنے کو فقہائے کرام مکروہ بتاتے ہیں، امام ہی کو یہ حکم اس لیے ہوتا ہے کہ امام اپنے مقتدیوں کا نمائندہ ہوتا ہے، امام نے منہ پھیرلیا گویا پوری قوم مقتدیوں نے منہ پھیرلیا۔

راز یہ ہے کہ خدا کی نماز قبلۂ نماز کی طرف ہوگی اور قبولیت کی دعا قبلہ نماز کی طرف نہ ہوگی، قبلۂ ایمان کی طرف ہوگی کعبہ کے کعبہ کی طرف ہوگی، رخ پاک مصطفیٰ قبلۂ ایمان ہے، کعبہ کا کعبہ ہے کائنات کا سر کعبہ کی طرف جھکتا ہے اور کعبہ کا سر مدینۃ النبی کی طرف جھکتا ہے، کیا ہی خوب فرمایا ہے تاجدار اہلسنّت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان نے

تیرے ہی جانب ہے پانچوں وقت سجدہ نور کا
رخ ہے قبلہ نور کا، ابرو ہے کعبہ نور کا

مسلمانو یقین جانو کہ تمہاری دعا قبلہ نور کی طرف ہوگی، کعبۂ ایمان کی طرف ہوگی قبول ہوگی ایسا لگتا ہے کہ خدا نے اپنی ہر ادائے عبادت میں اپنے محبوب کی ادا کو ملحوظ رکھا ہے، گستاخِ نبی جہاں سے نبی کا انداز محبت بھلانے کی کوشش کر رہا ہے، وہیں نبی آخرالزماں کا نقشِ قدم رہبری کرتا نظر آرہا ہے اور جہاں جہاں نبی کا نقش قدم ہوگا وہاں وہاں نبی کی یاد ہوگی۔

کچھ لوگ یہ سوچ کر چلے کہ صرف خدا کا ذکر کریں گے، تلاش کرنے لگے جس عبادت کو دیکھا نبی کا اندازِ عبادت ملا، بڑی جدوجہد کے بعد نماز کی طرف پلٹے شاید نبی کی یاد نہ آئے گی، نبی کا جلوہ نہ دیکھیں گے لیکن جب نماز میں آئے تو تکبیر تحریمہ سے لے کر ختم دعا تک رسول ہی کا انداز ملا رسول ہی کی ادا ملی، رسول ہی کا نقشِ قدم ملا۔

معلوم ہوا کہ ذکر خدا، ذکر مصطفیٰ کے بعد ہی ہوتا ہے۔ رسالت سے وحدت کا پتہ ملتا ہے، نبوت سے وحدانیت کی معرفت ہوا کرتی ہے۔

ذکر روکے فضل کاٹے عیب کا جویا رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

اَللّٰهُ ربُّ مُحَمَّدٍ صَلا علیہِ وسَلَّمَا
نحنُ عِبادُ مُحَمَّدٍ صَلاَّ عَلَیْہِ وسَلَّمَا

## یہ نماز محبت ہے

نماز اس طرح پڑھنے کا حکم ہے شرائط نماز پوری کرنے کے بعد نیت باندھ لی جائے حالتِ قیام میں زبان پر قرآن ہو اور نگاہ سجدہ گاہ دیکھ رہی ہو، حالتِ رکوع میں زبان پر سبحان ربی العظیم ہو اور نگاہ قدم دیکھ رہی ہو، سجدہ میں زبان پر سبحان ربی الاعلیٰ ہو اور نگاہ اپنی جگہ دیکھ رہی ہو، قعدہ میں زبان پر تحیات و درود ہو اور نگاہ اپنی گود دیکھ رہی ہو۔ سلام کرنے میں زبان پر السلام علیکم ورحمۃ اللہ ہو اور نگاہ کاندھے پر ہو، یہ ہے شرعی نماز جو عام طور سے پڑھی جاتی ہے۔

اور نماز محبت یہ ہے کہ زبان پر قرآن ہو اور نگاہ کعبہ دیکھ رہی ہو، زبان پر تسبیح ہو اور نگاہ خدا کو دیکھ رہی ہو، زبان پر تحیات ہو اور ذہن میں خدا کا تصور ہو اور دماغ جلوہ گاہِ ناز کا مشاہدہ کر رہا ہو، سر کی آنکھ کعبہ دیکھ رہی ہو اور دل کی آنکھ دیدار الٰہی کر رہی ہو قسم خدا کی یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوگی جب نمازی مصطفیٰ جان رحمت کا اندازِ سجدہ لئے ہوئے ہوگا، نور مجسم کا اندازِ رکوع لئے ہوئے ہوگا۔

نقشہ نمازی یوں نمازِ عشق کا کھینچا کرے
میں اسے دیکھا کروں اور وہ مجھے دیکھا کرے

Scanned by CamScanner

آپ غور کرتے چلئے بات واضح ہوتی جائے گی، نمازی حالت نماز میں کئی منزلوں سے گذرتا ہے اور نمازی کی مختلف کیفیت ہوا کرتی ہے مگر چار کوائف خاص کر نمایاں ہوتے ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| قیام | رکوع | سجدہ | قعدہ |

نمازی کی ان کیفیتوں کو دھیان میں رکھئے اور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی احمد پر نظر ڈالئے چار حروف ہیں، ادھر نمازی کی چار نمایاں حالت ادھر احمد کے چار مقدس حروف اس چار میں کتنی مناسبت ہے، اندازہ لگائیے نمازی حالتِ قیام میں احمد کا الف نظر آتا ہے حالتِ رکوع میں احمد کی ح نظر آتا ہے، حالتِ سجدہ میں احمد کی میم نظر آتا ہے اور حالتِ قعدہ میں احمد کی دال نظر آتا ہے۔ جس کا صریح مطلب یہ ہے کہ نماز خدا کی ہوگی ادا مصطفیٰ کی ہوگی عبادت خدا کی ہوگی، اندازِ عبادت محبوبِ کبریا کا ہوگا، قیام خدا کا ہوگا حالتِ قیام مصطفیٰ کی ہوگی، رکوع خدا کا ہوگا حالتِ رکوع مصطفیٰ کی ہوگی سجدہ خدا کا ہوگا حالتِ سجدہ مصطفیٰ کی ہوگی، قعدہ خدا کا ہوگا کیفیت رسول اعظم کی ہوگی۔ جو نمازی خدا کی نماز سے محبت کرے گا وہ مصطفیٰ کی ادا سے محبت کرے گا اور جو عبادت اندازِ محبوب لے کر جائے گی قبول کی جائے گی جو عبادت کیفیت مصطفیٰ لے کر نہیں آئے گی مردود کر دی جائے گی۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

"اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ"

بیشک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے

## پچاس نمازیں

معراج کی واپسی ہے، چھٹے آسمان پر سیدنا موسیٰ کلیم اللہ سے ملاقات ہوئی ہے، صدائے مرحبا اور تبریک وتہنیت کی گونج میں پوچھتے ہیں یا رسول اللہ کیا تحفہ عنایت ہوا؟ آقا جواب دیتے ہیں "ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلٰوةُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً كُلَّ يَوْمٍ"

روزانہ پچاس نمازوں کا بیش بہا تحفہ ملا ہے۔ موسیٰ کلیم اللہ نے کہا میری امت بنی اسرائیل پر صرف دو وقت کی نماز فرض تھی ادا نہیں کر پائی آپ کی امت پچاس کیونکر پڑھے گی، معاف کرائیے سرورِ کونین بارگاہِ قدس میں تشریف لے جاتے ہیں اور معافی کی التجا کرتے ہیں، پانچ نمازیں معاف کردی جاتی ہیں، اس طرح متواتر نو بار تشریف لے جاتے ہیں اور ۴۵ وقت کی نمازیں معاف ہو جاتی ہیں۔

آپ کہیں گے امتِ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر موسیٰ علیہ السلام کا احسان ہے ورنہ پچاس نماز بار گراں ہوتی، طائرانہ نہیں غائرانہ نگاہ ڈالئے تو سمجھ میں آئے گا کہ اس میں دونوں طرف سے فائدہ ہے، موسیٰ علیہ السلام کا احسان ہے تو موسیٰ علیہ السلام کا فائدہ بھی، احسان تو ظاہر ہے اور فائدہ یہ ہے کہ کوہِ طور پر ''رب ارنی'' کہا تھا تو جواب ملا تھا ''لن ترانی'' ہرگز نہیں دیکھ سکتے آج اچھا موقع ہے نگاہِ رسول اللہ نے بلاواسطہ خدا کا دیدار کیا ہے، ہم نگاہِ رسول ہی کو دیکھ لیں تا کہ دیدارِ الٰہی کا مزہ آجائے۔

اللہ جل جلالہ نے پچاس کی دولتِ نماز عطا فرما کر یہ رازِ پنہاں رکھا تھا تا کہ میرے محبوب بار بار آتے رہیں اور دیدارِ الٰہی کرتے رہیں۔

۴۵ نمازیں گرچہ معاف ہو گئیں مگر خدا کا وعدہ ہے

''مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا'' جو ایک نیکی لائے گا اس کے بدلہ دس گنا دیا جائے گا۔

ایک نیکی گر کوئی بندہ کرے
ایک کے بدلے میں اس کو دس ملے

اے محبوب تمہاری امت پانچ ہی نماز پڑھے گی اور ہم پانچ پر نقطہ لگا دیں گے ثواب پچاس کا ملے گا۔ یہ حد درجہ محبت کی علامت ہے کہ پانچ پڑھو پچاس پاؤ۔

یہ واقعہ ان لوگوں کے لیے بھرپور طمانچہ ہے جو نبی کو مر کر مٹی میں ملا ہوا تصور کرتے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اگر انبیاء مردہ ہوتے تو موسیٰ کلیم اللہ یہ سوال کیوں کرتے اور امتِ رسول پر احسان کس طرح ہوتا۔

معلوم ہوا کہ نبی مردہ نہیں زندہ ہیں اور اس طرح زندہ ہیں کہ مدد پہونچانے کی

Scanned by CamScanner

صلاحیت رکھتے ہیں۔ جب کلیم اللہ کا یہ عالم ہے تو حبیب اللہ کا عالم کیا ہوگا۔

وہ عبادت ہی نہیں جس میں نہ ہو حبِّ رسول
جس میں بو پائی نہیں جاتی وہ ہیں کاغذ کے پھول

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

## بزرگوں کی نماز

ہمارے بزرگوں کو نماز سے عشق تھا، مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ حالتِ سجدہ میں ہیں آپ کے قدمِ ناز سے تیر کھینچ لیا جاتا ہے، احساس تک نہیں ہوتا، حالتِ سجدہ میں امام حسین کو شہید کیا جاتا ہے اور مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے اپنے رب کے پاس چلے جاتے ہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ کا قیام اللیل دیکھ کر ستون کا تصور ہوتا تھا، غوثِ اعظم کی نماز سے خدا کی رحمت متوجہ ہوتی رہی۔

ایک بزرگ کے سامنے جنت کی نعمتوں کا ذکر ہونے لگا تو کہنے لگے جنت میں سب کچھ ہوگا نماز ہوگی یا نہیں؟ جواب دیا جاتا ہے کہ جنت میں نماز نہ ہوگی تو عشقِ نماز کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا مجھے ایسی جنت میں مزا نہیں ملے گا۔

کچھ ایسے نمازی ہوئے ہیں جن کا قیام لمبا ہوتا تھا، رکوع طویل ہوتا تھا، سجدہ کی مقدار زیادہ ہوتی تھی، پوچھا گیا اتنا لمبا قیام کیوں ہوتا ہے، تو جواب دیتے ہیں میں قیام کرتا ہوں اور جب تک خدا کی رحمت یہ نہیں کہہ دیتی ہے رکوع کیجئے آپ کا قیام مقبول ہے اس وقت تک رکوع کرتا رہتا ہوں جب تک سجدہ کی اجازت نہیں ہوتی، اس وقت تک سجدہ کرتا رہتا ہوں جب تک قبولیت کا پیغام نہیں آجاتا ہے۔

ان بزرگوں کی نماز پر آسمانی فرشتے رشک کیا کرتے تھے جن کا سر زمین پر ہوتا تھا دل عرش الٰہی پر ہوتا تھا۔

ڈھل جائیں زمین و آسماں مومن کے سجدے سے
خدا کی بندگی یہ ہے عبادت اس کو کہتے ہیں

Scanned by CamScanner

آج پھر دنیا کو اس نمازی کی ضرورت ہے، یا اللہ ذوقِ سجدہ عطا فرما، خشوع خضوع کی دولت عطا فرما۔

## بے نمازی کا انجام

یہ تھے نمازی کے احوال اب بے نمازی کی سنئے

بے نمازی اللہ اور رسول کے نزدیک بہت برا ہے، بے نمازی کا حساب سختی سے لیا جائے گا، بے نمازی کے لیے نہ نور ہوگا نہ برہان ہوگی۔ بے نمازی کا حشر فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ بعض اجلہ صحابہ اور امام شافعی کے نزدیک بے نمازی کافر ہے، امام اعظم ابو حنیفہ نے بے نمازی کو کافر تو نہیں کہا ہے البتہ کافر جیسا فرمایا ہے، اس مسئلہ میں سبھوں کا اتفاق ہے کہ بے نمازی فاسق معلن ہے، خداوند قدوس نے نماز سے سستی اور غفلت برتنے والوں کے لیے ارشاد فرمایا ہے:

"فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ" تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں۔ نماز سے بھولنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ پابندی سے نہ پڑھنا، بلا وجہ مسجد میں نہ پڑھنا، صحیح وقت پر نہ پڑھنا، بلا وجہ بغیر جماعت سے پڑھنا صحیح طریقہ سے ادا نہ کرنا، شوق سے نہ پڑھنا۔

جب نماز سے غفلت اور کسل کا نتیجہ خدائی ڈانٹ پھٹکار ہے تو بالکل نہ پڑھنے والا خدا کی نظر میں کتنا معتوب ہوگا آپ خود ہی اندازہ لگا لیجئے لیکن یہ بات بھی ذہن نشین رکھئے کہ صرف نماز کی بنیاد پر شفاعت کا امیدوار ہونا جہالت اور نادانی ہے، نجات صرف نماز سے نہ ہوگی فضلِ الٰہی کی بنیاد پر ہوگی رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہوگی۔

ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہوگئے تو رحمتِ پروردگار اپنی

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Scanned by CamScanner

## ساتویں تقریر

# عید معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیَاتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔

صَدَقَ اللّٰہُ مَوْلٰنَا الْعَظِیْمُ وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ الْکَرِیْمُ وَنَحْنُ عَلٰی ذَالِکَ مِنَ الشَّاھِدِیْنَ وَالشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

بادۂ توحید کے متوالو، شمعِ نبوت کے پروانو۔ شہداءِ ملت کے جاں نثارو، اولیاءِ امت کے طلبگارو، غوث اعظم کے دیوانو!

خاتم پیغمبراں، شفیع عاصیاں، باعثِ تکوین روزگار، سرکار ابدقرار، جانِ عالمین، سید المرسلین، طٰہٰ ویٰسین، فخرِ آدم و بنی آدم، مالکِ رقابِ امم، خلیفۃ اللہ اعظم، امین اسریٰ، شہنشاہِ دوسرا محمد عربی روحی فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار گہربار میں عقیدت ومحبت کے ساتھ درود وسلام کا ہدیہ پیش کیجئے اور والہانہ انداز میں غلامی کا ثبوت دیجئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

تاجدار اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں:

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے
خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے
بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے
یہی سماں تھا کہ پیکِ رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے
نبی امت شفیع رحمت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

## رحمت عالم کی شانِ عبدیت

پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی تا کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک اللہ سنتا دیکھتا ہے، سرکار دو عالم دنیا میں شان رسالت کے ساتھ تشریف لائے اور رب کی بارگاہ میں شان عبدیت کے ساتھ حاضر ہوئے، لہٰذا رسول کی ذات میں رحمت ہی رحمت ہے، رسول کی بات میں حکمت ہی حکمت ہے، رسول کی رات میں رفعت ہی رفعت ہے رسول کے ہاتھ میں برکت ہی برکت ہے، رسول کی گفتار میں راحت ہی راحت ہے، رسول کی رفتار میں شوکت ہی شوکت ہے، رسول کے کردار میں حرمت ہی حرمت ہے، رسول کے افکار میں رافت ہی رافت ہے، رسول کے اذکار میں عزت ہی عزت ہے، رسول کے دربار گہربار میں نکہت ہی نکہت ہے اور رسول کی توہین میں ذلت ہی ذلت ہے، رسول کے عناد میں زحمت ہی زحمت ہے، حکم رسول پر عمل کرنے میں

Scanned by CamScanner

نصرت ہی نصرت ہے، حکم رسول پر عمل نہ کرنے میں ظلمت ہی ظلمت ہے، اللہ کا فضل ہے کہ ہم نصرت والے ہیں، عزت والے ہیں ذلت والے نہیں ہیں۔

## معراج النبی کی حکمت

معراج النبی کیوں ہوئی سماعت فرمائیے

موسیٰ کلیم اللہ کو کوہِ طور پر اعجاز بخشا جاتا ہے اور ربانی ارشاد ہوتا ہے: اَلْقِ عَصَاكَ اپنا عصا پھینکیے، پھینک دیا گیا طرفۃ العین میں عصا اژدھا بن کر لہرانے لگتا ہے، کلیم اللہ خوف زدہ ہو جاتے ہیں یا ربی یہ کیا ماجرا ہے؟ حکم ہوتا ہے خُذْهَا وَلَا تَخَفْ پکڑ لو ڈرو نہیں، پکڑ لیا جاتا ہے، پھر وہی عصا کا عصا نظر آتا ہے اور حضرت موسیٰ کا خوف کافور ہو جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ دست نبوت کے اعجاز سے صورت بنتی بھی ہے بگڑتی بھی ہے۔

آپ غور کیجیے موسیٰ کلیم اللہ کو پہلے مشاہدہ کیوں کرایا گیا ٹریننگ کیوں دی گئی، غرض یہ تھی کہ موسیٰ کلیم اللہ کو فرعون لعین کے مقابلہ میں آنا تھا، فسطائی طاقت کے خلاف آواز اٹھانا تھا، طاغوتی نظام کو درہم برہم کرنا تھا، کلیم اللہ کو پہلے ٹرینڈ نہ کر دیا جاتا۔ آپ طلسمات فرعون کے مقابلہ میں آتے عصا ڈالتے سانپ بنتا اور موسیٰ کلیم اللہ ڈر جاتے، معجزہ کی غرض فوت ہو جاتی، لہٰذا ربِّ ذوالجلال نے اظہارِ نبوت کے لیے ٹرینڈ کر کے بھیجا، مشاہدہ کرا کے بھیجا۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام بارگاہِ الٰہی سے ہر معاملہ میں ٹرینڈ ہو کے آتے ہیں، سمجھ بوجھ کے آتے ہیں، بے مثل و بے مثال ہو کے آتے ہیں۔

آمدم برسرِ مطلب اس تمثیل کی روشنی میں معراج النبی کی حکمت بھی حل ہو گئی قیامت کا دن بڑا ہولناک ہوگا، باپ بیٹے سے کترائے گا، غلام آقا سے بھاگے گا لوگ پسینے میں غرق ہوں گے، بھائی بھائی سے بیزار ہوگا، کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، نفسی نفسی کا عالم ہوگا، عام تو عام اچھے خاصے بھی بے حال ہوں گے، امتی اپنے لیے پریشان ہوں گے، انبیاء امتی کے لیے حیران ہوں گے، دل ہلانے والا پلِ صراط کا منظر ہوگا، شفاعت کا مسئلہ ہوگا لوگ شفیع کی تلاش میں ہوں گے۔

Scanned by CamScanner

لہٰذا رب ذوالجلال نے محبوب باکمال کو معراج میں بلا کر بتادیا، مشاہدہ کرادیا کہ محبوب جنت دیکھ لو یہ عاشقانِ جمال مصطفیٰ کا مسکن ہے، جہنم دیکھ لو یہ باغیانِ مجتبیٰ کا برا ٹھکانا ہے، لامکاں کی سیر کرلو یہاں جسم وجسمانیات تو درکنار کسی کا وہم وگمان بھی نہیں آیا ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ کی حسین وادی دیکھ لو یہ جبرئیل کا آخری مقام اور مکان ولامکاں کی سرحد ہے، میزانِ عدالت دیکھ لو یہاں نامۂ اعمال تولا جائے گا، حوضِ کوثر کا جام ومینا دیکھ لو جو تیری رحمت کے طفیل پلایا جائے گا، یہ لواء الحمد کا مقام ہے، یہ مقام محمود ہے، یہاں اگلے پچھلے سب تیری تعریف کرتے ہوں گے اس مقام پر شفاعتِ کبریٰ کا سہرا تیرے سر باندھا جائے گا، میدانِ قیامت کا نقشہ دیکھ لو جہاں انبیاء کی زبان پر اذهبوا الى غيرى کی صدا ہوگی اور تیری زبانِ فیض ترجمان پر انا لها انا لها کی ندا ہوگی، شفاعت کی دعا ہوگی گنہگاروں کو گناہ کی فکر ہوگی تم کو پناہ کی فکر ہوگی۔

اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ سر کی آنکھوں سے
تم مجھے دیکھ لو میں تجھے دیکھ لوں دیکھنے کا مزہ آج کی رات ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِكَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ بَارِكْ وَسَلِّمْ صلوٰةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

## معراج کا واقعہ

نبوت کا بارھواں سال ہے، رجب المرجب کا مقدس مہینہ ہے ستائیسویں شب ہے، مدنی تاجدار کعبۃ اللہ کے شمالی جانب اپنی چچا زاد بہن ام ہانی بنت ابوطالب کے حجرۂ ناز میں بستر نبوت پر استراحت فرماہیں، آنکھیں سورہی ہیں دل بیدار ہے، جبرئیل امیں پچاس ہزار نوری فرشتوں کا جھرمٹ لے کر براق برق رفتار کے ساتھ خدمت اقدس میں باریاب ہوتے ہیں۔

ملائکہ مقربین کی تسبیح وتہلیل سے حرم شریف کا گردوپیش گونج اٹھتا ہے خود حرم محترم مسرت وشادمانی سے جھوم جاتا ہے، حضرت جبرئیل کھڑے حیران ہیں کیسے جگاؤں، کیا کروں، بول کے جگاتا ہوں تو بے ادبی ہوتی ہے، خاموش کھڑا رہتا ہوں تو مقصد فوت ہوتا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جبریل امیں ایں جا

رب اکبر کی طرف سے طریقہ بتایا جاتا ہے، جبریل اپنی نورانی پتلی رسول کے نازنین تلوا سے مس کرو، ٹھنڈک محسوس ہوگی، میرا محبوب بیدار ہو جائے گا، مس کردی جاتی ہے، رسول اعظم بیدار ہو جاتے ہیں، عالم قدس کی بزمِ نور میں شرکت کے لیے رب العرش کا مخصوص دعوت نامہ پیش کیا جاتا ہے، بعدہٗ لاکھوں جاہ وجلال کے ساتھ عرش اعظم کا خصوصی مہمان حریم اعلیٰ سے نکل کر کعبہ میں تشریف لاتا ہے، شق صدر کے بعد انوار وتجلیات سے سینۂ بے کینہ کو منور کر دیا جاتا ہے، پھر سیاحِ لامکاں مسجدِ اقصیٰ ہوتے ہوئے آسمان کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔

کیا سمجھے آپ؟ میرا رسول ہر رات قیام اللیل کیا کرتا تھا آج قصداً سلا دیا گیا ہے، وجہ یہ تھی کہ آج کی رات نور اور نوری کا فرق واضح کرنا تھا عبدیت اور ملکیت کے مابین خط فاصل کھینچنا تھا، جبرئیل دستِ نبوت پر کافوری پتلی مل سکتے تھے، جبینِ رسالت کا بوسہ دے کر بیدار کر سکتے تھے مقصد پورا ہو جاتا، لیکن نہیں رسولِ رحمت کا تلوا ملوایا جا رہا ہے اور نورانی آنکھوں سے مس کرایا جا رہا ہے یہ اس بات کی صراحت ہے کہ جہاں سے ملائکہ کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے وہیں سے نبی کی نبوت شروع ہوا کرتی ہے۔

معلوم ہوا کہ مقام ملائکہ کی انتہا مقام مصطفیٰ کی ابتدا ہے۔

## رسولِ خدا بارگاہِ خدا میں

رسول کردگار بارگاہِ پروردگار میں ہے، طالب مطلوب سے مل رہا ہے، مطلوب طالب کو دیکھ رہا ہے، ایک پر کیف آواز آتی ہے:

"اُدْنُ مِنِّی یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃ اُدْنُ مِنِّی یا احمد مُختار"

اے افضل الخلائق نزدیک آیئے، اے اکرام الخصائل نزدیک آیئے

رسول کا مبارک قدم بڑھتا ہی گیا، سرکار کہاں پہنچ گئے معلوم نہیں دنیٰ فتدلیٰ کا نازک مقام ہے، تجلیاتِ جلالی وجمالی نے معراج کے سرتاج کو آغوش قربت میں

لے لیا ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی کے مطابق آقا شنید کی منزل سے بالاتر ہو کر دید کی منزل میں پہونچ گئے ہیں اور سر کی آنکھوں سے رب کا دیدار کر رہے ہیں، خدا نے کیا دیا مصطفیٰ نے کیا لیا، خدا جانے مصطفیٰ جانے ہم صرف اتنا جانتے ہیں۔

ان کی معراج تو یہ ہے کہ خدا تک پہنچے
میری معراج یہ ہے ان کے قدم تک پہنچا

محب اپنے محبوب سے پوچھتا ہے کیا تحفہ لائے ہو؟ حضور عرض کرتے ہیں: "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ" زبانی عبادت، بدنی عبادت، مالی عبادت، سب کچھ اللہ کے لیے ہے، نذرانۂ خُلوص قبول کرلیا جاتا ہے اور جواباً ارشاد ہوتا ہے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔" اے نبی تجھ پر سلامتی کا پیغام ہے۔

حضور کا رحم وکرم تو دیکھئے امت سے الفت کی قربت ملاحظہ فرمائیے۔ رب کے پاس اپنے ساتھ گنہگار امت کو یاد فرمایا اور یوں عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ" سلامتی کا پیغام ہم پر بھی اللہ کے نیک بندوں پر بھی۔ جب فرشتوں نے طالب ومطلوب کا اندازِ کریمانہ دیکھا تو ایک زبان ہو کر سب بول اٹھے۔

"وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

معلوم ہوا کہ نماز میں پڑھی جانے والی واجب تحیات کبریا اور مصطفیٰ کی مخصوص گفتگو ہے، فرشتوں کا خلوص ہے، معبودِ حقیقی سے راز ونیاز کے درمیان امت کو یاد فرمانا یہ بتا رہا ہے کہ امتو تم بھی نماز میں مجھے یاد رکھنا دیدارِ الٰہی میری معراج ہے اور نماز امت کی معراج ہے، میں نے اپنی معراج میں امت پر سلام بھیجا، امت اپنی معراج میں مجھ پر سلام بھیجے۔

دھیان دیجئے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ کس نے کہا تھا رب نے کہا تھا، پتہ چلا کہ یا نبی کہنا خدا کی سنت ہے، یا رسول کہنا خدا کی سنت ہے اور سنت پر عمل کرنے والا اہل سنت ہے اور سنت سے انحراف ذلت ہے اور ذلت پر عمل کرنے والا اہلِ ذلت ہے۔

Scanned by CamScanner

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

## لفظ معراج کی توضیح

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

معراج کس کو ہوئی، کہاں ہوئی، کس وقت ہوئی، کس کے پاس ہوئی، کس حال میں ہوئی، ان سوالات کے جوابات لفظ معراج ہی میں موجود ہیں۔

میم بتا رہی ہے کہ محمد رسول اللہ کو ہوئی، عین بتا رہی ہے کہ عرشِ اعظم پر ہوئی، رے دلالت کرتی ہے کہ دن میں نہیں رات میں ہوئی، الف وضاحت کرتا ہے کہ اللہ کے پاس ہوئی اور جیم صراحت کرتی ہے کہ سوتے ہوئے نہیں جگتے ہوئے ہوئی۔

جسمانی معراج کس نے کرایا، کس نے کیا، جواب قرآن سے پوچھئے۔
سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ" سبحان نے کرایا سلطان نے کیا اور تفصیلی جواب یہ ہے کہ جس خدا نے کوہِ طور کی چوٹی پر کلیم اللہ کو شرف ہمکلامی بخشا، اسی نے حبیب اللہ کو عرش کی بلندی پر شرف دید سے مشرف فرمایا، جس خدا نے سیدنا موسیٰ کے لیے دریائے نیل کی موجوں کا سینہ چیر کر خشکی پیدا فرمائی، اسی خدا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے فرشِ زمین سے عرش بریں تک جملہ حجابات کو ہٹا کر نورانی راستہ پیدا فرمادیا۔ جہاں سے سرکار گئے بھی پل بھر میں آئے بھی، جس خدا نے خلیل اللہ کے لیے بھڑکتے شعلوں اور دہکتے انگاروں کو چمنستان بنادیا اسی پروردگار نے معراج کے دولہا کے لیے ناری کُرّوں کو نورانی لباس میں ملبوس کردیا جب پل بھر میں روح الامین کا عرش کی بلندی پر جانا اور آنا تسلیم ہے تو مہبط جبریل کا عالم کیا ہوگا۔

وہی جلوہ شہر بہ شہر ہے وہی اصل عالم و دہر ہے
وہی بحر ہے وہی لہر ہے وہی پاٹ ہے وہی دھار ہے

Scanned by CamScanner

# سدرہ کا مقام نور

اب میں آپ کو سدرۃ المنتہیٰ کے مقام نور کی طرف لے چل رہا ہوں۔ یہاں ایک بیری کا درخت ہے، جس کے پتے ہرے اور ہاتھی کان کی طرح بڑے ہیں، اس کے پھل مٹکے کی طرح گول اور نہایت خوبصورت ہیں۔

ساتوں آسمانوں کی سیر فرماتے ہوئے سرکار دو جہاں سدرۃ المنتہیٰ میں تشریف فرما ہوتے ہیں، یہاں پہونچ کر شہباز سدرہ کے بازو تھک جاتے ہیں ہمت جواب دے دیتی ہے اور روح الامین زمین خدمت چوم کر رخصت چاہتے ہیں، حضور ارشاد فرماتے ہیں جبرئیل ایسے مقام نور و سرور میں پہنچ کر کوئی محب محبوب سے رخصت ہوتا ہے، جبریل امین عرض کرتے ہیں۔

اگر یک سرے موئے برتر پرم
فروغِ تجلی بسوزد پرم

یارسول اللہ میں اپنے مقام سدرہ سے ایک بال کے برابر آگے بڑھوں گا تو تجلی کی روشنی سے میرے پر جل جائیں گے، یا حبیب اللہ یہ میری حد ہے اس سے آگے جانے کی تاب و طاقت مجھ میں نہیں آپ میں ہے، غور کرو مسلمانو جبریل نے رسول کو اپنی طرح نہ سمجھا ورنہ روک لیتے اور رسول اعظم نے بھی جبریل کو اپنی طرح نہ سمجھا ورنہ رک جاتے حیرت ہے کہ جب روح الامین نے مقام سدرہ میں رسول کو اپنی طرح نہیں سمجھا تو کچھ روح لعین لوگ دنیا میں خود کو رسول کی طرح کیوں کر سمجھتے ہیں۔ میرے آقا نے جبریل سے فرمایا، جبریل خدا کے حکم سے میرے صدقے میں دنیا کی حاجت روائی تم کرتے ہو اس وقت تمہاری حاجت روائی میں کروں گا۔ کوئی حاجت ہو تو بتاؤ؟ جبریل عرض کرتے ہیں، سرکارِ لامکاں اس کے سوا میری کوئی حاجت نہیں ہے کہ صراط کے باریک پل پر آپ کی امت کے لیے میں اپنا بازو پھیلا سکوں، تاکہ حضور کا ایک ایک غلام آسانی کے ساتھ پل صراط سے گذر جائے اور میں لطف و لذت محسوس کرتا رہوں۔

پل سے اتارو راہ گذر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

روح الامین کی یہ التجا قبول کر لی جاتی ہے اور محمد رسول اللہ نور و عرفان کے مقام خاص میں پہونچ جاتے ہیں۔ جانتے ہو سیدنا جبریل نے یہ التجا کیوں کی بظاہر اس التجا میں جبریل کا کوئی فائدہ نظر نہیں آرہا ہے لیکن فائدہ ہے ضرور ہے بلکہ امت سے زیادہ فائدہ جبریل امین کا ہے، جبریل علیہ السلام کا مقصد رسولِ اعظم کا خوش کرنا تھا اور رسول کو امت سے زیادہ پیار ہے، جبریل نے سوچا نازک وقت میں پل صراط سے امتِ رسول کو گذار دوں گا رسول خوش ہو جائیں گے، جب رسول خوش ہو جائیں گے تو خدا خوش ہو جائے گا۔ گویا جبریل امین نے یہ مانگ کر عملی طور سے اپنے اس عقیدہ کا اظہار فرمایا۔

منزل ملی، مراد ملی، مدعا ملا
مل جائیں جو حضور تو سمجھو خدا ملا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ مَنْبَعِ الْعِلْمِ وَالْحِلْمِ وَالْحِکَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

## معراج اور علم غیب

راز و نیاز کے درمیان ربِ اکبر نے اپنے محبوب سے کچھ سوال کیے، حضور اس کا جواب نہ دے سکے، قدرت نے رسول اعظم کے شانوں کے مابین ید قدرت رکھا آقا نے اپنے سینے میں ٹھنڈک محسوس کی اور اولین و آخرین کے علوم منکشف ہو گئے اور کچھ علوم ایسے عطا فرمائے جس کے اخفا پر وعدہ بھی لے لیا گیا، وہ اخص الخاص علم جس کے برداشت کی طاقت کسی میں نہیں ہے اگر ہے تو سرکارِ عالمین میں ہے، انہیں علوم میں علوم خمسہ بھی ہیں اور ما کان و ما یکون کا علم غیب بھی۔ یہ میرا عقیدہ ہے کہ جس رسول نے غیب الغیوب رب العالمین کا مشاہدہ کر لیا ہو اس رسول کی نگاہِ رسالت سے دنیا و مافیہا کی کوئی چیز چھپ ہی نہیں سکتی ہے جب رسول اعظم معراج سے واپس ہوئے تو زنجیر ہل رہی تھی بسترِ نبوت تا دم واپسی گرم تھا۔

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
ایک دم میں سر عرش گئے آئے محمد

Scanned by CamScanner

صدیق اکبر کو معلوم ہوتا ہے اور بغیر چون و چرا صداقت وحقانیت کا اقرار کر لیتے ہیں بارگاہِ رسالت سے صدیق کا لقب پاتے ہیں کفار مکہ جنہوں نے بعثت سے قبل رسول کو سروں پر بٹھالا تھا اور دل کی دھڑکنوں میں جگہ دی تھی اور رسول کی عظمت کا خطبہ پڑھتے تھے اپنی قدیم روایت کے مطابق معرج النبی سے انکار کر بیٹھتے ہیں، اور ابو جہل مکہ کی گلیوں میں اعلان کرتا پھر رہا تھا کہ محمد ساحر ہے کاذب ہے نعوذ باللہ۔

## نجم نبوت کی قسم

وَالنَّجمِ اذاھَویٰ نجم نبوت کی قسم جب یہ معراج سے واپس آیا۔ شبِ معراج میں حضور کا بیت المقدس میں جانا حضور کی معراج نہیں بیت المقدس کی معراج ہے، آسمان پر جانا حضور کی معراج نہیں آسمان کی معراج ہے۔ عرشِ اعظم پر جانا حضور کی معراج نہیں عرشْ اعظم کی معراج ہے، جنت کی سیر کرنا حضور کی معراج نہیں جنت کی معراج ہے، بیت المعمور میں جانا حضور کی معراج نہیں بیت المعمور کی معراج ہے، جہاں جہاں آقا کا نقشِ قدم پڑتا گیا اس مقام کی معراج ہوتی گئی، معلوم ہوا کہ رسول اعظم کی سیر تھی کائنات کی معراج تھی۔ قرآن مجید نے معراج میں جانے کی قسم نہیں کھائی ہے معراج سے واپس آنے کی قسم کھائی ہے۔

"وَالنَّجمِ اِذَا ھَویٰ" قسم ہے نجم نبوت کی جب یہ معراج سے واپس ہوا۔ حالانکہ رسول کا معراج کے لیے جانا بھی معجزہ ہے، آنا بھی معجزہ ہے اور دیدار الٰہی کرنا معراج رسول ہے، وجہ یہ ہے کہ نور نور سے ملنے گیا تھا اور نور مصطفیٰ اپنے مقام میں گیا تھا، دیدارِ الٰہی کرنے کے بعد نور مصطفیٰ کو وہیں رہ جانا چاہیے تھا آنا نہیں چاہیے تھا اس لیے کہ فطرۃً ہر مخلوق اپنے مکان میں پہنچ کر رک جایا کرتی ہے اس کے باوجود آقا تشریف لے آئے تاکہ امت، رسول محترم کا مقامِ نور پہچان لے اور صدیقِ اکبر کی صداقت ظاہر ہو جائے، پھر بھی امت نے رسول کا مقام نہیں پہچانا اس لیے کہ عام مومنین کے مقام کی انتہا مقام اولیا کی ابتدا ہے، مقام اولیا کی انتہا مقام شہداء کی ابتدا ہے، اور مقام شہداء کی انتہا مقام صدیقاں کی ابتداء ہے، مقام اولیا کی انتہا مقام شہداء کی

ابتدا ہے، اور مقام شہداء کی انتہا مقام رسل کی ابتدا ہے اور مقام رسل کی انتہا مقام اولو العزم کی ابتدا ہے اور مقام اولوالعزم کی انتہا مقام مصطفیٰ کی ابتداء ہے اور مقام مصطفیٰ کی انتہا کیا ہے میں نہیں جانتا بلکہ رب العالمین کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا پاک ہے وہ ذات جو اپنے خاص بندے کو رات کے مختصر حصے میں سیر کرائی مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔

ان کی معراج تو یہ ہے کہ خدا تک پہونچے
میری معراج یہ ہے ان کے قدم تک پہونچا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

## دُعا

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدار حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
انکے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پلصراط
آفتابِ ہاشمی نور الہدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سلم کہنے والے غم زُدا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دعائیں نیک ہم تجھ سے کریں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

●□●

Scanned by CamScanner

# نعت سرورِ کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ

مالکِ دو جہاں مدینے میں رہبرِ انس وجاں مدینے میں
عالم رنگ وبو ہے باغیچہ اور ہے باغباں مدینے میں
جس کو جانِ جہان کہتے ہیں ہے وہی مہرباں مدینے میں
کیوں پریشان ہو زمانے سے جاؤ اے ناتواں مدینے میں
بارش نور ہورہی ہے جہاں ہے وہی آستاں مدینے میں
جس کی عظمت پہ ہم تصدق ہیں ہے وہ جنت نشاں مدینے میں
اس سے افضل مقام کیا ہوگا ہواگر آشیاں مدینے میں

دیکھنا ہو اگر یہاں مصلح
چل کے دیکھو جناں مدینے میں

●□●

# شجرۂ طیبہ
## قادریہ رضویہ

ا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے / یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے / کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے
سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ ہمیں / علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے
صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر / بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
بہر معروف و سری معروف دے بے خود سری / جندِ حق میں گن جنید با صفا کے واسطے
بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا / ایک کا رکھ عبدِ واحد بے ریا کے واسطے
بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد / بوالحسن اور بوسعید سعدزا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا / قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے
احسن اللہ لہم رزقاً سے دے رزق حسن / بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے
نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ / دے حیات دیں محی جانفزا کے واسطے
طور عرفان و علو و حمد و حسنٰی و بہا / دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے
بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر / بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے
خانۂ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال / شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے
دے محمد کیلئے روزی کر احمد کیلئے / خوان فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے
دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے / عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے
حب اہلِ بیت دے آل محمد کے لئے / کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے
دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پر نور کر / اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے
دو جہاں میں خادمِ آل رسول اللہ کر / حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے
کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے / میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

صدقہ اِن اعیاں کا دے چھ عین عز، علم و عمل
عفو عرفان عافیت احمد رضا کے واسطے

Scanned by CamScanner

# مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یار ارم تاجدار حرم
نو بہار شفاعت پہ لاکھوں سلام

عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اسکی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

دور ونزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے سر سروراں خم رہیں !
اس سر تاج رفعت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

کسی کتاب ورسالہ کی کمپوزنگ کرانی ہو، کوئی کتاب، رسالہ،
کیلنڈر چھپوانا ہو، تو آپ رضوی کتاب گھر سے رابطہ کیجئے

رابطے کا پتہ

رضوی کتاب گھر رجسٹرڈ

۴۲۵، اُردو مارکیٹ، مٹیا محل، جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
فون: 3264524

Razavi Kitab Ghar
425 Urdu Market Matia Mahal Jama Masjid Delhi-6

# خیر البشر پر لاکھوں سلام

خیر البشر پر لاکھوں سلام
لاکھوں درود اور لاکھوں سلام

روزِ ازل جو چمکا تھا نور — محشر میں ہوگا اُس کا ظہور
اوّل سے آخر ان ہی کا نام — خیر البشر پر لاکھوں سلام

جن و ملائک تیرے غلام — سب سے سوا ہے تیرا مقام
یٰسٓ و طٰہٰ تیرے ہی نام — خیر البشر پر لاکھوں سلام

جود و سخا کا پرچم تو ہی — زخم جہاں کا مرہم تو ہی
مشکل کشائی تیرا ہی کام — خیر البشر پر لاکھوں سلام

عرش بریں تک چرچا تیرا — شمس و قمر ہے صدقہ تیرا
اے ماہِ کامل محسن تمام
خیر البشر پر لاکھوں سلام

## قطعہ

حد بھر کا زیاں کار سیہ کار ہوں میں
اُمت میں سب سے بڑا گنہگار ہوں میں
پر دل کو ہے اپنے اس سے ڈھارس
فرماتا ہے اللہ کی غفار ہوں میں

# اے شہنشاہ مدینہ الصّلوٰۃ والسّلام

اے شہنشاہِ مدینہ الصّلوٰۃ والسلام
زینت عرش معلّٰی الصّلوٰۃ والسلام

بت شکن آیا یہ کہہ کر سر کے بل بت گر پڑے
جھوم کے کہتا تھا کعبہ الصّلوٰۃ والسلام

رب ھبلی اُمتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
رب نے فرمایا کہ بخشا الصّلوٰۃ والسلام

غنچے چٹکے پھول مہکے چہچہائیں بلبلیں
گل کھلا باغ اُحد کا الصّلوٰۃ والسلام

خود خدائے پاک بھی حُب حبیب پاک میں
کہہ رہا ہے یہ ازل سے الصّلوٰۃ والسلام

سر جھکا کر باادب عشق رسول اللہ میں
کہہ رہا ہے ہر ستارہ الصّلوٰۃ والسلام

دست بستہ سب فرشتے پڑھتے ہیں ان پر درود
کیوں نہ ہو پھر وِردِ اپنا الصّلوٰۃ والسلام

مومنو پڑھتے رہو تم اپنے آقا پر درود
ہے فرشتوں کا وظیفہ الصّلوٰۃ والسلام

جب فرشتے قبر میں جلوہ دکھائیں آپ کا!
ہو زباں پر پیارے آقا الصّلوٰۃ والسلام

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصّلوٰۃ والسلام

# شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام
بدر الدجیٰ پر لاکھوں سلام

اعلیٰ سے اعلیٰ تیرے مقام
سب انبیاء کا تو ہے امام
کل اولیاء ہیں تیرے غلام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

ہے حکمرانی کس شان سے
قائم ہے تیرے فیضان سے
دنیا ودیں کا سارا نظام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

تیری عطا کی کیا بات ہے
ابر کرم کی برسات ہے
ردِّ بلا ہے تیرا ہی نام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

انجم کے آقا انجم ہی کیا
تیرے بھکاری تیرے گدا
سارے خواص اور سارے عوام
شمس الضحیٰ پر لاکھوں سلام

## قطعہ

کعبہ سے اگر تربتِ شہ افضل ہے
کیوں بائیں طرف اس کیلئے منزل ہے
اس فکر میں جو دل کی طرف دھیان گیا
سمجھا کہ وہ جسم ہے مرقد دل ہے

Regd. & Recognised by U.P. Govt

Ph (06335)52312

خدمت علم مقصد حیات

मदरसा हबीबिया इसलामिया مدرسہ حبیبیہ اسلامیہ

लाल गोपाल गंज इलाहाबाद (यू.पी.) لعل گوپال گنج، الہ آباد (یوپی)

**MADRASA HABIBIA ISLAMIA**

**LAL GOPALGANJ ALLAHABAD (U.P.)**

مدرسہ حبیبیہ اسلامیہ — سال تاسیس ۱۹۰۹ء

Ref................

Date 5-8-02

میں اپنی تصانیف شان خطابت، روح خطابت، جان خطابت، نور خطابت چھاپنے کا حق رضوی کتاب گھر مٹیا محل جامع مسجد دہلی کے سپرد کرتا ہوں لہٰذا کوئی صاحب چھاپنے کی جرأت نہ کریں، بغیر اجازتِ مصنّف اقدامِ طبع اخلاقی ومذہبی جرم ہے۔

میں اپنی تصانیف شان خطابت، روح خطابت، جان خطابت، نور خطابت

چھاپنے کا حق رضوی کتاب گھر مٹیا محل جامع مسجد دہلی کے سپرد کرتا ہوں لہذا کوئی صاحب

چھاپنے کی جرأت نہ کریں بغیر اجازت مصنف اقدام طبع اخلاقی و مذہبی جرم ہے

محمد مصلح الدین [illegible]

شیخ الحدیث مدرسہ حبیبیہ اسلامیہ

لعل گوپال گنج الہ آباد

# رضوی کتاب گھر کی اہم مطبوعات

| | | | |
|---|---|---|---|
| تفسیر روح البیان (مکمل پندرہ جلدوں میں) ((شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ)) Rs.4500 | قرآن پاک (کنز الایمان) امام احمد رضا (اردو ہندی انگریزی) Rs.160 | تفسیر الم نشرح مکمل جلد ((علامہ نقی علی بریلوی)) Rs.150/= | امام احمد رضا اور علم حدیث ((تین جلدوں میں)) ((مولانا محمد عیسیٰ رضوی قادری)) Rs.450/= |
| تاریخ کربلا ((مولانا [illegible] القادری)) Rs.110/= | سبع سنابل شریف ((حضرت میر عبد الواحد بلگرامی)) Rs.90/= | شرح الصدور اردو ترجمہ ((امام جلال الدین سیوطی)) Rs.60/= | احیاء العلوم مکمل چار جلدوں میں ((حضرت امام غزالی)) Rs.1800/= |
| سیرۃ الرسول سات جلدوں میں ((پیر محمد کرم شاہ ازہری)) Rs.1500/= | سفینۂ نوح مکمل ((مفتی محمد شفیع اوکاڑوی)) Rs.50/= | مکاشفۃ القلوب اردو ترجمہ ((حضرت امام غزالی)) Rs.100/= | سچی حکایات مکمل ابو النور محمد بشیر Rs.160/= |
| کتاب الشفاء مکمل دو جلد ((قاضی عیاض مالکی)) Rs.200/= | تاریخ نجد و حجاز ((مولانا عبد القیوم قادری)) Rs.100/= | سنی بہشتی زیور ((مفتی خلیل احمد برکاتی)) Rs.90/= | جذب القلوب اردو ترجمہ ((شیخ عبد الحق محدث دہلوی)) Rs.60/= |
| امام پاک اور یزید پلید ((مفتی محمد شفیع اوکاڑوی)) Rs.50/= | افکار رضا ((مولانا [illegible] الحسن [illegible])) Rs.50/= | اصلاح فکر و اعتقاد ((مولانا یٰسین اختر مصباحی)) Rs.100/= | کھانے پینے کی سنتیں ((مولانا [illegible] احمد رضوی)) Rs.60/= |
| خون کے آنسو مکمل مجلد ((علامہ مشتاق احمد نظامی)) Rs.75/= | حدائق بخشش نعتیہ دیوان ((امام احمد رضا)) Rs.60/= | کشف المحجوب اردو ترجمہ ((داتا گنج بخش)) Rs.100/= | سنت خیر الانام ((حضرت پیر کرم شاہ ازہری)) Rs.60/= |
| خطبات غزالی اردو ترجمہ ((حضرت امام غزالی)) Rs.50 | حصن حصین ((محمد صدیق ہزاروی)) Rs.50/= | امام احمد رضا اور رد بدعات مولانا یٰسین اختر مصباحی Rs.100/= | شمع شبستان رضا ((اقبال احمد نوری)) Rs.90/= |
| جاء الحق مکمل Rs.110/= | شان حبیب الرحمٰن ((مفتی احمد یار خاں)) Rs.50/= | بہار اسلام ((مولانا محمد الیاس رضوی)) Rs.50/= | قانون شریعت Rs.110/= |

اپنی مطبوعات کے علاوہ اہلسنت کی تقریباً سبھی کتابیں ہم سپلائی کرتے ہیں۔ یہ فہرست اور ماہنامہ کنز الایمان میں مطبوعہ فہرست دیکھ کر بذریعۂ خط ہمیں آرڈر بھیجیں، قیمت کا چوتھائی حصہ بھی ساتھ میں ڈرافٹ یا منی آرڈر سے روانہ کریں۔
ہم پہلی فرصت میں آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے (منیجر)

**RAZVI KITAB GHAR**

425/ Matia Mahal Jama Masjid Delhi-6

Rs. 30/-

Scanned by CamScanner